

سیر عمر بن عبدالعزیزؓ

خلیفہ راشد حضرت عمرو بن عبد العزیزؓ کے مفصل سوانح زندگی
اور ان کے عہد حکومت کے بے دراندہ کارناموں پر مستند کتاب

ترجمہ
مولانا عبید اللہ قادری

حَارُ الْأَشْعَثِ

اردو بازار کراچی ————— قون ۲۵۳۱۸۹۱

ماہنامہ : تنقید و ترقی
 طباعت : جون ۱۹۷۷ء

مذہبی سہولتیں

ایمانی اور اخلاقی تعلیم کی بنیاد پر تعلیم دینا ایک سہولت ہے۔ اس سہولت میں امت کی تمام
 سطح کے طلبہ کی تعلیم دینا ہے۔ یہ سہولت کوئی تعلیمی نظریہ یا فکری نظام نہیں ہے۔
 بلکہ یہ سہولت ان تمام تعلیمی سہولتوں میں سے ہے جو امت کو ملنی چاہئیں۔

پیشہ کے چہ

ادارہ اسلامیات ۱۹۷۷ء مارچ ۱۱ء
 بیت العلوم ۱۲۰ نور روڈ لاہور
 مکتبہ سید احمد شہید نور روڈ لاہور
 مکتبہ المدینہ لاہور
 یونیورسٹی کتب خانہ لاہور
 مکتبہ اسلامیات لاہور

ادارہ المدینہ لاہور
 مکتبہ المدینہ لاہور
 بیت العلوم لاہور
 مکتبہ المدینہ لاہور
 مکتبہ المدینہ لاہور
 مکتبہ المدینہ لاہور

ادارہ المدینہ لاہور

Islamic Book Centre
 119-121, Little Wolf Road
 Bolton BL1 1AB, UK

Arhar Academy Ltd.
 54-56 Little Wolf Road
 Bolton BL1 1AB, UK
 Tel: 020 8911 9797

ادارہ المدینہ لاہور

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
 6060 RINDLE LANE
 TX-761 USA

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
 119 SCHENCK STREET
 BUFFALO, NY 14212 USA

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیرت عمر بن عبد العزیزؓ کا یہ عجیب اثر پیش ہے، اور پہلے ایڈیشنوں سے کسی قدر مختلف اور متاثر ہے، ہم نے اس کتاب کے دیباچہ میں اس کے مانعہ کے جزیام بتائے تھے ان کے متعلق لکھا تھا کہ محدثین نے حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے فضائل و مناقب میں متعدد کتابیں لکھیں جن میں محدث ابن عبد الحكم اور عبد الملک بن حبیب بن سلیمان کی کتابیں ناپید ہیں، لیکن خوش قسمتی سے اس کی طباعت اور اشاعت کے بعد محدث ابن عبد الحكم کی کتاب بھی چھپ کر شائع ہو گئی اور اس کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ اگر اس کتاب کی تصنیف کے وقت وہ بھی موجود ہوتی تو اس میں اور بھی بہت سی مفید معلومات کا اضافہ ہو جاتا، اس بنا پر جب اس کتاب کے طبع موسم کے وقت اس پر نظر ثانی

کی گئی تو یہ خیال تازہ ہو گیا اور محنت ابن عبد الحکم کی کتاب سے معلومات حاصل کر کے مختلف موقعوں پر ان کا اعناذ کیا گیا۔ اس لئے اب یہ ایڈیشن پہلے اور دوسرے اور تیسرے ایڈیشنوں نے زیادہ جامع اور مکمل ہو گیا ہے اور اس میں بہت سی ایسی مفید باتوں کا اعناذ کر دیا گیا ہے جن سے پہلے کے متنازع ایڈیشن خالی تھے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَٰلِكَ

فہرست مضامین

سیرت عمر بن عبد العزیز

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵	تعمیر مسجد نبوی	۹	تہذیب طبع اول
۲۶	خوارہ		
۲۶	تعمیر مساجد اطراف مدینہ	۱۲	دریا چہ
۵	تعمیر چاہ و مہواری راہ	۱۴	خلافت بنو امیہ
۵	امیر الحجاج کی خدمت انجام دینا	۱۵	حضرت عمر بن عبد العزیز کا مدد حکومت
۶	معزولی		بنو امیہ کا رجسٹر حکومت
۲۶	خلافت	۲۶	نسب اور خاندان
۳۶	حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت	۳۱	خاندانی حالات
۳۸	اموال منصرفہ کی واپسی	۳۰	ولادت
۵	باغ خدک کا معاملہ	۳۱	تعلیم و تربیت
۳۲	خاندان بنو امیہ پر اموال منصرفہ کی واپسی کا اثر	۳۲	شادی
		۳۴	مدینہ منورہ کی گود نری

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۳	رحم دلی	۵۱	غزوہ ایت و فتوحات
۹۵	شرم و تنہا	۵۷	عمال کی معزولی
۰	نصیریہ، پیرپری	۶۴	وفات
۹۹	زہد و تقشف		مرثیہ عبید
۹۹	نیاس	۷۲	ازواج و اولاد
۱۰۰	لڑا		حضرت محمد بن عبدالعزیز علیہ السلام
۱۰۱	مکان	۰	میں
۱۰۲	اہل و عیال	۰	اولاد و کور و اثاث
۱۰۶	تقویٰ و توبہ	۰	عبدالملک
۰	توکل	۰	عبدالعزیز
۱۰۷	پاس شادان	۷۹	عبداللہ
۱۰۸	عزت و محبت	۰	علیہ
۰	دشمنوں کے ساتھ رفیق و ملافت	۷۷	
۱۰۸	اہل حاجت کی امداد	۷۹	اخلاق و عبادت
۱۱۱	عیادت و عزاداری	۰	حسن خلق
۰	ہر و لعزیز	۰	شیریں کھائی
۱۱۳	علماء کی قدردانی	۷۹	تواضع و مساوات
۱۱۵	شاعری و لطافت	۸۲	علم
۱۱۶	ارباب صحت	۸۵	صبر
۱۱۹	اعمال و عبادت	۸۶	توبہ و عبادت
۰	عبادت و شہادت	۵۹	جرات و آزادی
۱۲۰	نماز	۹۳	دقار

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶۱	زکوٰۃ و صدقہ	۱۲۰	زکوٰۃ
۱۶۲	برونیاہت کی ضمانت	۱۲۱	تلاوت
۱۶۳	امداد شراب نوشی	۱۲۲	مناجات و دعا
۰	قومی خصوصیات کا خیال	۰	گرہ و بکاہ
۱۶۴	تدوین حدیث	۰	عشیت الہی
۱۶۵	تعلیم مذہبی کی اہمیت	۱۲۳	خوف موت
۱۶۶	فرح مقامی اور مناقب صحابہ	۱۲۵	خوف قیامت
۱۶۷	کی تعلیم و اشاعت	۱۲۶	خوف مذاب الہی
۱۶۸	یونانی تصنیفات کی اشاعت	۱۲۷	محبت رسول
۱۶۹	رقاع عام	۱۲۸	محبت اہل بیت
۱۷۰	عقارات	۱۲۹	محبت مدینہ
۰	مساجد	۱۳۰	کارنامہ سائے زہدگی
۱۷۱	تجدید انصاب حرم	۰	تجدید و اصلاح
۰	تفسیر شاہی	۱۳۱	خلافت
۰	شہروں کی آبادی	۱۳۲	مذہب کی اصلاح
۰	لذیقہ کی از سر نو تعمیر	۱۳۳	ربیع المال کی اصلاح
۱۷۲	سیاست و حکومت	۱۳۴	فلاحی کی اصلاح
۱۷۳	فرائض خلافت	۱۳۵	جہل فاذک اصلاح
۱۷۴	خصوصیات حکومت	۱۳۶	اشاعت اسلام
۱۷۵	غنائم	۱۳۷	ایمانی شریعت
۱۷۶		۱۳۸	عقائد
۱۷۷		۱۳۹	تعارف

صفحہ	مضنون	صفحہ	مضنون
۲۲۳	نقد ادبی کیس اور ادبیات کے لوگوں کے	۱۸۴	عراق کے عزل و نصب کے اصول
۲۲۴	علماء اسلام	۱۸۵	عراق کے نئے دیانات
۲۲۵	ادبیات	۱۸۶	اسیوں کے حقوق کی نگہداشت کے طریقے
۲۲۶	ڈاک کا انتظام	۱۸۷	زمینوں کے ساتھ انتہائی مراعات کا حکم
۲۲۷	ادبیات الحاقیہ	۲۰۰	اقامت علی
۲۲۸	باغیچہ کے	۲۰۱	پیشکاری کا اسرار
۲۲۹	علی صیفوں میں عربی	۲۰۲	رنگارنگ خوشحالی
۲۳۰	زبان کا رواج	۲۰۳	غرباء کی امداد و اعانت
۲۳۱	تکسالی	۲۰۴	نظام حکومت کا انقلاب
۲۳۲	صنعت پارچہ بنانی کی ترقی	۲۱۸	ماثر بنی امیہ
۲۳۳	علوم و فنون کی ترقی و اشاعت	۲۱۹	قوی عصبیت کا تحفظ
۲۳۴	قرآن مجید	۲۲۰	کثرت فتوحات
۲۳۵	تفسیر	۲۲۱	انتظامات ملکی
۲۳۶	حدیث	۲۲۲	زمین کی پیمائش
۲۳۷	اصول ملت	۲۲۳	درجہ شہریت
۲۳۸	تاریخ	۲۲۴	پانی پینے کے پھلے
۲۳۹	پرانی علوم و فنون کے	۲۲۵	راستوں کی بہبودی
۲۴۰	قراچہ	۲۲۶	شفا خانہ
۲۴۱	تدبیر و سیاست	۲۲۷	مہمان خانہ
۲۴۲	وقعہ حطین	۲۲۸	
۲۴۳	سلطنت عجمیہ کا زوال	۲۲۹	

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
حَامِدًا اَدْمُقِيلًا اَدْمُسِيْلًا

تمہید طبع اول

دنیا میں جن لوگوں نے انقلابات پیدا کئے ہیں ان کا روشن کریں کارنامہ صرف یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انہوں نے دنیا کی ترقی کا ایک قدم اور آگے بڑھا دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب ہم قیاس و دایان اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کے پر عظمت کارناموں میں ہماری نگاہ صرف اسی پر پڑتی ہے کہ ان کے عہد سے پہلے دنیا کا قدم کس نقطہ پر تھا، اور انہوں نے اس کو کس مرکز پر پہنچا دیا۔

چنانچہ مولانا شبلی رحیم نے رائل ہیروڈنٹ اسلام کا سلسلہ شروع کیا تو اسی خصوصیت کو پیش نظر رکھ کر انہوں نے قفق سلسلے کے سب نرل قوانر داؤں کا انتخاب کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

ولید بن عبد الملک

امول الرشید

عبد الرحمن بن عمر

سیف الدولہ

ملک شاہ

نور الدین محمد ونگی

خلفائے راشدین

بنو امیہ

ہماسبیہ

بنو امیہ اندلس

بنو محمدان

سلجوقیہ

نوریہ

سلطان صلاح الدین قاضی بیت المقدس

ایوبیہ

یقرب بن یوسف

معدیہ اندلس

سلیمان اعظم

ترکانی روم

لیکن اس اب میں اسلام کی تاریخ تمام دنیا کی تاریخوں سے مختلف ہے، اسلام کا روشن ترین زمانہ صرف وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے شروع ہوا اور خلافت راشدہ تک پہنچ کر ختم ہو گیا، اس لئے خلافت نے اسلام کا قابلِ فکر زمانہ نہیں ہے کہ اہل حق نے دنیا کا اس نقطہ نردانی سے آگے بڑھایا، بلکہ ان کا حقیقی شرف ہے کہ انہوں نے زمانہ کو اس قدر پیچھے چھوڑ دیا کہ وہ حدِ صحابہ سے جا کر مل گیا۔

خلافت راشدہ کے بعد نہایت کچھ کا وہ حکومت شروع ہوا جس میں بڑے بڑے فرماں روا گذرے، عبد الملک نے ۱۱ سال تک حکومت کی اور اس سلطنت کی بنیاد کو مستحکم کر دیا، ولید نے اس کثرت سے فتوحات کیں اور اس کثرت سے عمارتیں تعمیر کرائیں کہ تمام دنیا اسلامی تمدن کا تماشا گاہ بن گئی۔

لیکن ان میں حضرت عمر بن عبد العزیز ایک ایسے شخص میں جنہوں نے زمانہ کی باگ پیر کر اس کو صحابہ سے ملادیا، اس لئے کہ میں نے ان کو محمد دینی اسلام میں شام کیا ہے اور ان کے فضائل و مناقب میں کتابیں لکھی ہیں، محدث ابن جریر نے ان کے حالات میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے، جس کا نام سیرت ابن عبد العزیز ہے، انہوں نے طبقات میں ان کا مفصل تذکرہ کیا ہے، جہاں انہیں حکم نے جو مقرر کے سب سے بڑے محدث اور امام شافعی کے دوست ہیں، ان کے فضائل میں ایک کتاب تصنیف کی ہے اور عبد الملک بن حبیب بن سلیمان نے ایک کتاب میں ان کے فضائل جمع کئے ہیں۔

اُن کے علاوہ اسلام کی جو سوجاسی تاریخیں لکھی گئیں، ان میں بھی اُن کے دورِ حرکت کی اس خصوصیت کو خاص طور پر نمایاں کیا ہے، اور اسی بنا پر ہم نے وہ یہ کو چھوڑ کر ان کو اس خاندان کا میر و قمر قرار دیا ہے۔

محدثین نے ان کے حالات میں جو کتابیں لکھی تھیں، ان میں ابن قہر الحکم اور عہد الملک کی کتابیں نامید ہیں، البتہ محدث، ابن خلدون کی کتاب کو ترجیح دینا اور منقح و دلوں نے چھاپ کر شائع کر دیا ہے اور طبقات ابن سعد کی تمام جلدیں بھی ہمارے سامنے آگئی ہیں، لیکن، اردو میں جن لوگوں نے اُن کے حالات لکھے ہیں، انہوں نے صرف سہا کی تاریخوں کو پیش نظر رکھا ہے اور ان دونوں کتابوں سے مطلق قائلہ نہیں اٹھایا ہے، حالانکہ ان کے اخلاق و عادات، فضائل و مناقب اور عہدِ انہ کا زمانہ کا اصلی ذخیرہ انہی کتابوں میں مل سکتا ہے، اس لئے ہم نے ان کتابوں کے ساتھ ان دونوں کتابوں کو خصوصیت کے ساتھ اپنی تصنیف کا ماحل قرار دیا ہے۔

ہماری زبان میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما کے متعلق دو سوانح عمریاں لکھی گئی ہیں لیکن انہوں کے ساتھ کہہ دیتا ہے کہ ان مرقعوں میں حضرت عمر بن عبد العزیز کی تصویر کے اصل خط وخال نمایاں نہیں ہو سکتے، اس لئے ان کے شاہین شان ایک دوسری تصنیف کی ضرورت تھی، اور اسی ضرورت نے ہم کو اس کتاب کے لکھنے پر مجبور کیا۔

فَعَاثُوْا فَيَنْقُضُوْا بِاَدْنٰہِ

عبد السلام ندوی

دیباچہ

خلافتِ نبویہ

اسلام سے پہلے تمام عرب کی حالت کا مرکوز قریش کا قبیلہ تھا، لیکن قریش کے میں حلفِ شکر دے ہو گئے تھے جن میں نبوہاظم اور امیہ سب میں مت زقے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے گرجے نبوہاظم علانیہ بنے مریتِ نبویہ سے متاز ہو گئے لیکن زمانہ بیعت میں جمعیت اور ملک اقتدار کے لحاظ سے نبویہ کا پدہ باری تھا۔ دوسرا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کے بعد جب خلافت کا سوال ہوا تو دعویٰ خلافت میں صرف نبوہاظم نے مقدمہ دیا، جو امیہ اس سے بالکل الگ رہے، حضرت عمرؓ کے بعد اگرچہ حضرت عثمانؓ جو اموی تھے، علیحدہ مقرر ہو گئے لیکن یہ خود خاندانِ نبویہ کی ذیل کو شمشیر کا نتیجہ نہ تھا بلکہ خود حضرت عمرؓ نے جن پر اہتمام کو خلافت کے لئے انتخاب کیا تھا ان میں وہ بھی داخل تھے اور جب اس نزاع کے طے کرنے کے لئے حضرت عبداللہؓ اپنی موت کا ارادہ مقرر ہوئے تو انہوں نے حضرت عثمانؓ ہی کا انتخاب کیا، اور اس فیصلہ پر خود حضرت علیؓ بھی راضی ہو گئے۔

خاندانِ نبویہ میں حضرت امیر مسلمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے خود اپنی موت پر

سے شام میں مستقل حکومت قائم کی۔ اور انھیں اپنی بیٹی تیزہ کر اپنا جانشین بنایا۔
 اور تمام غریبوں سے اس کے لئے رعیت لی۔ اس لئے خانہ بنی تیزہ کی ساری تہذیب و حکومت
 میر تقی میر کے عہد سے شروع ہوئی ہے۔ لیکن حضرت میر تقی میر نے جو حکومت قائم کی تھی،
 اس نے بہت کم عمر پائی۔ تیزہ کی لڑکیاں جانشین بن گئیں۔ لیکن اس کی وفات کے بعد ہی
 حضرت عبداللہ بھٹو نے مستقل طور پر دعویٰ خلافت کیا، اور شام و مصر کے سوا تمام دنیا
 اسلام اس کے قبضہ اقتدار میں آگئی۔ شام و مصر کے لوگوں نے مسلمانوں پر بدیدہ کے اثر
 پر محبت کی تھی لیکن چند ہی دنوں کے بعد مسلمانوں کا انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنی بیٹی لکھی
 سے کسی کو پناہ جانشین نہیں بتایا۔ اب یہ بددلتوں تک بھی گریا حضرت عبداللہ بھٹو نے
 حلقہ خلافت میں داخل ہو گئے۔ مگر تیزہ میر کا ہم گیا مسیحی سے مل گیا کہ دفعہ برابر
 کی یہاں تاریخ کا دوسرا شروع ہوا۔ پچھلے سے زیادہ بڑھکتا سیاحہ وسیع اور
 زیادہ شاندار تھا۔ پہلی صورت عبداللہ بھٹو نے ہی کے زمانہ میں خانہ بنی تیزہ میں سے
 مردانی خانہ اللہ نے خلافت کے لئے مدد مان کر بیکش کی اور مردان بن حکم نے ہمارے
 کہہ کر شام و مصر پر قبضہ کر لیا۔ لیکن اس نے اس قدر کام پایا کہ اس کے عہد میں
 طاندائی کو سیاسی استقلال حاصل نہ ہو سکا۔ مگر اس کے بعد اس کے بیٹے عبداللہ نے
 مردانی حکومت کا اصل طرز عمل قائم کیا اور مستقل مسلمان حکومت کی، جس میں صاحب
 سار اگرچہ حضرت عبداللہ بن بھٹو کے ساتھ خانہ جنگی میں صرف ہمارے لیکن تیزہ بنی
 بلکہ اس نے نہایت اہمیت کے ساتھ تمام دنیا کے مسلمانوں پر تسلط کیا۔
 حضرت عمر بن عبداللہ بن بھٹو کے عہد میں کچھ عرصہ اس قدر ملک کے بیٹے
 تھے۔ اگرچہ ان کے زمانہ حکومت کی جو ترتیب چلی، وہی قبل اس کے عہد سے وہ

اس کے مستحق نہ تھے، تاہم انھوں نے اپنے طرز عمل سے اپنا مستحق تو کم کر لیا۔
مردودِ مذہب مسعودی میں ہے:-

مدد غریب، عید العزیز، الخلافة حضرت قرین عبد العزیز بن عبد المستحاق کے
یوم حقہ، ولا ہلا، مستحق کہہ غلام مقرر ہوئے، لیکن غلام ہوئے کے
استحقاق و بعد از عید العزیز، حضرت عبدالعزیز بن عبد المستحق ہو گئے

تاریخ اسلام میں اُن کا دور حکومت اس لحاظ سے خاص طور پر متذکر ہے کہ انھوں نے
خلافت راشدہ کے حکم و نسق کو رد و رد کیا، اور اُن کے عہد میں تمام دنیا کو ایک بار
پھر عرب مساجد کی غصہ و کینہ سے نظر آئیں، چنانچہ علامہ ابن خلدون نے لکھتے ہیں:-

و القسطنطینیون عہد العزیز حضرت محمد بن عبد العزیز بن عبد المستحق کے عہد میں
فدح علی ہر یقین الخلفاء کو اس تہہ کو پہنچا، تمام تر قوم غلام و شیریں
لادینہ و العصبیہ جودہ اور مساجد کے طریق کی طرف مبدل کی۔

جنو ابتر کا رقبہ حکومت حضرت قرین عبد العزیز نے جس ملک پر حکومت کی وہ عربی
کے نمایاں وسیع ملک تھا، اس لئے انھوں نے جس کشادہ دل کے ساتھ ملک کو قبضہ کی
غیر و برکت سے ہریز کرنا چاہا، اسی دھڑک کے ساتھ اُن کے اثر کو پھیلنے کا موقع ملا۔

تاریخ اسلام میں گنجائش اور قیاساً ہم دھڑک و مقابل ہیں، لیکن خبر ایسے کو نہ صرف
جہ سب پر بلکہ تمام لوگوں کو، اسلام پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ انھوں نے اسلامی اصول
حکومت کو اپنے زور و زور سے اس قدر وسیع کر دیا کہ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی
خلفائے راشدین کے زمانہ تک صرف عرب ایشیائے منورہ اور ایران اسلام کے حدود حکومت
میں رہے تھے، لیکن غصہ و کینہ نے اپنے دور حکومت میں اس نقطہ کو دائرہ اور اس

جہاں کو دیا نہاویا، انھوں نے ایک طرف تو قرقیہ اور مغرب کے تمام شہروں کو فتح کر کے
 اندلس کو اسلامی بادشاہوں کا سب سے بڑا مرکز بنادیا۔ دوسری طرف مشرق میں سندھ
 کاہل اور قفقاز کو فتح کر کے سرزمینِ ہند میں اپنا جہنڈا نصب کیا، روم کی طرف بڑھے
 تو قسطنطنیہ کی چار دیواری تک پہنچ کر دم دیا، جزائر میں قبریں، آفریقا میں اکریتہ،
 اور روم میں دھیرا کو فتح کیا، غرقِ مشرق و مغرب، جزیرہ شتائیں، عرب، عجم، ترک و
 ہما تار، چین کی درہندہ تمام قوموں نے ان کے آگے سر ہٹ کیا اور تمام ممالک ان کے زیرِ
 ہوئے۔

حکومتِ بنو امیہ کا رقبہ اندلس کے آخری گوشوں سے لے کر سندھ تک پہنچا تھا اور
 اُدھر بلا و روم سے شروع ہوا کہ چین کی دیواروں تک ختم ہوتا تھا، اور اس طرح گویا اس
 وقت دمشق کا پایہ خلافت آفریقہ اور آیشیا کے بڑے اعظم کا مرکز تھا (تفصیل نقشہ
 سے معلوم ہوگی، حضرت عمر بن عبدالمطلب نے اگرچہ فاتحانہ حیثیت سے اس رقبہ کی حکومت
 کو وسیع نہیں کیا تاہم اس کو بدل و انصاف سے متحد کر دیا، اندلیک ایک فرس رو کا سب
 سے بڑا کارنامہ ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حَاصِدًا دُمُوعَاتِنَا

نسب اور خاندان

اگر شخص کنیت اللہ قمر بن تھا، باپ کا نام عبد العزیز اور اس کا نام ام نامم ہے
پورا سلسلہ نسب یہ ہے۔ قمر بن عبد العزیز بن مروان بن الحکم بن العاص بن ابیہ
بن عبد شمس۔

حضرت قمر بن عبد العزیزؓ کے والد خاندان بنو ابیہ میں ایک ممتاز اور فاضل
قسمت بزرگ تھے، محمد بن کا بیان ہے کہ "میں حضرت مسلم بن محمدؓ کو لڑک
کے زمانہ میں گیا، تو وہاں بیکرول میں چند تفتائیں پیدا ہوئیں اور وہ سب کی سب پوری
ہوئیں، میری آنرز تھی کہ میں تھر کا گورنر ہوتا، میری خواہش تھی کہ میں مسلمہ کی عورت بنوں
کو، بچے جالہ نکاح میں لانا، میری تفتائیں تھیں کہ قیس بن کلیب میرا صاحب ہوتا، چنانچہ بعد
نے ان کی یہ تمام امیدیں پوری کیں، مسلمہ کی دونوں بیویاں ان کے نکاح میں تھیں، قیس بن
کلیب ان کا صاحب مقر و خزانہ اور پھر ۲۰ سال ۱۰ مئی ۱۲۷۰ء تک متصل مصر کی گورنری کی
مورخین کا بیان ہے کہ اسلام کی تاریخ میں کسی گورنر کا دور حکومت اس قدر مختصر نہیں ہوا
ان کی گورنری کا زمانہ عجب مشہور ہے شروع ہوا جس کی ابتدا اس طرح ہوئی

کہ عبد الرحمن بن محمد بن حضرت عبداللہ بن زید کی طرف سے نصر کا گورنر مقرر کیا گیا۔ ان تمام خواجہ کو جو کہ میں حضرت عبداللہ بن زید کے سینے و دودھ گار تھے میں کر کے
 حکیم کا دعویٰ کیا۔ عدل اور فہم میں جی امتیازوں نے اس کے اقرار پر بیعت کی۔ اس
 کے بعد وہ چند سال تک میں قمر الملوک کے باپ مروان بن حکم کے تمام لوگوں سے اپنے
 اقرار پر بیعت کی۔ نصر کے ملک اور چھ بھائیوں کے بعد اس کے بعد اس کے لیکن وہ پہلے ان کے بعد
 مروان کی طرف تھا۔ اس لئے، انہوں نے اس کو نصر میں جلاوطن کیا اور وہاں کی
 ایک جماعت کثیر کے ساتھ نصر کی طرف روانہ ہوا۔ اپنے بیٹے عبداللہ کو ایک فوج
 کے ساتھ تیر کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے بڑے بڑے ساز و سامان کے ساتھ مقابلہ کی
 تیاری کی۔ ان کے بعد بن عباس کی قیادت میں چند جنگی جہاز روانہ کئے کہ بحری راستے سے
 شام کا رخ کرے۔ بری جنگ کے لئے وہ فوجیں بھیجیں جن میں ایک مقصد یہ تھا کہ
 عبداللہ کو تیر میں داخل نہ کرنے دے۔ اس فوج کا سپہ سالار بن عباس تھا کہ
 اس نے مقام بصرہ میں پہنچ کر عبداللہ کو مقابلہ کیا۔ وہ شکست کھائی اور وہاں ہجوم
 نے مقام شمس میں مروان کا مقابلہ کیا۔ مگر عبداللہ کو شکست ہوئی اور وہاں
 جس میں فریقین کے بہت سے ملک کام آئے۔ مگر عبداللہ کو شام میں پہنچنے میں
 کہ مروان اور سابق محمد بن عباس کی مصالحت کو ادنیٰ مصلحت کے بعد مروان نے دی۔ مروان
 شام میں داخل مصر ہو۔ مگر وہاں پہنچنے میں تیر کی مصالحت کے بعد مروان نے پہنچنے
 اس کی جلد موتی نے اس کو گورنری کی ماس لئے اس نے کہا کہ عیض، میرے شہر میں قیام
 نہیں کر سکتا جس میں کوئی عمل نہ ہو۔ چنانچہ اس کے حکم سے عبداللہ نے تیر میں قیام
 کے لئے مقرر کئے اور تیر کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے اقرار پر بیعت کی۔ مروان

نے قصر میں کل دو مہینے قیام کیا۔ عجب شہسوار میں چنے بیٹے قہر مہر کو وہاں کا گھوڑا
 سترہ روکے وہیں آیا رخصت کے وقت قہر مہر نے حضرت کی کرتائے میر لٹو سیوہ
 میں ایک پیسہ خریدا جس میں میرا کوئی بھائی بند نہیں ہے کیونکہ کچھ آدمی کر سکوں گا انہوں
 سے کہا "بھائی پورا دام قہر پر حسان کو سب قہار سے بھائی ہو جائیں گے، سب سے
 گنت ہندی کے ساتھ جو سب قہار سے دوست بن جائیں گے، تمام دوسا کر تین دلوں
 کو کہ قہار سے غرض میں قہار قہار۔ حامی بن جائیں گے، پھر انہی کی تمام قوم قہار
 کا حصہ کرنے لگے گی، یہی قہار سے بھائی بھائی کو قہار، بدم اور موٹی ماہی نصیر کو قہار اور
 درمیان مقرر کرتا ہوں، اس کے ساتھ وہ بھی بہت سی اخلاقی نصیحتیں کر کے اس رخصت
 ہوا وہ واپسی کے بعد صرف دو مہینہ تک زندہ رہا، پہلی رمضان شہسوار میں انتقال کر گیا۔
 قہار کے بعد اس کا بیٹا قہار علی علیہ السلام "وہ اس نے بھی قہر مہر کو جس قہر
 پر کام کیا، قہر مہر نے چنے لاندہ گھوڑی میں بہت سے قابل یادگار کام کئے
 شہسوار میں یکے بعد دیگرے چار یا شہسوار میں قصر میں طاقی آیا تو اس نے وہاں سے
 نکل کر حلاوت میں مستقل سکونت اختیار کر لی، وہ وہاں متعدد محل اور مسجدیں تعمیر کر دائیں
 اور انکو روغن کے متعدد باغ لگوانے شہسوار میں مسجد جامع کو منہدم کر کے ازیر
 تعمیر کروایا اور چاروں طرف سے اس میں احاطہ کیا، شہسوار میں قہار قہر پڑی بندھا
 تھا اس پر پنا نام کہہ کر آیا ہے

یہی حیثیت سے تعمیر کیا ایچاؤ کی جلی عود کے دی حصر کے بعد مسجد میں بیٹھنے
 کا طریقہ قائم کیا۔

علامہ کے متعلق واسطہ نام کو ضایت لیا حتیٰ کے ساتھ تمام کی ابتدا ازمن بن حمیرہ خورانی کا تھا
مقرر کا ہزار دینار سالانہ وظیفہ مقرر کیا اور انہیں علی مرتضیٰ علیہ السلام میرانی کو خود اپنے یہاں
بلا لیا تھا اور ان کے لئے کوئی ریتا تھا نہ

شعر اس کے ساتھ اس قدر فیاض و ملوک کیا کہ ایک بار کسی نے کثیر سے پوچھا کہ آپ
تم شعر کہیں نہیں کہتے؟ اور لا عبد العزیز کی وفات کے بعد صلہ کی کس سے توقع ہو سکتی ہے؟
عام لیا حتیٰ کاے حاس تھا کہ روزانہ ہر طبق خراس کے مکان کے گرد اپنے جاتے تھے
اور تنوہ صحت میں عمر کا اہل مقرر کرکھانا تقسیم ہوتا تھا چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔

کل یومہ کا نہ یومہ اقصیٰ	حمد عبد العزیز و یوم فطر
ہر دن عید عزیز کے یہاں	میدان بقرعیہ کا دن ہوتا ہے
والہ لفت جعنة مستوحات	کل یوم تمنا ہا لفت قداد
ان کے یہاں ہزار پھلکے چھنے پائے	مجھ کو بڑی دیکھیاں بھر رہی تھیں

عبد العزیز نے ششہ میں سہ ہجری ۸۸۰ و ۸۸۱ یوم و ششہ کو علوان میں انتقال کیا اور
لاش قسطنطنیہ میں لا کر وطن کی گئی، مرتے وقت ۷۰ سالہ زبان پر تھے، کاشانی کوئی تالیف
ذکر چیز نہ بہت کاش میں ایک تنکایا مجاز کا ایکس چھنا، اور تادم و شعر اس نے پڑھ
مریچے لکھے، جن کو کند کی نے اپنی کتاب ۵۵۵ مصرع میں نقل کیا ہے۔

حضرت عمر ابن عبد العزیزؓ کی والدہ ام ہانم بنت عمر بن الخطابؓ کی صاحبزادی
تھیں، علامہ ابن جریرؒ نے لکھا ہے کہ ایک روز رات کو حضرت قرۃ قرینہؓ کا گشت

۵۰ حسن النہضہ ص ۸۸ جلد ۱ ص ۱۵۷ ایضاً ذکرہ ص ۲۰۰ ص ۲۰۱ پر کی تفصیل کتاب ولادہ

میر لکھنوی مطبوعہ تیرہویں صدی ہجری ۱۲۸۵ء ص ۱۲۸

لیکن علامہ ذہبی نے تذکرۃ، مفاتیح میں لکھا ہے کہ وہ یزید کے زمانہ خلافت میں مدینہ میں پیدا ہوئے اور اپنے باپ کی کوری کے زمانہ میں تنہا ہی نشوونما پائی، اللہ ہی صحیح معلوم ہوتا ہے، عبدالعزیز بن مروان کی گورنری کا زمانہ جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے مشہور سے شروع ہوتا ہے، اس لئے مشہور یا مشہور میں حلوں میں ان کی وحدت قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی۔

تعلیم و تربیت میرزا حضرت قسطنطین عبدالعزیز بن مروان پیدا ہوئے، اللہ حسب برائے ہمسے لوگوں کے والد عبدالعزیز مقرر کے گورنر مقرر ہو گئے اور ان کے حضور نے اپنی بی بی ام عاصم کو رکھا کہ اپنے بچے کو لے کر تشریف آئیں، وہ اپنے چچا حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس آئیں، اللہ اس کی اطلاع دی، انھوں نے کہا کہ تم کو چل جاؤ لیکن اس بچے کو ہمارے ان چچوڑو، گورنر کو تم میں ہم سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے چنانچہ وہ حضرت قسطنطین عبدالعزیز کو ان کے یہاں چھوڑ کر تشریف آئیں، عبدالعزیز بن مروان نے ان کو نہیں دیکھا کہ پورا چھوڑ کر کہاں ہے، انھوں نے واقعہ بیان کیا تو بیت تشریف لے کر اپنے بھائی عبداللہ کو اس کی اطلاع دی، اس نے ہزار دینار ماحولہ ان کا ولیف مقرر کر دیا، اس کے بعد وہ اپنے باپ کے یہاں آئے اللہ قیام کیا پھر ایک واقعہ کے پیش آجھائے سے منسوب معلوم ہوا کہ ان کی تعلیم مدینہ ہی میں ہو، چنانچہ ان کو مدینہ بھیج دیا، انھوں نے وہاں تعلیم بھی کی، یہاں تک کہ تعلیم و تربیت پائی، اللہ تعالیٰ بن کیساتھ نے جس دیانت کے ساتھ ان کی مذہبی و اخلاقی ترقی کی، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک بار انھوں نے لازمی تائید کی، اللہ تعالیٰ بن کیساتھ اس کی لئے تذکرۃ، مفاتیح، تذکرۃ قرین، عبدالعزیز بن مروان سیرت ابن عبداللہ ص ۱۰۲

دوسرے بھی تو کہہ کر ہاں منیٰ دے رہے ہیں اور جو کہنے سے کہہ سب ہاتھوں کی آوازیں کرتے ہیں تو یہ سچ
 دیکھتے ہو؟ چنانچہ قید الصریح کو اس واقعہ کی جبر کی، ایسا طور پر لے کر ایک آدمی عدالت
 گیا جس نے آپسے ان کے ہاں منڈوئے، اس کے بعد اسے چریف کی زبان سے اٹھ
 تھا جس کی بنا پر حضرت عمرؓ نے ان کو بھی ہلاک کیا، یہی سچ بھی مقرر کیا۔
 حضرت عمرؓ ان عہد الصریح نے پھانسی میں قرآن مجید حفظ کیا، اور عربیت اور شعر و ادب
 کی تعلیم حاصل کی۔

حدیث کی روایت، اگرچہ مختلف طریقہ سے کی جاتی ہے تاہم ان کے علاوہ مستند صحابہ
 بھی شامل تھے، لیکن یہ اس مقدس فن میں زیادہ قریب اللہ ہی تھے، نہ ہی تہذیب و رسوم
 کے مرتد بن سکتے ہیں، تذکرۃ الحفاظ میں بالتفصیل لکھا ہے کہ وہ حضرت عمرؓ ہی تھے، ان
 کے مرنے کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیزؓ لڑتے تھے کہ ان میں سے کسی کو بھی وگرس سے
 نہ لایا جاسکے، ان میں قید نہ ہی عہد اللہ ہی تہذیب کی سادات میں سے زیادہ تھے۔
 ان بزرگروں کے بعض صحبت سے حضرت عمرؓ ہی عہد العزیزؓ نے وہ حاصل کیا
 کہ ہمارے گھر میں کوئی بے نفعی و کام کا احترام کرنا پڑا، علامہ آجی نے تذکرۃ
 الحفاظ میں ان کا تذکرہ کیا، الحفاظ میں کیا ہے۔

کَانَ اِمَامًا فَرِيًّا مَخْبُوتًا عَاوِي
 بِالْحَقِّ كَيْسَ لَمْ يَلِدْ اَبًا تَجَسَّسًا
 حدیث علامہ بڑے عقیدہ والے تھے
 کے بیکار مدح و تحسین اور سند تھی۔

یہ میرے عہد الصریح میں آئے، تذکرۃ الحفاظ میں آئے، تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔
 یہ تذکرۃ الحفاظ میں آئے، تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے، یہ تمام تفصیل میرے
 عمر بن عبد العزیزؓ میں مذکور ہے۔

تیموں میں صراحت کا قائل ہے کہ ہم ان کے پاس اس خیال سے آئے تھے کہ وہ ہمارے
محتاج ہوں گے، لیکن ہم کو معلوم ہوا کہ ہم خود اسی کے شاگرد ہیں۔ بڑے بڑے علماء ان کے
مختلف مسائل کے متعلق سوال کرتے تھے اور وہ نہایت جبرستگی سے ساتھ جوہر دیتے
تھے۔ ایک بار تھانہ اور شام کے متعدد علماء جمع ہوئے، اندان کے صاحبزادے بکر الملک
سے کہا کہ آپ ان سے

افى نعم التاوىل من مكان جيد وہ حد سے بڑھ کر پائے جاسکتے ہیں

کی تفسیر کے متعلق سوال کیجئے، انھوں نے بے چارہ حضرت عمر بن عبدالمزینؓ نے فرمایا کہ
تصادف من مكان جيد سے مراد ہے جس کی ایسی حالت میں خواہش کی جائے جس
میں اس پر نشان ظہور نہ ہو، لیکن تحقیق علم سے فارغ ہونے کے بعد ان کو امر و نہی
کی مصروفیت نے مصروفیت علیہ کا موقع نہیں دیا، اس لئے وہ اپنے علمی سرمایہ کو محفوظ
نہ رکھ سکے، ان کا خود بیان ہے کہ میں حریص سے فارغ ہو کر نکلا تو وہاں کچھ سے بڑا
عام کوئی نہ تھا، لیکن شام میں اگر سب بھول گیا۔

امام زہریؒ کا بیان ہے کہ میں نے ایک ذات ان سے گفتگو کرتے ہوئے کہا
کہ جو حدیثیں آپ نے بیان کیں میں نے وہ سب سنی تھیں، لیکن آپ نے انھیں یاد
نکھاد میں بھول گیا۔

شادی | عبدالمزینؓ بن مروان کے انتقال کے بعد جب ان کے لئے پنی بڑی قادی سے
ان کی شادی کر دی، اور انھوں نے نہایت طبع الفاظ میں اس کا شکریہ ادا کیا، یہ

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ۲۔ کہ حضرت عمر بن عبدالمزینؓ سیرت عمر بن عبدالمزینؓ ص ۲۸

۳۔ تاریخ الحفاظ، ۴۔ کہ حضرت عمر بن عبدالمزینؓ سیرت عمر بن عبدالمزینؓ ص ۲۸

ان کو جزائے غیر کی دعا دیتے ہوئے وہیں آئے۔

فقیر مسجد نبویؐ کو رخصتی نہ کرنے کے زمانہ میں حضرت غریب علیؒ نے جزائے اولیٰ (مومن یا دو گارہیں تمام کیں، اس میں ایک اہری یا دو گارہ مسجد نبویؐ ہے، مسجد نبویؐ پر پڑھ حضرت عمرؓ ہی کے زمانہ سے تیز و آسان شروع ہو گیا تھا) مخصوص حضرت عثمانؓ نے تو اس کو بہت کچھ شاندار بنا دیا تھا، لیکن ان کے بعد حضرت علیؓ کے زمانہ سے لے کر بعد اس کے زمانہ تک کسی خلیفہ نے اس میں کسی قسم کا تصرف نہیں کیا، زید کا زمانہ اس نے خاص طور پر اس کی طرف توجہ دی، اور مسجد کو تے آب و دھوکے ساتھ تعمیر کروا دیا، چنانچہ جب وہ مسجد دمشق کی تعمیر سے فارغ ہوا تو ریح الاول مشہور میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو لکھا کہ مسجد نبویؐ نئے سرے سے تعمیر کی جائے، اور اس کے اس انداز میں طہارت کے جو خرچے اور دوسرے محاسبات ہیں وہ حقیقت کے کہ مسجد میں شامل کر لیے جائیں۔ حضرت عمرؓ ہی عبدالعزیزؒ نے نہایت مستعدی کے ساتھ اس حکم کی تعمیل کی۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے مسجد کو ترمیم کرایا شروع کیا تو اکثر فقہائے مدینہ مثلاً مالک، شافعی، احمد، ابو یوسف، ابو حنیفہ وغیرہ ساتھ تھے، ان بزرگوں نے مسجد کی دغا میں بی، اور اس کی بنیاد قائم کی۔

عمر شافعیؒ میں تعمیر اکام شروع ہوا، وہی وقت دیکھنے سے تادم کو لکھا کہ ہم مسجد کی تعمیر کر رہے ہیں، ہم کو دو دو چنانچہ شاہ محمدؒ نے لاکھ شقالی ہونا خود مژدہ اور چالیس ہزار سے فیضان کے بھیجے، مگر علم و دیکھ حراتی کے کھنڈروں۔

تعمیر مساجد اطراف مدینہ حضرت عمرؓ نے مسجد نبویؐ کو نئے سرے سے تعمیر کروایا تو اطراف مدینہ کی بنی بن مسجدوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز اور قربانی تھی، ان کی طرف بھی توجہ کی متعدد کوششیں تھیں جن سے تعمیر کرایا۔

تعمیر حجابہ و مہواری راہ | اسی سال ولیدؓ نے حضرت عمرؓ کی عہدہ بردار اور مدبر کے احوال کو لکھا کہ مدینہ اور مکه کے دوسرے شہروں میں بکثرت گھڑیاں کھدواتے ہیں اور پہاڑوں کے دشاؤں کے واسطے مہوار کے بھاری بھاری ہیں۔

امیر الحجاج کی خدمت انجام دیتا | اسلام میں پائینکس اور مذہب چور کہ ہمیشہ شیر و شکر رہے، اس نے خلفائے راشدینؓ کی جی کے ذمہ سے یہ رسم قائم ہوئی تھی کہ خود خلفاء یا امیر الحجاج جیسے تھے معدوموں کو اپنے ساتھ لے کر آتے تھے حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے بھی اپنے زمانہ گورنری میں یہ عہدہ خدمت متعدد بار انجام دی، چنانچہ یقیناً تھے تمام سالوں کی تصریح کر رہے ہیں، انھوں نے لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر آیا ہے۔

مہندز ولی | حضرت عمر بن عبد العزیزؓ شہر سے لے کر سب سے ایک گورنری کے عہد سے پوری توجہ دے رہے تھے کہ ان کے ساتھ کد اور قائف بھی لے کر رہے ہوں۔ ایک آغا کا رستہ میں ان کی اس عہد سے ایک جزیرہ ۱۲۰۰ مربع فٹری ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے ولید کو ایک خط لکھا جس میں حجاج کے عہد کی شکایت کی، حجاج کو اس کی تیسر جہتی تھا اس نے بل کر ولید کو ایک خط لکھا کہ عراق سے بہت

۱۷ فتح ایامی جلد اول ص ۴۴۴ کے طبری ص ۱۶۶

۱۸ یحقرنی جلد دوم ص ۲۳۹ کے طبری ص ۱۲۵۳

مقصود پر وہ لوگ جلا وطن ہو کر گئے۔ وہ تدبیر میں آباد ہو گئے ہیں جو ایک قسم کی سیاحی کر رہے ہیں۔
 ہے تو یہ دیکھ لے گا کہ بچے کو وہ مخصوص کے نام بتاؤ جو تدبیراً وہ لوگ کر رہے ہیں کہ انہیں تھکا
 نے کا دینا ہے اور عثمانیوں کی بات کے نام لکھ لکھ کر اور دیکھ لے حضرت علیؓ کی بات
 کو معقول کر کے خالد کو تکہ کا اور عثمان کو تدبیر کا گورنر مقرر کر دیا۔

لیکن سیرت عرب میں اس طرح کی تدبیریں دیکھ لے حضرت عمرؓ کی
 تدبیر کو لکھا کہ جب تک کہ سر اویں، حضرت عمرؓ کی تدبیر دیکھ لے اگرچہ اس حکم کی تعمیل
 کی اور ان کو تو کوڑے لگائے، قیدی خانہ میں جھوسا، وہ ان کے جسم پر ٹھنڈ پانی
 چھڑک دیا، تاہم اس قسم کی سفاکیاں ان کی لطافت کے بالکل خلاف تھیں، چنانچہ
 جب ان سزاؤں کے جھنڈ لہنے کے بعد لوگ ان کو لے گئے، وہ وہ ٹھہر جا کر مر گئے
 تو حضرت عمرؓ کی تدبیر دیکھ لے، تاہم ان کو بھیجا کہ اگر ایک حالت میں فوت کرتے ہیں
 وہ تھے تو لوگ ان کے چہرے سے چادر اسٹریٹ دی اور انہوں نے ان کو مردہ پایا
 پٹے تو ان کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ کی تدبیر دیکھ لے پریشانی میں کسی اٹھتے تھے کسی
 کھڑے ہو جاتے تھے، انہوں نے نقاب کی خبر سنائی، تو وہ زمین پر گر پڑے، وہ
 ناسخ پڑھتے ہوئے اٹھے، وہ گورنری سے، مستغفاد مرید ہو گئے۔

خلافت

اگرچہ تمام خاندانِ نبوتیہ صہبت اموی میں حضرت عمرو بن عبد العزیزؓ کی طرف رجوع کرتا تھا، لیکن سلیمان بن عبد الملک کو بھی پر اس قدر اعتماد تھا کہ اس نے ان کو مگر یہ پناہ دیر نہ دیا تھی، اس بنا پر کہ اُس کے بعد جو لوگ نہایت کے مستحق مہر تھے تھے ان میں ایک حضرت عمر بن عبد العزیزؓ بھی تھے، چنانچہ یہ سہ ماہی خلافت پر سلیمان بن عبد الملک نے تمام طریقے سے بیعت لی، تو خود وہ بیت قرین عبد العزیزؓ کو خیال پیدا ہوا کہ قرعہ ہال نہیں ان کے نام تو نہیں پڑا، آخر کار ان کا خیال صحیح نکلا چنانچہ جب سلیمان بن عبد الملک جب مقامِ ذہن میں جو قسح کا اجتماع گاہ تھا، شہر میں بار ہر دور اس کو زیستک اپنی بول تو اس نے پہلے پیسے، ہاتھ ملنے کے انوکھ کو ایک کیفیت نہ کے ذریعہ سے پناہ لی حد مقرر کیا، لیکن وہاں رہا، یہاں تے اس سے اختلاف کیا کہ خلیفہ کا سب سے زیادہ قابلِ یادگار کا نام ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا جانشین بنانے پر عزم کیا، انہوں نے کہا کہ "بھروسے نے عزم محکم نہیں کیا ہے اس پر حد کیوں لگاؤ چنانچہ اس نے دو ایک روز کے بعد اس وصیت نامہ کو چاک کر دیا اور وہاں ہی حیات کو جا کر مر چھا کہ

لے میرا عمری عبد العزیزؓ سے ۲۲ تھ میں انوارِ نبویہ صہبت و تاریخ و لغت و تدریس و ایمان بن عبد الملک نے میرا عبد العزیزؓ سے کہی ہے کہ سلیمان بن عبد الملک سے پہلے ہی جو یہاں انتقال ہو چکا تھا وہاں کے علما اس کے مقامِ روضہ کے چہرے نے اور عالیہ رحمت نہ تھے

وہ تو وہی بیٹا ہے جس کی راجیہ ہے اور وہ اس دولت فسطاط میں تھے، چاند
 نے کہا کہ آپ کیا معلوم ہے کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے ہیں؟ بیٹا نے اس کی تعجب سے منہ دکھائی
 پر پڑتی ہے اور کہتا ہے: ”آپ ہر جگہ میں اس پر غور کروں گا۔“ بیٹا نے کہا کہ قرآن
 حمد و ثناء کے متعلق ہے، کیا حیل ہے؟ انہوں نے کہا: ”وہ حیات پرگاہ میں ہے۔“
 بیٹا نے پوچھا: ”میرے پاس کیا خیال ہے، لیکن اگر میں اس کو خلیفہ مقرر کروں اور وہ قہر ملک
 کی وہ ذات بالکل جاس۔“ دونوں نے ایک نکتہ اٹھ کر کہا: ”ہاں، جب تک کہ میں
 کسی کو اس کے بعد دیں وہ نہ بناوں وہ ملک اس کی غفلت کو تسلیم نہیں کریں گے
 اس لئے یہ قہر ملک کو اس کے بعد ملے نہ پاتا ہوں یہ یہ طرز عمل اس کو
 تسلیم نہیں کریں گے، اس لئے بھی اس اتفاق یہ بعد میں اس لئے اور پچھتاوے سے روکتا
 تھا، اور میں کو مرید کر کے کتب میں جا ہر انفرج میں کے پاس کہہ چکا کہ یہ نام
 خاندان کی ایک جڑ مٹ کر رہے ہو، جس سے تو میں بعد میں کہتا تھا، کہ وہ ملک
 کا کہ یہ میری فریاد ہے، کہ کہ حکم دے کہ میں نے خلیفہ مقرر کیا ہے، اس کے لئے
 پر بیعت کریں، رہا، نے اس کو خلیفہ کا حکم سنایا تو سچے سمجھاں ملک کا بعد
 پر چھا کر کیا ہم خلیفہ کے پاس ہاں کر دیا کر سکتے ہیں اور تہا، لے کہا اس، چنانچہ،
 جب سے ملک اندر گئے تو بیٹا اس لئے رہا، کے لئے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ
 میری وصیت نامہ ہے جس میں میں نے خلیفہ مقرر کیا ہے، اس کے لئے پر بیعت کرو
 اس کے فرمانروا، اس پر سب نے، ایک ملک بیعت کی، چونکہ یہ بیعت نام،
 تھی، اس لئے جب تمام خاندان کے لوگ ہٹ گئے تو مستحقین خلافت
 شہنشاہ بن گئے، ملک اور حضرت قرآن، بعد میں پڑھنے کے متعلق سوال

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ اس کی خبر کو بالکل صحیحہ راز میں رکھا۔ اور کسی کو اس کے ایک حرف سے بھی اطلاع نہ دی۔ اس کے تین دن بعد سٹیجیوں نے انتقال کیا۔ لیکن تہجد کے نیت تمام کے ساتھ اس کی موت کو کھپایا اور دوا از سے پر نہایت مستحضر شلاخ کو کھجوا دیا کہ کوئی شخص لاش تک نہ جانے پائے اور دوبارہ تمام خانہ اور قبر میں کھجوا دیا۔ اور یہ سب کچھ یہی اللہ کے سر سے بیعت لینا چاہی۔ لیکن ان لوگوں نے کہا کہ جب ہم ایک بار بیعت کر چکے ہیں تو دوبارہ بیعت نہیں کر سکتے۔ اور جس نے کہا کہ میرا مشین دیکھا ہے، اس کا جواز ان سے انہیں دیا۔ انھوں نے وفات کے بعد انتخاب کیا ہے اس کے لئے بیعت کر دے۔ سب نے پھر ایک ایک کے لئے بیعت کی۔ اب جب کہ یہاں کے تین جگہ پر گیا کہ سب سے مستحکم ہو گیا تو انھوں نے وصیت نامہ مضمون پر دھ کر لیا اور سٹیجیوں کی موت کی خبر دی، حضرت قرین عبد العزیز کا نام آیا تو شام بن عبد الملک نے کہا کہ ہم ان کے اختیار قیامت تک بیعت نہیں کر سکتے، جس کے لئے پھر اور بیعت کر دو۔ اور پھر اس کا نام کر دیا۔ اس کے بعد تہجد نے حضرت قرین عبد العزیز کو اختیار کیا کہ منبر پر بکھڑا کر دے اور اس شخص نے اس کا وظیفہ لیا اور تہجد نے اپنی کاپی پر اتنا لکھ دیا۔

ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد سٹیجیوں نے عبد الملک کی قبر پر مکین کا سانپ لگا دیا اور خود حضرت قرین عبد العزیز نے نادر خانہ بوسانی اور خود اس کو قبر میں لے کر تہجد کو بکھڑا کر دیا۔ اور اس کے بعد تمام شاہی سواروں میں پھر اور تہجد گھوڑے وغیرہ تھے۔ لیکن اس کے سوا دھ کہ اس کو اس طرح کرنا چاہیے۔ جب یہ سب کچھ ہو گیا ہے کہ انھوں نے تہجد کو لے کر تہجد کے متعلق سٹیجیوں نے عبد الملک میرا نام کے رقم لکھ دیا اور اگر میرا نام دے تو رقم میرا نام نہ لینا۔

مہاجر کئے گئے، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ میں انھیں میرے لئے کاٹی ہے۔ یہ کہہ کر ان کو واپس کر دیا۔ جس پر وہیں نیزہ لے کر آگئے۔ ان کے چاقو اس کو بٹا دیا اور کہا کہ میں بھی تمام مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان ہوں۔

نیزہ ابوبکر بن عبد الملک ص ۲۵ میں ہے کہ جب ان کے سامنے مسلمان پیش کی گئیں تو انھوں نے کہا کہ یہ کیا ہے اور گوہر لے گا کہ وہاں پہ تکب سوار کی سیں کی گئی ہے پہ کوئی شخص علیحدہ ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس پر سوار ہوتا ہے۔ لیکن انھوں نے اپنا مطلب کیا اور پہلے لٹا دیا، اسے کہا کہ ان کو بیت المال میں داخل کر دو۔ اسی امرت اس کے لئے مجھے نصب کئے گئے، انھوں نے ان کے متعلق بگڑی سوال کیا تو معلوم ہوا کہ یہ وہ خیمے بنائے ہیں۔ اب تک کسی نے قیام نہیں کیا ہے۔ ان میں صرف وہ شخص قیام کرتا ہے جو علیحدہ ہوتا ہے، انھوں نے مزاحم کو ان کے متعلق بھی یہی حکم دیا کہ بیت المال میں داخل کر دو۔ پھر انھیں سوار ہو کر انے گرد و فرش و فرش بنے ہیں پر صرف وہ شخص ٹپت تھا۔ جو علیحدہ ہوتا تھا۔ لیکن وہ ان کو صلیب سے پٹائی تک پہنچا۔ اور مزاحم سے کہا کہ یہ کو بیت المال میں داخل کر دو۔

خلفائے قیام کے یہاں دستور تھا کہ جب علیحدہ جاتا تو اس کے استہلال پر اسے اور خوشبوئیں، اس کی اولاد کو ملتی تھیں، اور غیر استہالی پیداواں اور خوشبوئیں کا، ایک علیحدہ ہوتا تھا۔ اسی طریقے کے مطابق مسلمان ابوبکر بن عبد الملک کے رزا کو نے ان چیزوں کو تقسیم کرنا چاہا لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرماتے کہ یہ نہ میری ہیں نہ مسلمان کی، اور نہ کسی کے کہہ کر مزاحم کو حکم دیا کہ اسے سب کو بیت المال میں داخل کر دو۔

سیدنا ابوبکر بن عبد الملک ص ۱۳۱

دلہنسی کے وقت لوگوں کو خیال ہو اگر قصیر وقت میں نذرانہ اہلاں ہوگا لیکن جو تک
 اس میں تسکین کے بل دعیال تھے اس لئے اپنے ہی عیسوی اترے اور کہا کہ میرا میرے
 لئے کافی ہے۔ اندر داخل ہوئے اور لڑائی نے ان کے ہنسنے کو دیکھ کر کہا کہ ”آپ شاید
 متروذ ہیں“ بوسے کہ ”یہ تشویشناک بات ہی ہے، مشرق و مغرب میں امت مسلمہ کا کوئی
 فرد ایسا نہیں ہے جس کا لہجہ حق نہ ہو اور بغیر مطالبہ و اطلاع اس کا اہلکار ناچار
 تسلسل نہ ہو۔ اس کے بعد صبح میں آئے اور منبر پر کھڑے ہو کر ایک خطبہ پڑھا جس
 کا خلاصہ یہ ہے:-

”لوگو! پھر پر خلافت کا بار میرا اس کے کچھ سے راتے لی جاتی یا میں اس
 خواستگار ہوتا یا عام مسلمانوں سے مشورہ لیا جاتا، ڈال دیا گیا، میری سبقت
 کا جو قیادہ تھا وہ تمہاری گزروں میں ہے میں اس کو خود نکال لیتا ہوں،
 اب جس کو پسند کرو حلیہ مقرر کرو:-

اس خطبہ کو تمام لوگوں نے سن کر باور پلندہ کیا کہ ہم نے آپ کو اپنا خلیفہ منتخب
 کیا اور آپ کی خلافت پر راضی ہوئے، جب یہ ہنگامہ فرو ہوا تو انھوں نے حمد و ثناء
 کے بعد ایک مفصل تقریر کی، جس میں لوگوں کو تقویٰ، فکر آخرت، ہذا کرمات کی طرف
 توجہ دلائی اور آخر میں باور پلندہ فرمایا کہ:-

”لوگو! جو شخص خدا کی اطاعت کرے اس کی اطاعت واجب ہے اور جو
 شخص اس کی نافرمانی کرے اس کی نافرمانی جائز نہیں، جب تک میں
 خدا کی اطاعت کروں، میری اطاعت کرو اور اگر میں اس کی نافرمانی کر لیا
 تو میری نافرمانی برداری تم پر فرض نہیں ہے“

یہ سب کچھ مہربان، یکتا، قدیم، عزیز، بھلا، کریم، ایک، حضرت خرمین محمدؐ کی
 توفیق اور رحمت کا حال معلوم نہیں تھا، اس لئے جس طرح کو سنتیں یہ قدیم، بھلا،
 کریم، حضرت محمدؐ کی ساری باتوں سے پہلے ہاتھ پر بیعت لی، اور ان کو بیعت
 کرنے کا شوق کاڑھا، یہ کہ وہ ان میں چل کر لوگوں سے بیعت لے، و شوق پہاڑ معلوم
 ہوا کہ خود سنیوں کی وصیت کے موافق لوگوں نے حضرت خرمینؐ کی سلامت پر
 بیعت کر لی ہے، اب حضرت خرمینؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضورؐ اس
 کے متعلق استفسار کیا، اس نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ عالمی میں ہوا بلکہ یہ علوم و حکم
 خود سنیوں نے کسی کو لکھ کر دیا ہے، اس لئے میرے دہلی میں قیام پر یہاں لوگوں کو
 دوسرا کوٹ نہ دیں، اس میں سے میں نے پہلے ہاتھ پر بیعت لی، حضرت خرمینؐ نے
 لئے نہ کہ اگر لوگ تم سے اتنا پر بیعت کر لیتے، اور تم ان کو وفات کو پہنچا دیتے تو
 میں تم سے بالکل خدشات نہ کرتا اور اپنے گھر میں بیٹھ کر جتنا اب قہر اور چہلے کہ
 کر کہ میں آپ کے سوا کسی کو اس کا شوق نہیں رکھتا، ان کے اتنا پر بیعت کر لیں۔

حضرت خرمینؐ نے ان تمام مراحل کے بعد اور سلامات کی طرف توجہ کی
 ایک کام کہ بڑا، اور نہایت مختصر تھا، اس میں ایک طرحی کلمہ اگر تمام میں ایک مرتبہ
 میں جیسا کہ سنیوں میں عام فرج تعمیر میں ہے، یہ کہ کسی سے بالکل غافل نہ رہی تھی،
 اس کے لئے غور و اندیشہ، اور اس کو وہ پس دیا، امتیاز میں یہ کہ کلمہ کے بعد حکم دیا تھا
 کہ ہر جگہ سے گھر سے جمع کر کے، ہم گھر سے دُعا کرتے ہائے، ہمیں گھر سے دُعا نہ لائیں
 آیا تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا، حضرت خرمینؐ نے ان کو دُعا کی، اگرچہ وہ خود تائب نہ ہوا تھے
 تمام لوگوں نے سفارش کی کہ تم لوگ دُعا سے تکلیف نہ لیا کہ گھر سے دُعا

ہیں، اس نے گھوڑے دوڑ کی جازت دی، اور جن لوگوں کے ہاتھ میں رہا
 اس کو سام دیئے

مختلف شہروں میں عوام و قضاۃ مقرر کرمانے جن کے نام فیقات ہیں سعد
 میں یہ تفصیل مذکور ہے۔

۵۔ یہ پورے تفصیل کے تحت ان کے بعد مذکور ہے اور سیدہ طریقیہ بعد ان کے
 باب دو روئے سے سام دیئے

== ۱۰۰ ==

اموالِ مخصوصہ کی واپسی

خطائے قیامِ ائمہ کے بعد ان کے مال و جائیداد پر جو بظاہر عادی قبضہ کر لیا تھا ان کا واپس دلانا ایک بچہ دہانہ عمل ہے۔ اس لیے کہ اس کے مستحق مقدم فرض تھا، اور تائبہ یا دی نے حضرت عمرؓ کے عہدِ العزیزؓ سے سب سے پہلے یہی خدمت انجام دلائی۔ وہ جب سیکان بن عبد الملک کی تجویز و تکلیف اور خلافت کے ابتدائی مراحل کو طے کر کے مکانِ اہل واپس آئے تو قیام نہ کر پانچواں، لیکن اسی سال میں ان کے صاحبزادے عبد الملک نے آکر کہا: ”آپ اموالِ مخصوصہ کی واپسی سے پہلے سونا چاہتے ہیں۔“ حضرت عمرؓ بن عبد العزیزؓ نے مذکور کیا کہ میں سیکان کی تجویز و تکلیف میں شبہ پیدا کی ہے، اس لیے نماز ظہر کے بعد یہ خدمت انجام دوں گا، لیکن عبد الملک نے کہا کہ ظہر کے وقت تک آپ کی زندگی کا کوئی نقص نہ ہو سکتا ہے! حضرت عمرؓ بن عبد العزیزؓ پر اس فقرہ کا اس قدر اثر ہوا کہ ان کو پاس بٹاکر پیش کیا، اور ان کی بیٹائی پر بوسہ دے کر فرمایا کہ: ”اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھ کو ایک ایسی اولاد دی جو تجھ کو نہ ہی کاموں میں مدد دیتی ہے، اب قیلو کہ کا خیال خراب نہ ہو۔“ اور فرمایا: ”اچھا کرنا دی کرئی کہ لوگ اموالِ مخصوصہ کے متعلق

اپنی اپنی شکستیں پیش کریں۔

دوسری روایات میں ہے کہ حضرت قرع بن جعد العوفیؓ نے تیوں بن مریم، انکوں اور
 ابی قحافہ سے اس ہمسایہ میں مشورہ کیا تو انھوں نے دبی زبان سے اپنی رائے کا یہ کہی
 کہ حضرت قرع بن جعد العوفیؓ نے تا پسند لڑاکہ شہر میں عمران کے چہرے کی طرف دیکھا
 یہودیوں نے کہا کہ اپنے صاحبزادے قہد الکک کر بھی حب نہا بیٹے، دوام لوگوں سے
 کم صاحب اہماتے نہیں ہیں، قہد الکک آئے تو اُس سے پوچھا کہ لوگ احوال طبرستان کا
 مطالعہ کر رہے ہیں، اس کے حقوق تو کیا خیال ہے؟ بولے آپہن کو قہد الکک کو دیکھتے
 اور شہر لوگوں نے ان پر غاصبہ طریقہ سے قبضہ کیا ہے آپ بھی ان کے شریک بنیں
 گئے۔ اب حضرت قرع بن جعد العوفیؓ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کی جانہ لیں وہاں سے روانہ
 گئے، چہ نہ خود بھی غاصب ہیں قہد الکک کے رکن تھے۔ اس نے بیکے پٹ اپنی ذات اور
 اپنے خاندان سے اقتدار کو اور جائیداد کی برسنہیں تھیں ان کی سب سے اپنے حوالیہ
 کو حکم دیا کہ وہ پورا پورا کر سٹاتے جائیں، وہ اپنی سندوں کو پورا پورا کر سٹاتے جاتے
 تھے اور حضرت قرع بن جعد العوفیؓ ان کو مقرر حق سے کتراتے جاتے تھے، ان کے بارے میں
 عرب کے کتب و حصوں شکستہ اندیکار درج ہے، یہی کہتی تھیں حضرت قرع بن جعد العوفیؓ
 ان کے دستبردار ہوئے یہاں تک کہ ایک دگر قحی کا تیکہ جو ان کو دیدنے پر راقا
 اس کو بھی واپس کر دیا، مزاحمت یہودی دیکھ لے، اس کی معافی کا کیا سامان
 ہوگا حضرت قرع بن جعد العوفیؓ کے رخسار علیہ انسو بباری ہو گئے، اللہ جلے کہ ان کو فدا
 پر چھوڑ دیا جو ان کے اپنے اور اپنے، وہی خیال کے مصداق کے لئے حضرت خیر و ایک
 شہر کو غفلت رکھا جس کو انھوں نے اپنے نظریہ کی آمدنی سے کھدایا تو ان کے انھوں نے

سالہ زینت کم مٹیں، چھو دینا رہا، لیکن جب تیس کے حلق معلوم ہوا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد تک تمام مسلمانوں کا عام حق تھا، لیکن حضرت عائشہؓ کے اس
 کو اپنے عہد امت میں مردوں کی ہائیدیں دینا تھا، جو درختہ جہدہ درختہ حضرت
 قرینہؓ کے قبضہ میں تھا، تو اس کو بھی واپس کر دیا، اور صرف نیکو بالی کا
 سبک دیا، اور مسلمان بننا نہ تھا، جو اس وقت ان کے قبضہ میں تھا، یہ
 صلہ نے نکاح ہے کہ جب وہ عیضہ جسے قرآن کی یاد ان کے اہل دیار کی ساطق کا
 تمام تردد و دوا صرف کردہ پر تھا جس کی ساطقہ اہل حق برطرف تھی، لیکن عیضہ
 کے ساتھ ہی انھوں نے مذکور کے مشفق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اور ساطقہ
 کے عہد صلہ کا پتہ لگایا، ضرورت کیا، وہ اپنی حقیقت پر تمام عہدوں کی مانند ہے کہ
 کہے کہ کہ مذکور خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا جس کی آمد انہوں نے
 تمام اہل کی مختلف ضرورت یا حق میں ہرگز کہتے تھے، عیضہ کا لڑنے کا پتہ سے
 لیکن آپ نے انکار فرمایا تھا، حضرت عمرؓ کے ناذیم، اسی کے رفیق علیؓ ہوتا، لیکن
 افسوس تھا اس نے اس کو اپنی باغیوں والی کر لیا، اس کے بعد وہ میرے قبضہ میں
 آیا، لیکن یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو نہیں دی، اس میں
 میر کوئی حق نہیں ہے، اور میں تم کو گواہ بنا کر ہوں کہ مذکور کی جو حالت عہد رسالت
 میں تھی اس کو کسی طرف لڑنا، ہرگز نہ

اے اہل اللہ، اب لڑنا، اور عہد رسالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں لڑنا
 یہاں سے دیر سے تم کو یہ لڑنا، میری باغی، یہ تمام تفصیل ہے، حقیقت یہی ہے کہ
 صورت کر رہی ہے، اور میرے قبضہ میں لڑنا، اس کی تفصیل ہر جگہ ہی تھی ہے

چنانچہ اس کے متعلق ابو بکر بن عبد بن عمرو بن حزم کو ایک خط لکھا کہ مجھے تحقیقات کے بعد معلوم ہوا ہے کہ قذافی کے فائدہ اٹھانا میرے لئے جائز نہیں، اس لئے میں اس کو اسی حالت پر لاتا ہوں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہندو غلط فہمی کے خلاف شیعہ فہمی کے خلاف میں تھے۔ آپ کو میرا یہ خط ملے تو اس کو ایک ایسے شخص کے قبضہ میں دے دیجئے جو تمام متعلق کی حفاظت کے ساتھ اس کی نگرانی کرے۔

اُن کی بی بی فاطمہ کی ایک لڑکی تھی جس پر وہ قبل وفات لکھتے تھے، وفات کے بعد وہ ایک دن ایک سنور کر اُن کے سامنے آئی، قوافضوں نے پہچان کر تم قافلہ کی ملک میں کیونکر آئی ہو؟ بولی کہ محتاج نے کوثر کے ایک عامل پر تھانواں لگایا تھا، اہل اس کی مدد کو تھی، محتاج نے مجھے انتخاب کیا اور قید الملک بن مروان کے پاس بھیج دیا، میں اس وقت بالکل بچہ تھی، اس لئے قید الملک نے مجھے اپنی لڑکی فاطمہ کو دیدیا، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے پوچھا کہ وہ عامل کیا ہوا؟ بولی کہ مر گیا، مالیتہ اس کی اولاد موجود ہے جس کا حال نہایت بُرا ہے، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے فوراً اُن کو طلب کر کے اُن کا تمام مال مع اس لڑکی کے واپس کر دیا، لڑکی چنے لگی تو بولی کہ آپ کا عشق کیا ہوا؟ پہلے کہ وہ اب تک ہے، بلکہ اللہ بڑا ہو گیا ہے۔

قافلہ کے پاس ایک نہایت قیمتی ہوا ہر تھا جس کو قید الملک نے دیا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے اُن سے کہا کہ تم کو وہ باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے، یا تو اس کو واپس کر دیا تجھ سے ملو، یا ہواؤ، انھوں نے کہا کہ میں آپ کو اس پر اہل اس سے کئی گنے بیش قیمت جو ہرات پر ترجیح دیتی ہوں، چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے اس کو

اموالِ مفسوٰیہ کی واپسی کا اثر

خاندانِ بنو امیہ پر

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے اس طرزِ عمل کا اثر مختلف لوگوں پر مختلف پڑا۔ ان لوگوں کے فرقہ نے جو حدیثِ خلفاء کے مقابل میں علمِ بغاوت بلند کرتا دیکھا تھا، اس عدل و انصاف کا سال سن کر میرے عجیب ہو کر صاف کہہ دیا کہ اب اس شخص سے جنگ کرنا ہمارے لئے مناسب نہیں ہے، لیکن تمام خاندانِ بنو امیہ و فضلہ برجم ہو گیا، اولاً تو ذلتی بنامہ کا اللہ سے نکل جانا خود اشتعال کا سبب ہو سکتا تھا، اس کے ساتھ قیامِ تقویٰ و اتیانہ کرنے کے لئے مسادات کو بالکل خواہ فراموش بنا دیا تھا، اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو تمام مسلمانوں کے ساتھ ایک سطح پر دوش بدوش کھڑا کر دیا تو ان کو اپنی کثرتِ دلت عوامی بدلتی، سب سے بڑی بات یہ تھی کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے اس طرزِ عمل سے ان لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ سے پہلے خلافتِ بنو امیہ نے جو عوامی اختیار رکھتی وہ ضرور قائم رہے اور عدل و انصاف کے مخالف تھی اس لئے اس خاندان کو اپنے پرانے مسند کا دامن داغدار نظر آتا تھا، پتہ اس خاندان کے مختلف افراد

اموالِ مفسوٰۃ کی واپسی کا اثر

خاندانِ بنو امیہ پر

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے اس طرزِ عمل کا اثر مختلف لوگوں پر مختلف پڑا اور لوہے کے فرقہ نے جہدِ شیعہ خلفاء کے مقابلے میں غلبہ یافتہ بن کر تباہ تھا، اس عدلِ اللہ کا سال سنہ ترمذی نے جمع ہو کر صاف کر دیا کہ اب اس شخص سے جنگ کرنا ہمارے لئے مناسب نہیں ہے، لیکن تمام خاندانِ بنو امیہ و فضلہ برہم ہو گئے، مادونِ تروال یہ مدعا کا اللہ سے نکل جانا خود اشتغال کا سبب ہو سکتا تھا، اس کے ساتھ قدیم تقویٰ و اتیانہ نے ان کے لئے مسامحت کو بالکل خوب قرار دیا تھا، اس لئے انھوں نے اپنے آپ کو تمام مسلمانوں کے ساتھ ایک سطح پر دولہا و دولہا بن کر دیکھا، ان کو اپنی کثرت ذات و آدمی بدلی، سب سے بڑی بات یہ تھی کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے اس طرزِ عمل سے ان لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ سے پہلے خلافتِ بنو امیہ نے جو دولہا اختیار رکھی وہ شرکاءِ ناجائز اور عدل و انصاف کے مخالف تھی اس لئے اس مدعا کو اپنے پورے سلسلہ کا دامن و اعتماد نظر آتا تھا، چنانچہ اس خاندان کے کثرتِ فراز

نے قتل و غارتگری سے خود حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے سامنے اس کا انکشاف کیا

ایک دن حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے تمام محالہ مدینہ کو جمع کر کے کڑا لہجہ میں مردانہ تم کو بہت سے جیسے بہت سی غزوات اور بہت سی دولت مل گئی، اور میں یہاں کرتا ہوں کہ تمام اسلحہ کا نصف یا ثلث میں تمہارے قبضہ میں لگایا تھا: مسکینے پر نہیں کہ خاموشی اختیار کی، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے کہا کہ: ”جو یہ وہ“ سب نے یکساں دیا تو کہ سالہا جب تک ہمارا سر سوار سے و حضرت نے لگ زہر پھیلے ہم نہ اپنے آباء و جدوں کی تحفہ کر سکتے ہیں، نہ اپنی اولاد کو ملتا رہا سکتے ہیں“ ایک دن حضرت عمر بن عبد العزیزؓ، ہشام بن عبد الملک کے سامنے گزشتہ مظالم کا ذکر کر رہے تھے، ہشام بے اختیار ہل اٹھا کہ خدا کی قسم ہم نہ اپنے آباء و اجداد پر عیب لگا سکتے ہیں نہ اپنی قوم میں خفا کو پر باد کر سکتے۔

ایک دوسرے ملحد، عمر بن عبد العزیزؓ کے سامنے بہت سی نوٹیاں پیش کی کہ اب یہی قضا، سے بنائی ہیں ابو لیث بن عبد الملک بھی، اس موقع پر موجود تھا، اور وہ بہت کوئی نوٹری سامنے سے گزرتی تھی تو کہتے تھے کہ: امیر المؤمنین اس کو نوٹ لے لیجئے، یہی اس نے بار بار اس فقرے کا تکرار کیا کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے فرمایا کہ تم مجھے زندہ کی ترغیب دیتے ہو؟ جی ہاں میں سے اٹھا اور نہ انداز کے چند افراد سے کہا کہ ایسے شخص کے دودھ سے پر کیوں بیٹھے، جو جو تمہارے آباء و جدوں کو زانیہ کرتا ہے؟

یہاں تک تمام رونی نہایت سے حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے اگر وہ انداز فکر کوایت، اپنا اندیشہ کے ساتھ دیکھی اور ان کو فتانہ طریقوں سے اترتے دیکھنا؛

عمر بن عبد الملک نے ان کو ایک شبایت سخت خط لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

”تم نے گذشتہ خلافت پر عیب ٹھایا ہے، اور میں کہ جس کی اولاد کی دشمنی سے اللہ کے مخالف دشمن اختیار کی ہے تم نے قریش کی دولت اور ان کی ریختہ کو ظلم و جور سے بہت مال میں داخل کر کے تقطیع کر دیا ہے، عبدالمطلب کے بیٹے باغی سے اُردھ اس کا نیل کر دیکھتے ہیں کیا ہے، تم نے ہمارے بیٹے کے ساتھ ہی اپنے خاندان کو ظلم و جور کے لئے تصور کر لیا، اس خدا کی قسم میں نے ہر عمل میں دیکھ کر کبھی کسی غصہ و حسد کے ساتھ نفس کیا تم اپنی اس عکرمندی میں کو تم مصیبت کہتے ہو خدا سے بہت وعدہ ہو گئے، اپنی تو اچھڑن کہہ دو کو مادی فتنی کہہ دو تم ایک جہاد کے سامنے اور اس کے قبضہ میں ہو اور اس حالت پر چھوڑے نہیں جاسکتے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اگرچہ سراپا علم تھے، مہاجم میں مسلمانوں نے کسی قسم کی قرضی اختیار نہیں کی اور اس کو نہایت سخت جواب لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

”اچھے تمہارا خط اور جیسا تم نے لکھا ہے میں دیکھا اور اب دلوں نگاہ تھادی ابتدا حالت یہ ہے کہ تمہاری ہاں بیت مکوں کی نونہلی ہے جو جس کے ہاتھوں میں، ری ہدی پھول تھی اور شراب کہہ کاڑی جاکر لقمہ اسکو آتیاں نے مسلمانوں کے ہاں نفیبت سلا یہ اور تمہارا باپ کہ بڑا ربا کی سے تم پیدا ہوئے، تو کس قدر بڑی ہے تیری ہاں اور کس قدر بڑا ہے تجھ میں کے بعد تم نشوونما کر یک معاذ اللہ ظالم ہوئے، تمہارا نیاں ہے کہیں ظالموں میں سے ہوں، میں نے تم کو اور تمہارے خاندان کو خدا کے مال سے جس میں اہل کفری، مساکین، یتیموں اور یتیموں کا حق ہے محروم کر دیا، لیکن مجھ

سے زیادہ ظالم اور مجرم سے زیادہ سدا کے عہد کو چھوڑ دینے والا وہ شخص ہے جس نے
 قوم کو بھینچا اور مسلمانیت کی حالت میں مسلمانوں کی ایک چھاؤنی کا افسر مقرر کیا،
 اور تم اپنی رائے کے موافق ان کے معاملات کا فیصلہ کرتے رہے، اس تقریر
 کا بجز محبت پوری کے ہر کوئی مقصد نہ تھا، پس پچھلے عہد کو چھوڑ دو، پچھلے عہد
 تیسرے باپ پر، قیامت کے دن تمہارے کس تہہ میں ہوں گے اور تمہارا
 باپ اپنے مٹیوں سے کیونکر نجات پائے گا۔

مجھ سے زیادہ ظالم اور مجرم سے زیادہ خدا کے عہد کو چھوڑنے والا
 وہ شخص ہے جس نے بنائی کو عرب کے ٹمس پر مقرر کیا، جو حرام شہنشاہ تھا
 اور حرام مال لیتا تھا،

مجھ سے زیادہ ظالم اور مجرم سے زیادہ خدا کے عہد کا چھوڑنے والا وہ شخص
 ہے جس نے قرہ بنی شریک جیسے اُبیہہ مذکورہ کا مال مقرر کیا جس نے داغ
 باجر، لودلوپ اور خراب خوری کی اہانت دی،

مجھ سے زیادہ ظالم اور خدا کے عہد کو چھوڑنے والا وہ شخص ہے جس نے
 عرب کے ٹمس میں عالیہ بربرہ کا مندر مقرر کیا

اگر اچھے فرصت ہوتی تو میں تجھ کو اہد تیسرے خدا ان کو روٹھ دیتے
 پر لاتا، ہم نے مدقوں سے حق کو چھوڑ دیا، اگر تم فرصت کئے جاؤ اور تھری
 قیمت قیمیوں مسکینوں اور یتیموں پر تقسیم کی مہنت تو کافی نہ ہوگی کیونکہ تم
 میں سب کا حق ہے، ہم پر سلام ہو، خدا کا سلام نکالو، کو نہیں پہنچتا :-

ایک بار تمام خاندان نے اہل کی خدمت میں ہر شام ہی عید الملک کو پنا وکیل بنا کر

معاذ کیا، جہاں نے ان کا کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے آپ کی خدمت میں آپ کے تمام
خانہ کی طرف سے تمام ہی کرایا میں اسات کے دل کی بات کتا ہوں۔ وہ
لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے یہ حکومت چیزوں سے متعلق اپنے طریق پر عمل کیجئے، یہ کسی
ان کے قیدم حقوق کو قائم رہنے دیکھئے، اس طرح غریب عبد العزیز نے لڑا کہ اگر
تھامے سائے ایک مسئلہ کے حلقہ دو دستاورد، پٹیل کے جانے میں ایک
مناویہ کا لکھا ہوا ہے، ایک قہر ملک کا، تو قوموں میں سے کسی پر عمل کر گئے؟
جہاں نے کہا "جو مقدم ہو گا اس پر عمل کریں گے"۔ اب حضرت غریب عبد العزیز نے
فرمایا "تو میں کتاب اللہ کو سب سے مقدم پاتا ہوں، اور میں کسی پر اس شخص کو کہ
ہر اس چیز کو جو میرے زیر حکومت ہے یا میرے اپنے غلام کے زیر حکومت تھی چلائے گی
کو شش کر دلا گا"۔ اس پر سید بھی خالہ ہی طرح خاتون نے کہا کہ جو چیزیں آپ کے
زیر لڑائی ہیں ان پر حق و انصاف کے ساتھ حکومت کیجئے، لیکن اگر شہر غلام کی بڑائی
بھائی کو اپنے حال پر رہنے دیجئے، اور یہ آپ کے لئے کامل ہو گا

حضرت غریب عبد العزیز نے فرمایا کہ "اگر ایک شخص چند چھوٹے بڑے بچے چھوڑ
کر جائے اور بڑے بڑے چھوٹے بچوں کی دولت خود صرف کر دے اور چھوٹے
بچے تھامے سائے ان کے طریق پر عمل کی شکایت کریں تو تم کیا کرو گے؟ خاتون نے کہا
"میں ان کے تمام حقوق واپس دلاؤں گا، حضرت غریب عبد العزیز نے فرمایا "میرے
لڑائیک بہت سے غلام اور ان کے اتباع نے لوگوں پر زبردستی کی اور جب میں غصہ
ہوا تو لوگوں نے مجھ سے داور ہی چاہی، میں نے اسی کے سوا کوئی تہہ پر کسی دیکھی
کو قوی سے لے کر ضعیف کو واپس دلاؤں؟ خاتون اس منظر پر کوئی کہوں اٹھا

کہ خدائے میرا نہیں کو گرفتار دے :

ایک بار تمام ملاحین کے ساتھ ان کے وفادار سے پہنچتے ہوئے ہوا ہی کے
صاحب دوسرے قہر تک سے کہا کہ "یا تو کہیں یا ریالی کی جائزہ دلاؤ یا علوم و رہنمائی
میرا نہیں تک پہنچاؤ" انھوں نے پیغام پہنچانے پر حاکمی پوری کر دینے کی ہدایت سے
پتہ پر غلط تھے وہ ہم کو علیہ دیتے تھے، اور ہمارے ماتحت کا لگا کر کہتے تھے لیکن تمہارے
ہاتھ نے ہم کو بالکل محروم کر دیا، انھوں نے حاکمیت پیغام سنایا تو حضرت عمرؓ نے ہر دور پر
لے لرایا کہ "ہاں کہہ دو کہ میرا ہاتھ پکڑا ہے کہ اگر میں اپنے خدا کا نازل کردہ تو
قیامت کے مذہب سے لڑتا ہوں :

اس سبب "شری" تدبیر کی کہ حضرت عمرؓ نے ہر دور پر پکڑی کہ ان کی مذمت
میں بیجا "وہ انہیں ترک کر کے تمہارے قریب وادہ نکالتے کہتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ تم
نے ان سے علیہ کی دی ہوئی روٹی چھین لی، حضرت عمرؓ نے ہر دور سے کہ میں نے
ان کا کوئی حق نہیں سدا "وہ بولیں کہ "سب لوگ اس کے متعلق گفتگو کرتے ہیں
وہ لکھتے ہیں کہ تمہارے خلاف بغاوت ہو گئی ہے، حضرت عمرؓ نے ہر دور سے کہ میں نے
کہ "اگر میں قیامت کے سوا کسی دوسرے شے سے شہر دوں تو خدا مجھے اس کی باریک بینی سے نہ چھائے"
اس کے بعد ایک "شری" گوشت کا ایک ٹکڑا اور ایک "میشی" شہر دوں، اور "شری" کو
اگلی میں ڈال دیا، جب وہ خوب شراب ہو گئی تو اس کو اٹھا کر گوشت کے ٹکڑے پر رکھ دیا
جس سے مجھے گیا، سب پھر بھی کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ "اپنے نتیجے کے لئے اس قسم کے
مذہب سے پناہ نہیں مانگتے !"

دوسری تدبیر میں ہے کہ انھوں نے کہا کہ "اے چھوٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لے لوگوں کی ایک ضرر پہ چھوڑ دیا، پھر ایک شخص اس ضرر کا مالک ہوا، جس نے اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں کیا، پھر ایک دوسرا شخص دوسرا اس ضرر کا مالک ہوا اور اس نے اس سے ایک چھوٹی سی ضرر نکالی، اس کے بعد دوسرے لوگوں نے اس سے متعدد ضرروں نکالیں یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ پانی نہ رہا اور وہ بالکل خشک ہو گئی، خدا کی قسم اگر میں زندہ رہا تو تمام ضرروں کو پاٹ کر پہل ضرر کو جاری کر دوں گا ۹

اگرچہ حضرت عمرؓ بن عبدالمطلبؓ پر بھی شہر شعلہ اور ابن مسعودؓ شعلہ کا کھٹائی اُڑائی ہوا، تاہم انھوں نے مختلف اخلاقی طریقوں سے اپنے خاندان کی تاراجی کو کم کیا، ایک ام سلمہؓ بن عبدالمطلبؓ کا صاحبزادہ ابن کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اپنی ہانگیر کی واپسی کا مطالبہ کیا، اور آستین سے ایک تحریر نکالی جس کو حضرت عمرؓ بن عبدالمطلبؓ نے پڑھ کر کہا کہ یہ زمین کس کی قس؟ اس نے کہا "سجاء کی بیوی نے" تو مسلمان اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں " اس نے کہا "اے امیر المومنین میری دستاویز کو واپس دیکھیے۔" بولنے کو "اگر تم خود اس کو نہ لائے ہو تو میں اس کو تم سے لے لیتا، لیکن اب جب کہ تم خود اس کو لائے تو میں تم کو اجازت نہ دوں گا کہ بطریق باطل اس کے ذریعہ سے مطالبہ کرو" وہ یہ سن کر مد پر ہوا۔

ایک دن چند مردانوں کو اپنے یہاں روک رکھا اور باوچی سے کہہ دیا کہ کھانے میں جلدی نہ کرنا، وہی پردہ گئی تو یہ رنگ جھوک سے بے تاب ہو گئے، اور باوچی سے کھانے کا تقاضا کیا، اس نے "نہ کر ستم اور گھبریں کھلائیں، جب وہ لوگ ان چیزوں کو پیٹ بھر کر کھا چکے تو باوچی کھانا لایا، لیکن وہ لوگوں نے کھانے سے ٹھار کی جھلک کر بن عبدالمطلبؓ نے بار بار امر کیا، لیکن وہ لوگوں نے کہا کہ اب ہم کھا ہی نہیں سکتے

اب حضرت عمرؓ نے عہدِ نبویؐ کے قریب ہی گئے تھے جو عینی جب اس قدر سادہ
 عذر اسان کے لئے کافی ہو سکتی ہے تو وہ پیٹ پھرے کے سنے ناچار و زور پر معاش
 یہوں اختیار کرتا ہے یہ کہہ کر خود سے اور لوگوں کو بھی دکھایا^۱

۵۔ یہ تمام واقعات سیرۃِ عمرؓ میں عہدِ عربیہ کے بیسیوں باب ہیں مگر ہمیں بعض واقعات
 حقیقات ابھی یاد ہیں۔



غزوات و فتوحات

حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ انگریز اسلام کی تاریخ میں بحیثیت ایک فاتح کے مشہور نہیں ہیں تاہم ان کا عہد حکومت فوجی ہنگامہ آرائیوں سے یا نکل نکالی نہیں ہے ان کے زمانے میں جو درویشاں پیش رفتیں ان کا سلسلہ ان کی خلافت کے ساتھ شروع ہوا وہ ان کی دین تک قائم رہا۔ دوم کہ سلیمان بن عبدالملک کے زمانے میں جو فوج بھیجی گئی تھی وہ رسد کی کمی سے سخت مصیبت میں مبتلا تھی، حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی، اس واقعہ مست فوج کی طرف نہایت مستعدی کے ساتھ توجہ کی، انھوں نے خود گھوڑے اور کافی فخر روانہ کیا، اور تمام مسلمانوں کو فوجی اعانت کی طرف مدعو کیا، اور مسلمان بن عبدالملک کو تمام فوج کے ساتھ واپس بلایا۔

اسی سال ترکوں نے قزلباشیوں پر حملہ کیا اور بہت سے مسلمانوں کو قتل اور بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کر لیا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے اس فتنہ کے انسداد کے لئے جو حکم دیا، اسے امتثال کیا، انھوں نے جاگیروں کی جماعت کے اکثر

اڑا کر تشیع کر دیا۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی خدمت میں پچاس آؤیوں کو قید کر کے رو نہ کیا۔

مغربی مہم یعنی انڈس وغیرہ کی طرف انھوں نے جو فوجیں روانہ کیں ان کے لئے نہایت کثرت سے ساز و سامان مہیا کئے، چنانچہ ایک انسر فوج کو لکھا کہ جب مغربی مہم پیل آئے تو کسی شخص کو واپس جانے کی اس وقت تک اجازت نہ دے کہ جب تک وہ جماعت ساز و سامان اور پیادہ و سوار سپاہیوں کی پشت پناہی سے قوت کا کافی سرمایہ فراہم نہ کر لے تاکہ واپس آئیں تو سب صحیح و سلامت واپس آئیں، اور ہانگ ہوں تو سب ہوں یہ

جند وستان میں خلفائے ہندوستان کی فوجی جنگامہ آرائی حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے زور حکومت سے بہت پہلے شروع ہو گئی تھی، اور حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے یمن کی فتوحات کی حد دو میں کسی قدر اضافہ کیا، چنانچہ قرآن مجید سلم البابی نے جو جند وستان میں حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کا عامل تھا، ہندوستان کے بعض محسوس پہلوئیں کش کی، ورنہ فتوحات حاصل کیں۔

یہ وہ لڑائیاں ہیں جو غیر تروس کے مقابل میں پیل آئیں، لیکن تروس میں قراقی میں فرقہ خداریہ کے خروج کیا چونکہ یہ مسلمانوں کا مقابلہ مسلمانوں کے ساتھ تھا اس لئے حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کو خبر ہوئی تو انھوں نے اپنے عامل قید مجید کو لکھا، کہ جب تک یہ لوگ خوب بریزی اور قتل و قتل نہ کریں ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا

لے غیر حاصل ۱۳۳۱ء کے طبقات ابن سعد، تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ ص ۲۷۱

لے فتوح البلدان ص ۴۲

جائے۔ ایک مستقل مزاج اور دوزادہ پیش آمدی کے ساتھ طبعاً سمجھداری جاننے اور میر پر حکم مُت
 ہوا تھا۔ "عبد الحمید نے محمد بن جریر بن عبد اللہ البیہقی کو دو ہزار پانچ سو کے ساتھ حضرت عمر
 بن عبد العزیزؒ کا حکم سُنا کر روانہ کر دیا، اس کے ساتھ خود حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے
 ہسٹام کو جو خراج کا سرکار تھا، ایک خط لکھا جس میں اس کو ان الفاظ میں موت صلاح
 دی اور اس کے خراج کا سبب پوچھا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے خدا اور خدا کے رسول کی حمایت میں شریعہ کیا
 ہے لیکن تم کو اس کا فائدہ سے زیادہ ہوا ہے یا نہیں ہے؟ تاہم اللہ تم پر رحم فرمائے اور
 اگر تم قریب ہوں تو تم تمام لوگوں کی طرح سلفہ و طاغوت کی داخل ہو جاؤ اور
 اگر تم حق پر ہو تو ہم اپنے معاملہ پر غور کریں گے۔"

ہسٹام نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ: "آپ نے جو کچھ کیا اتنا افسوس ہی
 تھا میں آپ کی خدمت میں دو شخص بھیجتا ہوں جو آپ سے منظرہ کریں گے، چنانچہ
 دو دنوں شخص آئے اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے سوال کیا کہ آپ نے اپنے بعد
 جہاد کو کیوں علیحدہ مقرر کیا؟ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے جواب دیا کہ: "اس کو دُشمن
 کے علیحدہ جایا ہے، اُس نے کہا کہ: "اگر کسی دوسرے کا ہل آپ کی ولایت میں آئے
 اور آپ اس کو ایک غیر متدین شخص کے حوالے کر دیں تو کیا آپ نے حق امانت ادا
 کیا؟ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اس کے جواب کے لئے تین دن کی مدت مانگی
 اور وہ دونوں اُن کے پاس سے چلے گئے۔"

بلقاء ابن سعد میں قرآن میں عبد اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ: "بھوکہ

حضرت عمرؓ نے جو امور نے خود کے مقابلہ کے لئے بھیجا میں نے اسے سحر ہو کر قتل
 جو امور نے پڑھ رکھی، اس نے حق ہے، اعلیٰوں نے جو پدیدار ہو کر میں پر صرف یہ قرآن
 ہے کہ وہ اپنے معاملہ میں کے گزشتہ طلاق پر منت نہیں سمجھتے، قصہ انکی کہہ رہی ہے۔
 تیسرا عمرؓ میں اس کی تفصیل اس طرح لکھی ہے کہ نبیؐ نے
 حضرت عمرؓ کو اطلاع دی کہ رسولؐ کے اطراف میں خود یہ فرار کے بعد لوگ جمع
 ہوئے ہیں حضرت عمرؓ نے جو امور نے اپنے ن کو لکھ کر میں سے چند مناظر ادا کی ہو گئے
 پر صبح دیکھتے ہیں، انھوں نے اس قسم کے چند اٹھائی میں بھیجے، وہ لوگ نے اگر
 کہ جب تک آپؐ اپنے معاملہ میں والوں کی تکلیف کریں، میں پر منت نہیں ہاں
 بہتری نہیں برآپ کی طاعت میں کر سکتے۔ حضرت عمرؓ نے جو امور نے لکھا کہ انہوں نے
 جو کہ منت بھیجے کے لئے نہیں پڑا، بلکہ اگر ہم وہ تم زندہ رہے تو میں تم کو اپنے
 معاملہ میں کر رہا ہوں، انھوں نے اس کو تسلیم میں کیا تو عمرؓ نے
 جو امور نے فرمایا تھا کہ وہ میں ہی ہوں کہ سو اسی ہر چیز کی گمان میں ہوں کہ تم نے
 کہتے ہیں بہ اختیار کیا ہے، انھوں نے سالوں کی قید و تباہی، بعد لکھ کر میں نے (میں
 پرست بھی رہا میں سے تباہی، انھوں نے میں میں حضرت عمرؓ نے جو امور نے لکھا کہ انہوں نے
 تم نے اس کی ہر چیز میں، میں سے لکھا کہ میں تو میرے پنے کہہ کے لئے بھلے ہو گئے
 لکھا اس سے میرے لئے چٹو پڑی، نہ ہاں نہ تھا، اس بعد باطل کے بعد میں کو ایک خط
 لکھا میں میں انھوں نے دعوت اصلاح دی۔ خدا نہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَسَيُجَنَّبُكَ الْمُنكَرَاتُ ۝ يُخَيَّرُكَ اللَّهُ بَيْنَ الْبَيْنِ ۝ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

لے یہاں جو امور نے میں سے لکھا کہ

عمال کی معزول

بنواریہ کی جابرہ حکومت کا آخر صرف اتنی تک محدود تھا، بلکہ ان سے زیادہ
 ان کے عمال مدعیان کی خون آشامی کے خوگر ہو گئے تھے، اس لیے جب تک اس قسم کے عمال
 کو عبرت انگیز طریقے سے معزول نہ کیا جاتا وہ نظام سلطنت قائم نہ ہو سکتا جس کی سنگین
 حضرت عمرؓ ہی عید المعزولۃ عدل و صفات کی سطح پر رکھنا چاہتے تھے، اس لیے انہوں نے
 امر بن مقصودؓ کی دایہ کی بعد اس قسم کے وجوہ کو اس عاودانہ نظام حکومت کی ترکیب
 سے الگ کرنا چاہا، اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے یزید بن مسلمہ کو معزول کیا، یزید
 بن مسلمہ کو حضرت عمرؓ ہی عید المعزولۃ ابتداء ہی سے ناپسند فرماتے تھے، اور یزید بھی حضرت
 عمرؓ ہی عید المعزولۃ کو دیکھ کر غیال کرتا تھا، حضرت عمرؓ ہی عید المعزولۃ غلیظہ ہونے کو انہوں
 نے مسئلہ میں اس کو لکھا کہ "تم کسی کو اپنی گود میں پرانا سود کر کے چلے اور میرا اس حکم
 کے مطابق اپنے لڑکے قتل کرو، پتا قائم مقام کو کہ کہ کل سات سو سال کے خراسان
 سے یہ حق بنی ہے کہ کل سات سو سال کے عاودانہ ہوتا کہ اس کو خود سالانہ واصل پر المینان
 تھا اس میں ثابت ہوتا ہے کہ خود الیٰ خراسان سے برگشتہ تھے۔

کہ کہ وہ باوجود غلامت میں سوار نہ ہو، تہذیب نے اس کو نہایت عزت کے ساتھ گرفتار کر کے
 روانہ کیا۔ وہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سر پر سفید ٹوپی تھی،
 اور دامن زیری یا گھنٹہ سے لہ پختے تھے حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس کو دیکھ کر
 فرمایا کہ ہم تک جو قیدیوں پہنچیں یہ تمہاری وضع اس کے خلاف نظر آتی ہے؛ تمہارے
 کا "ہم تو غلام کے غلام ہیں" اگر تمہارے دامن وہ از ہوں گے تو ہم سب اپنی اپنی
 گمے، اگر قہر دامن کو لہ پختے رکھو گے تو ہم بھی اس کو اپنا رکھیں گے۔

لیکن تاریخ طبری میں ہے کہ جب تراج خراسانی پہنچے تو غلاموں سے روانہ
 ہوا، اور جس ضلع سے گئے وہاں کے لوگوں کو غلامت فی حق کے ساتھ روپے دیئے،
 حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو محمد بن حنفیہ کی مدد سے پھر
 غلام بن کر تمام مستہرا میں کیا صرف ہم لوگ آپسکی وجہ سے بتائے مصیبت
 ہوئے، ہم کو آپسکی غلامت میں گرفتار مصائب نہ ہونا چاہیئے، آپ نے اس ہڈ سے پرہیز
 کو کیوں قید کیا ہے، اس پر جو مطالبہ غلام ہوتا ہے میں یاد کرتا ہوں، آپ مجھ سے مصالحت
 کیجیے، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے فرمایا کہ جب تک تم کل مطالبہ ساز کو گمے صلح نہیں ہو سکتی،
 اس لئے کہا "اگر آپ کے پاس شہادت ہو تو اس کے مطابق عمل فرمائیے، اور اگر شہادہ
 نہ ہو تو تیرے کو سہا ماننے، اور اس سے صلح لینے، اگر وہ علف لینے سے انکار کرے تو
 اس سے صلح کیجئے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے فرمایا میں کل رقم لینے کے سوا کئی مسئلہ
 میں پاتا، اس مسئلہ کے بعد غلام رہیں آیا اور چند ہی دنوں کے بعد مر گیا، اب تیرے
 لئے اس رقم میں سے ایک ہزارے نو گولے سے بھی انکار کیا، اس سے حضرت عمر بن عبد العزیزؓ

عبد العزیز نے اس کو ان کی ایک جہت پہ کھینٹ پر سوار کر دیا اور وہ تھک لی طرف
جلا وطن کر دیا۔ نیز جب اس حالت میں لوگوں کے سامنے سے گزرا تو ہوا کیا
کوئی میر قیاد میں ہے، اچھے کیوں تھک لی طرف جلا وطن کیا جا رہا ہے، اداں تو
نامتی، غلام، اور سبقتہ لوگ بھیجے جاتے ہیں، سبحان اللہ، کیا کوئی میر قیاد نہیں ہے؟
نیز یہ کہ قوم پرست محنتان علی کا اثر پڑا، اور وہ حمایت برہم مولیٰ و شام برہم لہو لالی کو
اس کا حامی معلوم ہوا، تو حضرت عمرؓ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تیرے ایک کلم
سکتے پر ہم ہے، اگر آپ نے تیرے یہ کلمہ نہ کیا تو دعائیں کو راستہ ہیں، پھر میں نے اس سے
حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ میں نے اس کو قیدی نہیں دیا، پس بلیا بنا اور وہ اس کے رہن گز
کے زمانہ تک قید رہا۔

حضرت عمرؓ کی عبد العزیزؓ کا مرض الموت میں رہا، وہ نے آخر تیرے ہی طلب کر ایک
اور خواب پریشان نظر آیا، تیرے لئے الٰہی قلیل پر میر تیرے ہی عبد اللہ کے رشتہ دار تھے
مظاہر کئے تھے جس کی یاد میں تیرے ہی عبد اللہ کے قسم کی فی فی کہ اگر موقع خاتر
تیرے کے پڑے کو کاٹ کر جھٹکے کا تر بنا دیا گا، یہ تیرے کہ نظر آیا کہ مقرر تیرے عبد العزیزؓ
کے بعد وہی طیفہ ہو گا، اور اس کو چنی قسم کے پڑا کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آ سکے
اس لئے اُس نے قید خانہ سے جانے کی تدبیر کی، اور اپنے غلاموں یا چلازاں جلاوطن
دعوائی، کو کھانسیجا کر اس مقصد کے لئے سوہنیاں تیار رکھیں، حضرت عمرؓ کی عبد العزیزؓ
لہا وہ رہا وہ لئے تو اس نے اوٹ طلب کئے اور قید خانہ سے نکل ہوا گا، اجتماع کیلئے
ایک نظم پڑھ سے متوجہ کر دیا، تھا تیرے وہاں پہنچا تو ان لوگوں سے ملاقات نہیں ہوئی، اس لئے

اس کے دفعہ سخت پریشان ہوئے۔ تیزید نے اُن کی پریشانی دیکھی تو کہا "کیا میں پھر قید خانہ میں واپس جاؤں؟ وہ کہہ کر قسمیں دیتا تھا کہ چاہے وہاں سے پھر اپنی لالہ کو ساتھ سوار کر کے روانہ ہوں، مگر حضرت عمرؓ نے یہ عرض کر دی کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اگر آپ کی زندگی کا بقیہ ہوتا تو خدا کی قسم۔ چاہتا لیکن مجھے تیزید ہی جبہ الہک پر، قہودہ تھا۔" حضرت عمرؓ نے یہ عرض کر دیا کہ اگر تیزید اس امت کے ساتھ لڑائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو اس کے شہر سے بچا لے، اس کے لڑیہ کو اس کی طرف لے آئے، تیزید کا مطلب تھا کہ ہر احمدیہ زقاق میں پہنچا رہا ہے، جہاں جہاں جہاں تیزید قیدی کی ایک جہاں امت کے ساتھ موجود تھا، وہاں لوگوں نے تیزید کا تعاقب کیا، اللہ اس کا کچھ سبب موت پایا، اور چند فلم گر تار کر لئے۔

تیزید کے بعد تراج ایک سال پانچ ماہ تک غرضان کا گھر نہ رہا، لیکن اس کے بعد حضرت عمرؓ نے تیزید کو بھی معزول کر دیا، جس کا سبب یہ ہوا کہ تیزید نے صلب نہ اپنے زمانہ کو ریزی میں قسمیں زور و جبر میں کا والی مقرر کیا تھا، لیکن جب تیزید گرتا رہا تو عرق کے حامل نے جہم کی جگہ ایک دوسرے شخص کو داں کا مال مقرر کر کے بھیجا، جب وہ داں پہنچا تو جہم نے اس کو معزول کر دیا اور خود چپاس آدمیوں کے ساتھ قرمانی روانہ ہوا، تراج سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ اگر تیزید چاہا تو وہاں نہ جہاں تیزید تیرا ہی حرکت کو گمارا کرتا تھا، جہم نے کہا "اگر یہ ثابت نہ ہو تو تیرے پاس نہ تھا، اب تراج نے اس کو اس گھر کے کھدہ کے نئے ایک روال میں بھیج دیا، جہاں سے وہ کامیاب آیا، تراج نے حضرت عمرؓ کو بھی جہاں سے لے کر اس کا یہاں کی اطلاع دی، اور میں شخصوں کا وفد بنا کر بھیجا، جو میری دُعا پر اللہ ایک مرنے

ای دفعہ بدرفتاری میں حاضر ہوا تو دونوں طرف نے گھسٹو کی ہڈیوں کا سٹل رٹا۔
حضرت عمرؓ نے جھپٹنے سے اس سے کہا کہ تم بھی تو دلیر ہو۔ تو کیوں نہیں بڑھتے!
اس نے موت پا کر کیا یا ایہ الزمیں۔ اور روتی ہو کر کہنے لگی کہ میں اس کے خلاف
نہیں ہوں۔ اور اسی قدر دلی مسکائی ہو گئی ہیں۔ اور یہ تک اس سے فرما رہا تھا
ہمارا یہ عالم بدستور ہے۔ منبر پر گئے تو کہتے کہ میں عربوں کو کرنا تھا۔ اس
میں صبیحہ کی قوم کا ایک آدمی مد مصری قوم کے سیکڑوں آدمیوں سے لڑا۔ اور
کہا کہ یہ ہے اس کے ظلم کی انتہاء ہے کہ اس کے کرتے کی تینوں اس کے نصف
کوت تک پہنچتی ہے۔ اس تک جھٹکا کی ایک تلواریں ہے اور ظلم و دہشت کی اصل ہے۔
حضرت عمرؓ نے سویرے نہایت فریاد کرنا شروع کیا کہ اللہ میں ایسے ہی شخص کو نہ پہنچے۔
اور بوجہ کسی دولت کھنکھو کر ہو کر ابلڑا۔ اور پڑھتے ہیں کہ اگر یہ یہاں کر دو۔

اس حکم کا حکم ہو گیا۔ اس وقت سے تک اسلام دے کر لوگوں نے اس سے کہا کہ
- لوگ صرف بڑی کی ناموری سے اسلام لے رہے ہیں اس کی گھنڈہ تاننا مل رہے ہیں
تم نے حضرت عمرؓ کے ہمدردی کو اس کی اطلاع دی کہ انہوں نے کہا کہ غدر نے
فرسوں، روم، و ایرانیوں کو جیتا۔ اور انہوں نے اس کے ہمدردی سے کہا کہ ایک
ایسے شخص کا نام بتاؤ جس سے اس کے ساتھ کے ساتھ ہو۔ یا فت کہ ان لوگوں نے جو
کا ہمدردی کیا۔ اس حضرت عمرؓ نے جو کہ کھنکھو کر کہا کہ انہوں نے ساتھ لے کر لے کر
چلے آئے۔ جو ان کے ہمدردی میں ناموری کو صیفہ بنے۔ کا اور قہر اس میں صیب کو صیفہ
فرانج کا فریاد رکھے۔ رضی اللہ عنہما۔ اور یہاں تک کہ اس میں حاجیہ تھوڑی
تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہیں سے کہ روئے ہوئے اور اس میں بھی لڑا۔

کہ جس نے تم کو ظالم کہا بالکل سچ کہا، رمضان گنڈ کر کیوں نہیں آئے، تجراح ممانہ ہوا
تھا تربیت المال سے ۲۰ ہزار کی رقم بطور قرض لے لی تھی اس لئے اُس نے حضرت عمر بن
عبد العزیزؓ سے درخواست کی، کہ اس کو ادا فرما دیجئے، بولے مگر رمضان کے بعد آتے
تو میں، ادا کر دیتا، آخر کار اس کی رقم کے لوگوں نے اپنے مفاد سے یہ رقم ادا کر دی۔

اس شکایت کے علاوہ تہمت کے ظلم و عدوین کے ثبوت میں حضرت عمر بن عبد العزیزؓ
کے نزدیک اور قرائن بھی جمع ہو گئے، تجراح جب اتول، اتول خراسان میں آیا تھا تو اس نے
حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی خدمت میں لکھا تھا کہ یہاں کچھ لوگ ہیں جو فتنہ و فساد کو
کے حقوق اللہ کو روکنا چاہتے ہیں، ان کو اسی تلواران کوڑے کے سوا کوئی چیز نہیں مل
سکتی، لیکن آپ کی اجازت کے بغیر میں اس کی جرأت نہیں کر سکتا، اس کے جواب میں
حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے لکھا کہ تم ان سے زیادہ فتنہ و فساد پھیلا نا چاہتے ہو، کسی
مسلمان یا ذمی کو بغیر استحقاق کے ایک کوڑا بھی نہ مارو۔

ان اسباب سے حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے تجراح کو خراسان کی گورنری سے
معزول کر دیا، اور عبدالرحمن بن نعیم کو مصیقہ، جنگ اور عبدالرحمن قشیری کو مصیقہ خراج کا
المسئور مقرر کیا۔

وفات

پر گزرتا ہے کہ تمہارا ہتھ لے لیا، نہ طور پر مسلمانوں کی جو جاند لوہیں اپنے قبضہ میں کر لی تھیں ان کو حضرت عمرؓ نے سر پر آرائے خلافت ہونے کے ساتھ ہی شہادتِ سلفی کے ساتھ واپس کر دیا، جس نے ان کے تمام خاندان میں عام پرچہ پھیلا دیا۔ لیکن یہ تا راضی صرف زبانِ ظلم تک محدود نہیں رہی، بلکہ اس نے ایک خطرناک سازش کی صورت اختیار کر لی، اور حضرت عمرؓ کی وفات اسی سازش کا نتیجہ ہے۔

ہندوستان میں عام خیال تھا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے، لیکن خود حضرت عمرؓ نے عہدِ عمرؓ کو اصل و زمرہ معلوم ہو گیا تھا، چنانچہ انھوں نے ایک دار تہجد سے پرچہ اکر کر ملی نسبت لوگوں کا خیال ہے! انھوں نے جواب دیا کہ ”لوگ! آپ کہ مسعود کہتے ہیں“۔ ہوسے میں مسعود غیبی ہوں مجھے وہ وقت یاد ہے جس میں مجھے زہر دیا گیا ہے، اس کے بعد ایک غلام کو ہلکا کر پرچہ کہ تم مجھے زہر دینے پر کیوں آمادہ ہوئے؟ اس نے کہا: ”مجھے ہزار روپے دے کر آؤ، دیکھنے کا وعدہ کیا گیا تھا“۔ حضرت عمرؓ نے عہدِ عمرؓ کے وہ وقت یاد کیا کہ بیتِ امال میں داخل کر دیتے، اور اس سے کہہ دیا کہ تم ایسی جگہ پہنچو جہاں تم کو کوئی نہ دیکھ سکے، ناہیب آیا تو اس نے بھی یہی تجویز کی اور علاج کی طرف توجہ دلائی

لیکن انھوں نے علاج کئے سے انکار کر دیا ہے

۲۰ دن تک بیمار رہے اور ۲۵ رجب ملتزم روز چار شنبہ کو ۹ صبح کی ٹرس
بہا م قریہ سہاں انتقال کیا، اور وہیں دفن کئے گئے۔

اُن کی وفات کے واقعات نہایت لڑائی مان کی زبانی قلم سے ردایت ہے کہ
لیکھ دلی میں نے اُن سے کہا کہ ”میں آپ کے یہاں سے چل جاؤں، آپ سونے نہیں ہیں،
ظاہر آپ کو غمزد آجاتے، یہ کہہ کر میں دوسرے کمرے میں چلی گئی، وہاں میں نے سنا کہ بار
بار اس آیت کی تلاوت کر رہے ہیں۔

کَلَّا اِنَّ اِلٰهَکُمُ الرَّحْمٰنُ	یہ سخت کلمہ ہے جو لوگوں کے لئے نجات
لِلْمُذْنِبِ اَلَّذِیْ یَدْعُوْهُ اِلٰی	یہ کلمہ ہے جو تہ تو حق چاہتے ہیں۔ دعو
اِلَیْہِمْ وَہِمْ دَعُوْا اِلَیْہِ	کہتے ہیں اور عاقبت حق پر میرے گاہوں
لِلْمُسْتَقِیْمِ۔	کے لئے ہیں۔

اس کے بعد گردن جھکا لی، اور یہ تک الجھے کسی قسم کی حرکت محسوس نہیں ہوئی جو
یہ دم تیار فاری کرتا تھا میں نے اس سے کہا جا کر دیکھ تو سہی، اُس نے جا کر دیکھا تو زور
سے چلایا میں نے جا کر دیکھا تو ”اُن کو مرو پایا، اُن کی طرف تھا، ایک اتمہ ٹھہر پڑا دوسرا
آنکھوں پر رکھے ہوئے تھے، دوسری ردایت میں ہے کہ جب نزاع کا وقت آیا تو انھوں
نے کہا کہ ”سب نکل جائیں، اور میرے پاس کوئی نہ رہنے پائے“ سب نکل آئے اور وہ
پرسنہ بن عید، فلک، اور اُن کی بی بی خاتون بی بی زینہ مائیں لوگوں کے کان میں یہ آواز گئی

”میرے عزیز محمد العزیز“ جو میرے ساتھ تھے، یہ بھی دیکھ کر کچھ دھڑکتے ہوئے اور ۳۰ رجب اور ۳۰

ظہان کی گئی ہے اور بعض روز تو یہ میرے ساتھ دیکھ دھڑکتے ہوئے ۳۰ رجب ہے

اس میں تم کو یہ لکھتا ہوں، اور میں مرنے سے کافر ہوں، تم کو معلوم ہے کہ
 ابو بکر غفارت کے متعلق مجھ سے سوال کیا جائے گا، اور خدا مجھ سے اس کا حساب
 لے گا اور میں اس سے اپنا کوئی کام نہ چھپا سکوں گا، خدا انہیں دیکھتا ہے،
 فَلَنُفَصِّلَنَّ لَهُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ ۖ بَعْدَ مَا أَتَىٰ ۚ بَعْدَ مَا أَتَىٰ ۚ بَعْدَ مَا أَتَىٰ ۚ
 لَٰمُتَابِعِينَ ۖ

گر خدا مجھ سے رخصتی ہو گیا تو میں کامیاب ہوں اور ایک طریق غزا اب سے
 نجات پائی، اور مجھ سے راضی ہوا تو انہوں نے میرے ہیکل پر میں اس
 خدا سے نہیں کہہ سوا کرتی خدا نہیں، دعا کرتا ہوں کہ مجھے اپنی رحمت سے ملے
 سے نجات دے اور اپنی رضا مندی سے رحمت عطا کرے، تم کو تقویٰ اٹھانا
 کرنا چاہیے، اور رعایا کا خیال رکھنا چاہیے، کیونکہ میرے بعد تم ہرق تھوڑے
 دنوں زندہ رہو گے، تم کو اس سے بہت احتیاج کرنا چاہیے، تم سے شفقت
 میں مغرزش ہو، اور تم اس کی کوئی غلطی نہ کر سکو

تسلیمان بن عبد الملک خدا کا ایک بندہ تھا، خدا نے اس کو وفاداری،
 اور اس نے مجھ کو تسلیم کیا، اور میرے لئے خود شجاعت لی، اور میرے بعد تم
 کو واپس مقرر کیا، میں جس حالت میں تھا، اگر وہ اس لئے ہوتی کہ میں بہت
 سکا، میں یوں کا انتخاب کروں اور مال و دولت جمع کروں تو خدا نے مجھ کو
 اس سے بہتر سالانہ دینے شروع کر دی، جو کسی بندہ کو دے سکتا تھا، لیکن میں سخت محراب
 اور نازک سوال سے ڈرتا ہوں، بجز اس کے میں پر خدا میری مدد کرے

ابن علی کی نسبت تسمیہ کیا کہ "سید المرثیین" پہنے ہوئے اور کاروبار
 اس مال سے ملک بکھا، اس نے پہاڑ کو ایسی حالت میں چھوڑ دیا جتنے میں کہ
 اُن کے پاس کچھ نہیں ہے، کاش مجھے اپنے غلامان کے کسی اور شخص کو اُن کے متعلق
 کچھ دیت کر جاتے "بولے" مجھے ایک نکاح کرنا "پھر آیا کہ" تمہارا یہ کتنا کمزور ہے
 اُن کے لئے کہ میرے اس مال سے ملک بکھا، تو خود ہی قسم میں نے اس کا حق کسی عورت
 نہیں کیا، اللہ میں چاہتا ہوں اس کا حق نہیں تھا وہ اس کو کبھی نہیں دی تھا، یہ کہہ کر میں
 قیاس یا غمانہ کے کسی شخص کو اُن کے متعلق وصیت کرنا چاہا، تو اُن کے پاس میں ہزار
 دینار اور میرا ہر دینار خد ہے، "اللہ وہی مولا کا اولیٰ ہے" ہے، میرے رشتہ کے اگر خدا سے
 ڈر رہے تھے تو خدا اُن کے لئے کوئی وصیت بکھا دے گا، اور اگر وہ مبتلائے گناہوں
 کے تھے تو میں اُن کو صحت کے لئے طاقتور و نہاد بناتا: میں نے کہا کہ یہ روکل کر ہمارا
 باپ چلے گا، اُن کو کہہ کر کہ یہ میری وصیت ہے، اور اُن کو کہہ کر کہ میں نے تمہارا شخص
 چھوڑ دیا ہے، لیکن تمہارا شک ہے کہ میں نے اس کو اپنی وصیت میں چھوڑ دیا، تو کہہ کر کہ تم کسی
 حرب کسی ذمی سے نہ ملو گے میں نے تمہارا حق نہ چھوڑا، اور کہہ کر کہ تم سے اپنا کدو باقی نہیں
 ہے ایک کا اختیار تھا، ایک ہے کہ تم لوگ بدست مند ہو جاؤ اور وہ صفت میں داخل ہو جا
 تم لوگ تمہارے رجمہ اللہ وصیت میں جائے، لیکن یہ ہے کہ تم لوگ تمہارے رجمہ اللہ
 ہشتی میں چلے، اس کو یہ وہ مجھ پر بھی بہت اس کے کہ تم لوگ وہ تہذیب ہو اس کا
 میں جانتے، اٹھو اور تم کو غمناک رکھو:

ایک حدیث میں ہے کہ جب تسمیہ علی علیہ السلام نے وصیت کی درخواست کی، تو
 رسول نے کہا کہ مال میں ہے میں نے تمہارے وصیت کر دیا، تمہارے وصیت کر دیا، لیکن

آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں، آپ اس کے متعلق وصیت کو بھیجئے، میرے ”اس کو جہاں سے لائے ہو وہیں واپس کر آؤ“ اس پر قسط درپڑے۔

لوگوں کو ان کی وفات کا سال معلوم ہوا تو عام و خاص، عالم و جاہل، مسلم و غیر مسلم سب کے عام طور پر ماتم کیا، قاعدوں کا کہ جب ان کا قاصد بقرہ میں آتا تو کہہ کر وہ مرنے والا تھا، قتل کے خلاف یا کسی بھی بات کا حکم اور کسی لڑائی سے مناسبت کا فرمان لاتا، اس لئے لوگ اس کا استقبال کہے اسی کو مسجد تک لاتے اور وہ ان کا خط پڑھ کر سنا تا اس لئے جب قاصدان کی وفات کی خبر ملے کر بقرہ میں آیا، تو لوگوں نے حسب معمول اس کا استقبال کیا، لیکن جب اس نے دیکھا کہ ان کی وفات کی خبر سنائی تو سب لوگ رو پڑے۔

آدم حسن بصریؒ کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو یوں لے ”انا لله وانا الیہ راجعون“ اسے برنگی کے ملک، تمام فقہاء ان کی لڑائی قاطعہ کے پاس تعزیت کے لئے آئے اور کہا کہ ”یہ مصیبت تمام امت کے لئے عام ہے۔“

عبد الملک بن غیر نے موت کے بعد ان کی اخلاقی خوبیوں کو گنا گنا کر کہا کہ اے امیر مؤمنین! خدا تم پر رحم کرے تم نکاحوں کو بھگائے رہتے تھے، پاک دامن تھے، حق کے ساتھ فیاض اور غبن کے ساتھ بخیل تھے، غصے کے وقت فحش ہوتے تھے اور رضامندی کے وقت راضی ہوتے تھے، نہ ظریف تھے، نہ کسی پر طیب لگاتے تھے نہ کسی کی طبیعت کرتے تھے۔

عبد بن عبد کلید بن ہے کہ میں شافعیوں کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کو یہ

پر نہایت سنگ دلم کی حالت میں بیٹھا ہوا پایا، میں نے پہچان کیا معل ہے! ہوا جو کچھ ہوا
 تم کو خبر نہیں اس لئے کہ کیا ہوا! اور اس وقت کا انتقال ہو گیا میں نے کہا کہ کون
 ہوا سترہویں عہد صوبہ پٹنہ پر کس۔ اگر میں علیہ السلام کے بعد کوئی مٹوں کہ نہ کر سکتا
 اور حضرت قمری عہد صوبہ پٹنہ کی کر سکتے تھے، لہجے اس راہب کی حالت پر کوئی تعجب نہیں
 جس نے اپنے والد اسے کو نہ کہ کے دنیا کو چھوڑ دیا، اور ہمارے میں مشنوں ہر مہ
 لہجے اس شخص کی حالت پر تعجب نہیں جس کے قدموں کے نیچے دنیا ہی اور اس نے اس
 کو پاہل کر کے راہبنا زندگی اختیار کی؟

تمام کارواں ہے کہ میں ہمارا تھا کہ ایک نیلی نے لہجے سے پوچھا کہ تم کہاں سے
 آ رہے ہو، تم حضرت قمری عہد صوبہ پٹنہ کی نکاح کے وقت مرچد تھے؟ میں نے کہا کہ میں
 پستوں کردہ مدیچہ، اس کے لئے رہنمائی دہائی، میں نے کہا کہ تم اس کے لئے
 کیوں راحت کی دہائی تھے؟ وہ تو تھا اسے ہم مذہب دتھے ماس لئے کہ میں
 ان پر نہیں دتا، اس لئے کہ وہ سچو سچو پر تھا، اور اب بلجی گاتا۔

ملا، نہ تو اس کی کہی نہ راحت کرتے تھے، ایک ہر تین مقام دہائی سے
 پٹنہ کی ایک منزل میں کہہ کے وقت اس سے، اور ایک طرف سے مکمل تھے، اس
 لئے پوچھا کہ اس لئے تھے، لہجے پانچ میل کے فاصلہ پر قمری عہد صوبہ پٹنہ کی قمری
 میں دی گئی تھی، خدا کی قسم اس کے لادیں اس سے زیادہ کوئی نہ اس نے تھا
 کی قسم اس کے لادیں اس سے زیادہ کوئی نہ تھا، اس لئے کہ اس نے تہہ
 انعام میں تھا، کہ اس کے لادیں اس کے لادیں اس کے لادیں اس کے لادیں

لہجے میں تھا، کہ اس کے لادیں اس کے لادیں اس کے لادیں اس کے لادیں

ظہر کو اگرچہ انہوں نے اپنی زندگی میں مدح سرائی کا سوجھ نہیں دیا تاہم ان کی زندگی
پہلے دل کھول کر مرثیے لکھے و پھر مرنے سے پہلے شہسوار میں اپنے دیرِ دل کا اظہار کیا۔

تغلی اللہ العالیٰ اعزہ لہو منین لہ
یا خیر من جبریت اللہ والقدوا
میرزا کا خط پہلے ہم کو میرزا میں کی موت کی خبر دیتے ہیں کہ وہ دیرِ دل کا اظہار کیا ہے پھر
حدت اور اعلیٰ قاصطت ہے

وہ صوفیہ ہے حکم اللہ یا حسن
آپ کا خط آیا اور آگیا اور آپ کے اس کریم میں وہاں سے جو تم نے اس پر خدا کے حکم کے موافق حاصل کیا۔
انہیں ملے ہے یہاں سے بکاشتہ

شیر کی علیہ نجوم و تلبیل والقدوا
میرزا کا خط ہے گناہِ غیبی، رقم پر رات کے ستر سے دور چہاند رو رہے ہیں
لذوق کے لہجے اشک پر ہیں

کہ میں شریعت حق کی شریعت علم
کانت اھی تقدیر حق و غنم تنظر
میرزا کا خط ہے کہ تم نے نہ کیا اور جو سب سے شریعتوں کے ذمہ کو لے لی تم سے لڑتے تھے۔

یا اھل نفس و لہب الاھل یوحا
علی الحد والحق انت لہا الحصر
میرزا کا خط ہے اور یہ وہی ہے تمام غنم کی کریموں کا پتلا اور اس عادل کوں کو قہر ہے، پک پ
میرزا کا خط ہے اور یہ وہی ہے تمام غنم کی کریموں کا پتلا اور اس عادل کوں کو قہر ہے، پک پ

میرزا کا خط ہے اور یہ وہی ہے تمام غنم کی کریموں کا پتلا اور اس عادل کوں کو قہر ہے، پک پ

میرزا کا خط ہے اور یہ وہی ہے تمام غنم کی کریموں کا پتلا اور اس عادل کوں کو قہر ہے، پک پ

میرزا کا خط ہے اور یہ وہی ہے تمام غنم کی کریموں کا پتلا اور اس عادل کوں کو قہر ہے، پک پ

میرزا کا خط ہے اور یہ وہی ہے تمام غنم کی کریموں کا پتلا اور اس عادل کوں کو قہر ہے، پک پ

اسی طرح جو بھی تہذیب شناس لے کر چلے گئے زنی کو جو حالت کے خوف سے غلامانہ
 کرتے ہیں انھیں تفریحی جہان میں نہ لے کر بلکہ ان کے لئے جو ترکہ چھوڑا اس کی تسخیر و تصرف
 اور امتیاز کی وجہ سے ہی ہے کہ انھوں نے اپنی اس غلامانہ حالت کو ترک کرنا چاہی اور
 غلامانہ حالت میں نہ رہنا چاہا۔ انہوں میں دیر صحابہ کے لوگوں کے ساتھ ساتھ ان کے
 گناہ بڑے گناہ ہیں۔ ایک عورت جو اللہ جل جلالہ کی عزت کو ہتھیار کر لیا۔

ایک عورت ایسی ہے کہ کسی نے کہا کہ عورتوں میں جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں
 تھا جس نے کسی کو دھوکا دیا اور اس کو دھوکا دیا اور اس کو دھوکا دیا اور اس کو دھوکا دیا
 کیا کہ عورت کے وقت میں اس کو دھوکا دیا اور اس کو دھوکا دیا اور اس کو دھوکا دیا
 گناہ۔ دیکھا اس نے کہا کہ اس نے کہا کہ اس نے کہا کہ اس نے کہا کہ اس نے کہا کہ
 عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے

مختصر یہ کہ عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے
 اس پر یہی نصیحت کہ عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے
 نے ایسی ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے
 عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے
 پر تفسیر جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے
 تفسیر جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے
 میں تو کہہ سکتا ہوں کہ عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے
 بہت اگلا خط لکھنے کے لئے کہ عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے
 کہ عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے جو عورتوں میں سے ہے

ازواج و اولاد

حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کے چار بیٹیاں تھیں جن میں ایک ام المومنین صاحبہ اللہ زکریٰ علیہ السلام، حبیبہ بنت امیہ بن عبدالمطلبؓ اور دوسری کا نام عثمان بن حنیسؓ تھا۔ تیسری کا نام بنت عبدالمطلبؓ تھا، اور ان میں ہر ایک سے اولاد پیدا ہوئی، لہذا یہی ہے کہ روئے کبریٰ عبدالمطلبؓ سے ولیدؓ، عاصمؓ، یزیدؓ، عبد اللہؓ، عبد العزیزؓ، زیاتؓ اور اڑکیاں یعنی ایشہؓ اور ام عبد اللہؓ پیدا ہوئیں، عثمانؓ سے صرف ایک بیٹا، ابراہیمؓ پیدا ہوا، عبد اللہؓ سے یزیدؓ اور ام عبد اللہؓ کے جن سے علیؓ اور یحییٰؓ اولاد یعنی اسحقؓ، یعقوبؓ، موسیٰؓ، قاسمؓ، عتہؓ عبدالمطلبؓ کے بیٹے تھے۔

اس طرح ان کی اولاد وراثت کی مجموعی تعداد اسی تھی جن کے حالات مسند میں ہیں۔

عبدالمطلب

عبدالمطلبؓ نہایت متقی اور زاہد تھے، ایک دن ابی بنی غریب بن سلوہؓ کے سامنے آئے تو کہا کہ ”اب تم کو مدت میں بیٹھنا چاہیے۔“ بعض مشائخ ابی شامہؓ کا بیان ہے کہ حضرت حمزہؓ جب عمر بڑھ گئے اپنے بیٹے عبدالمطلبؓ ہی کو دیکھ کر عبادت گاہ کی اختیار کیا اور حکم کا یہ کہہ کر کہ عبدالمطلبؓ حضرت حمزہؓ سے بھی افضل تھے۔

یہ تین ہی مردان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک گھر میں تین آدمیوں سے بہتر نہیں دیکھا

ایک عمر ہی عبد العزیزؒ، دوسرے ان کے بیٹے عبد الملک، تیسرے ان کے مولا قرآنؒ۔
 اس بنا پر حضرت عمرؓ ہی عبد العزیزؒ ان کو نہایت محبوب رکھتے تھے، اور ان پر نہایت
 اعتماد کرتے تھے، چنانچہ غلیلہ ہونے کے ساتھ ان کو ایک خط میں لکھا کہ ”اپنے بند
 مذہبی وصیت اور نصیحت کا سب سے زیادہ مستحق تم کو سمجھتا ہوں، اور تم بھی ان کے
 محض ذرا کھینچنے کی سب سے زیادہ اہل ہو، مرنے پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور جو باتیں
 نہ کہتی ہیں وہ بھی عطا کرے گا، تو خدا کا جو احسان تم پر اور تمہارے باپ پر ہے اس
 کو یاد کرو اور اپنے باپ کو ہر اس معاملہ میں جس پر وہ قادر ہے اللہ میں سے تمہارے
 خیال میں وہ عاجز ہے خدا وہ“

عبد الملک نے اس نصیحت پر شدت کے ساتھ عمل کیا، اور حضرت عمرؓ کی جہد سزا
 کو عطاات کے اہم معاملات میں ہمیشہ مدد دی اور حضرت عمرؓ کی جہد العزیزؒ اموال مخصوصہ کو
 جو امیر کے فتنہ و فساد کے خوف سے تبدیل کیا تھا واپس کرنا چاہتے تھے لیکن عبد الملک
 ہی کے مشورہ سے، انھوں نے اس کام کو سب سے پہلے انجام دیا۔

ایک بار حضرت عمرؓ کی جہد العزیزؒ کسی بات پر سخت برہم ہوئے عبد الملک بھی
 اس جگہ موجود تھے، جب ان کا غصہ فرو ہوا تو ہلے اے امیر المومنین، آپ اس
 درجہ پر پہنچ کر اس قدر غصہ ہوتے ہیں اور حضرت عمرؓ جہد العزیزؒ نے فرمایا تو کی
 تم غصہ نہیں کہتے! ہلے میری طرف سے کیا فائدہ اگر میں غصہ کروں، ہضم نہ کر جاؤں
 ان کا پیٹ بڑھتا۔

ایک دن حضرت عمرؓ کی جہد العزیزؒ وہ بار کر رہے تھے، دوپہر ہوئی تو ملک کو
 آٹھ گئے، اور آرام لینے گئے، عبد الملک حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ آپ اندر کیوں چلے

لے اور ایسا تعویذی دیر اکرام کرنا چاہتا ہوں جو ملے رہا یا دوا دے پر آپ کا انتظار
 کہہ کر آپ سے بچتے ہیں کیا موت پر آپ کو اتنا دہسے کہ وہ اس حالت میں
 پہنچانے لگی؟ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے اسے دیکھ کر ہر دو بار کا شروع کیا۔
 بعد ازاں لے آپ کی زندگی ہی میں بیمار مرض طاعون انتقال کیا یہ مہاری کی
 مہاری حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے اس کے پاس ہا کر مالدہ پہنچا تو بولے میں پہنچے
 آپ کو حق پر پاتا ہوں، بیکسی خد کی قسم آپ کی مرضی مجھے اپنی مرضی سے زیادہ مجرب
 ہے، موت کے بعد لاش کے پاس گئے، اور تزام لے اس کی روح کی ٹبروی تو بے
 ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آئے تو لاش کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

لا یلوذنت عشاء مساکی قد یروا فی بطنیات السحو

مگر یہ طوب و خطر شام و صبح کو ہے کیونکہ موت سب کو بھی آتی ہے

اور لڑایا "اے بیٹے، دنیا میں تم ویسے بکاتے جیسا کہ خدا کرتا ہے۔

العالم والیوت ریتہ لیوۃ الہیا اللہ اولاد ویریۃ لک ریتہ ہی

اور تم دنیا کی افضل ترین نریت تھے، اور مجھے تو یقین ہے کہ آج سے تم باقیات
 سب کا میں داخل ہو گئے میں کا ٹراب سب بروہ کہ ہے:

کلن پشایا جانے لگا، تو چہرے کو دیکھ کر فریاد لے بیٹے خد تو پر دم کرے اور

قہاری مظهرت کرے۔ دفن ہونے کے بعد قبر کے پاس کھولے ہو کر فرمایا "اے بیٹے

خدا تو پر دم کرے، بچپن میں تم غرضی کا باعث تھے، جو ان میں حق پوری اور کلمے

والے تھے، اس کے بعد تمام لوگوں کو مخاطب کر کے ایک تقریر کی، اور سب کو

لوہ و بکا سے مدد دیا۔

لوگوں نے عام طور پر حاضر ہو کر رسم تعزیت ادا کی، ایک بدولتے کھڑے ہو کر تعزیت میں یہ اشعار پڑھے۔

تعریمہ مومر بن فاتحہ ما قد تری یغزی الولید و یوئ
 جلاست ارمیت سلاۃ ادم لکل علی حوص الملیۃ مسود

عبد العزیز

یہ تیز بہن بھی عبدالملک درمندان بن محمد کی بجانب سے نکڑ اور بدہنش کے گورنر تھے، وہ رداۃ حدیث ہیں۔

عبد اللہ

یہ تیز بہن ولید کی طرف سے کوثر کے گورنر تھے، یہ حب و ہاں کے گورنر تھے۔
 ہو کر گئے تو بقرہ والوں نے ایک نہر کھدوانے کی درجہ مست کی، انہوں نے تیز بہن کو اس کی اطلاع دی، تیز بہن نے کہا کہ اگر عراقی کا کل خرچ صرف جو جائے تب بھی نہر کھدو، چنانچہ انہوں نے تین لاکھ کے صرف سے ایک نہر کھدوائی جو ان کے نام سے مشہور ہے یہ

بقیرہ اولاد میں سخی، یعقوب، مجرہ، مثنیٰ، توفید، قاسم، ریزہ، قریان، اقمیہ، ام عمار اور عبد اللہ میں بعض نے بچپن ہی میں وفات کی اور بقیرہ نے کوئل خاص ناموری حاصل نہیں کی

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے اپنی اولاد کو تعلیم و تربیت کا نہایت عمدہ انتظام

کیا تھا مہاراجہ کیسے نہ جھٹلئے نہ زیر میں بڑے پائے کے عمدہ نشہ طے ہونے کی نسبت
 ہذا کے الفاظ میں لکھا ہے کہ وہ حضرت عمر بن محمد العزیز کی والدہ کے مژدہ یعنی تالیف
 تھے، ان کے علاوہ ان کے مولیٰ تھیں بھی اس خدمت پر مہم تھے، اور حضرت عمر بن
 محمد العزیزؒ ان کو بہترین تعلیم و تربیت دینے پر غور و تدبیر کرتے رہتے تھے، ایک بار ان
 کو ایک خط میں لکھا کہ میں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ تمام مولیٰ اور غلاموں میں سے تم کو
 ہل اور لاد کی تادرب کے لئے، انتخاب کیا ہے، اس کو فخر و شہادت سکھادو، کہ یہ ان کے ہم
 کو راسخ کرے گا، اور ترکِ صحبت کی طرف توجہ دلاؤ کہ وہ غفلت پیدا کر لے۔
 اور کم ہونے دو کہ زیادہ ہنسنا دل کو مرنے کر دیتا ہے، تمہارے ایک ہل بات جو وہ سیکھیں
 وہ مالک باجے کی طرف سے نفرت ہو، کیونکہ اس نے ثقافت سے متا ہے کہ مالک باجے کا سنا
 دل میں غمناک پیدا کرتا ہے، جس طرح ہاتھ لگاس کر اگاتا ہے، انہیں بڑا کاؤں مجید
 کا ایک ٹکڑا شروع کرے اور نہایت احتیاط کے ساتھ اس کی قرات کرے، جب اس
 سے غافل ہو جائے تو آخر میں تیر و کان لے کر پر جپا شکل بولے اور سات تیر چلائے، پھر
 گیارہ کرنے کے لئے داپس آئے، کیونکہ ابھی مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے تیر
 گیارہ کرو اس سے کہ شیطان قیور نہیں کرے گا۔

علیہ السلام

حضرت عمر بن محمد العزیزؒ کا رنگ سفید، چہرہ چاندنا نکھیں مگر یں چھین چھین
 ٹھنڈے نے پیشانی پر لکھا ہوا تھا، جس کا نشان ہاتھ تھا، اور اس کا وہ صبح بڑا تیر
 نکھتا تھے، اخیر عمر میں مال سفید ہونے لگے تھے، جسم لاغر تھا، اور یہ غالباً بڑا بد تشف کا اثر تھا۔

اخلاق و عبادت

حسین خلیق | ساجد گوش خلق، در درم بر حقے چند حاصل روگ حقے جی سے رت کو
 مسالطت عیالات کے متعلق مشورہ دیا کرتے تھے، لیکن جب ان کا ملک ہوتا کہ یہ لوگ
 یہاں سے اٹھ جائیں تو صرف اس جہد کہتے کہ اگر آپ لوگ چاہیں

ایک بار عہدہ شاہی میں اپنی ضرورتوں کے لئے تسیا ہی بنی قبہ لک میرے پاس
 آئے، حضرت قمر بنی عبدالمطلبؑ کو واسطہ بنایا، اور اس لئے اکثر اُن کے یہاں آنا
 شروع کیا، ایک دن حضرت قمر بنی عبدالمطلبؑ نے اُن سے کہا کہ آپ میرے یہاں ہی
 وقت آنیے جب آپ کو اُحد آنے کی اجازت ملے گی، کچھ دیر گزارا نہیں کہ
 آپ میرے دروازے پر آئیں اور آپ کو اُن سے ملے۔

ایک دن وہ لے کر حضرت قمر بنی عبدالمطلبؑ کے کاکہ فدی میں ایک شخص
 مبتلا سے طاعون ہو گیا ہے، آپ اپنے وطن تشریف لے جائیں، کیونکہ آپ
 مجھے بہت عزیز ہیں۔

ایک بار چند آدمیوں کے پاس لعلی سے بغیر سلام کئے ہوئے دھڑکے، یاد آیا
 کہ اُن کو سب کو سلام کر دیا تو چلے گئے۔

تواضع و مساوات | خلافت سے پہلے حضرت عمرؓ ہی جو عزیر ایک مغرور و درجا و پسند
 شخص تھے، نہایت عہد اکبر سے پہنچے تھے۔ نہایت عہد فرقیہ لگاتے تھے اور راہ میں
 کرتے ہوئے چلتے تھے، لیکن خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی ان کے اخلاق و عادات میں جو
 عظیم الشان انقلاب ہوا، اس نے محبوب و مرید کو تواضع و انکسار سے بدل دیا۔
 جب وہ حجاز کے گورنر تھے تو وضع قطع سے صاف سلوک کرتا تھا کہ یہ گورنر نہیں لیکن
 خلیفہ ہونے کے بعد کسی نے یہ نہ جانتا کہ وہ خلیفہ ہیں۔

خلیفہ ہونے کے بعد جب خزانہ سلاریں آئیں تو ان کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ
 ”میرا حق میرے لئے کافی ہے“ سولہ سو کر چلے تو کو تو دل نے بچانے کے آگے آگے چلنا
 چاہا، لیکن اس کو یہ کہہ کر ٹھکرایا کہ میں بھی عام مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان ہوں۔ تبرعات
 میں داخل ہوئے تو تمام پہلوں کو چاک چاک کر لیا اور غلغلاہ کے لئے ہر فرش بچھایا جاتا
 تھا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت بیت المال میں داخل کر دیتی۔

لوگ ان کے سامنے کھڑے ہوئے تو فرمایا: ”وگر اگر تم کھڑے ہو گے تو ہم بھی
 کھڑے ہو جائیں گے، اگر تم لوگ بیٹھو گے تو ہم بھی بیٹھیں گے، لوگوں کو صرف خدا کے
 سامنے کھڑا ہونا چاہیئے۔“

خلیفہ نے جو امتیاز دستور تھا کہ جب کسی جنازہ میں شریک ہوتے تھے تو سب
 پہلے ان کے بیٹھنے کے لئے ایک خاص چادر بچھائی جاتی تھی، لیکن اب حضرت عمرؓ کی جلازہ
 ایک جنازہ میں شریک ہوئے اور سب سولہ ان کے لئے بھی یہ چادر بچھائی گئی، لیکن وہ
 اس کو پاؤں سے ہٹا کر زمیں پر چھینے لگے، سرکاری سپردہ داروں کو تعظیم کے لئے اٹھنے

لے بیٹھیں اور سولہ اس کے لئے بیٹھیں اور چھیننے لگے، یہ عہد عمرؓ کی جلازہ

انھوں نے باوجود لطیف جھٹکے کبھی اپنے آپ کو عام مسلمانوں جگہ ٹوڈی غلاموں سے بھی بالا تر نہیں سمجھا، ایک بار ٹوڈی اُن کو ہانکھا بھل رہی تھی، مگر اس حالت میں اس کی سٹیک لگ گئی، انھوں نے خود ہانکھا لے لیا، اور اس کو چھینے لگے، وہ جاتی تو سر کیا ابرے تو بھی میسر ہی طرح ایک سوئی ہے، میری طرح تھے بھی مگر معلوم ہوئی اس لئے میں نے چاہا کہ میں طرح کرنے لگے پس کھا جھو ہے میں بھی تجھے ہانکا بھول اُن جنازوں میں موتا شریک ہوتے، اور عام مسلمانوں کی طرح تابوت کو کاٹھا دیتے جھٹے پھتے، ایک بار بارش کے دن میں ایک جنازہ کی تاز پر دھائی، تھانا ایک مسافر آیا، جس کے بدن پر چادر نہ تھی ہاتھوں نے اس کو ڈھایا، وہ اپنی چادر کا پی ہر حصہ اس کو اُڑھا دیا۔

ایک بار ایک گرجے میں آئے، تو دیکھا کہ کچھ لوگ بہت سے طبقے لئے جا رہے ہیں اپنا بچا یہ کیا ہے، لوگوں نے کہا کہ گرجے کا پادری لوگوں کی ضیانت کر رہا ہے اس کے بعد اُن کے سامنے ایک طبقہ پیش کیا گیا جس میں پستہ اور بادام تھا، اور بے اور تمام طبقہ سامنے بھی ہے؛ لوگوں نے کہا کہ نہیں، بولے تو پھر اس کو واپس سے جانے خاکسار کی وجہ سے حاجی کو قتل نہ پسند کرتے تھے، ایک ہاکسی شخص نے ان کے سامنے ان کی تعریف کی، تو بولے تجھے جو حال اپنے نفس کا معلوم ہے، اگر تم کو معلوم ہوتا تو تم میرے چہرے کی طرف دیکھتے بھی نہیں؟

اس تواضع و فروتنی کا یہ اثر تھا کہ جو لوگ اُن کو شانہ و جلال کے ساتھ دیکھنا چاہتے تھے وہ ان کو پہچانتے ہی نہ سکتے تھے، مگر یہاں تک کہ یہاں ہے کہ حضرت

کے بعد جب خود بخود مہرے تو اس پر عمل کرے ۵ وقت آیا، چنانچہ ایک بار اُن کے عامل
 قہد الحید بن عبد الرحمن نے اُن کو لکھا کہ میرے بعد اس میں ایک شخص اس جرم میں پیش
 کیا گیا ہے کہ وہ آپ کو گایاں دیتا ہے، دیکھنے اس کی گرفتار ڈاؤنی چاہی تھی لیکن
 پھر اس خیال سے قید کر دیا کہ اس ہاٹے میں آپ کی دانتے لے لے کر حضرت عمر بن
 عبد العزیزؓ نے جواب میں لکھا کہ "اگر تم اس کو قتل کر دیتے ہو تو تم سے قصاص لیتا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کے کالی دینے پر کوئی شخص قتل نہیں کیا
 جا سکتا، اس لئے اگر تمہارے چاہا ہے تو اس کو گالی دے دو ورنہ اس کا رد نہ ہو۔"

ایک بار وہ منبر پر چھوڑ دے رہے تھے کہ اسی حالت میں ایک شخص نے کہا کہ میں
 گناہگار تھا، چاہتا ہوں کہ تم ناسق ہو۔ یہ سن کر صرف اس قہد بولے کہ تم چھوٹے گناہ
 ہمیں تمہاری شہادت کو مستہزل نہیں کرتا۔

ایک بار کسی نے اُن کو کلمات ۵۵۵ تم کھا، لگ بولے کہ آپ کیل پٹپ ہیں؟
 فرمایا کہ "نقوی نے منہ میں نگام لگا دی ہے۔"

ایک بار کسی نے ایک آدمی کی نسبت اُن سے کہا کہ آپ کو گالی دیتا ہے۔
 اُنہوں نے اس کی طرح منہ پھیر لیا، اس نے پھر کہا اب کے بھی روگردانی کی، اُس
 نے تیسری بار کہا تو بولے کہ قرآن میں اس طرح وکیل دے رہا ہے کہ اس کو
 ہر ایک نہیں سمجھتی۔

ایک بار وہ سوار جا رہے تھے کہ ایک چاہیانہ شخص سوار کی کھچھٹ میں آگیا
 اور اُس نے غصہ کی حالت میں کہا کہ دیکھ، قہد کیا نہیں؟ جب سوار یاں نکل گئیں تو

اُس نے کہا کیا کوئی ہے جو مجھے اپنے پیچھے بٹھائے! حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے پے غلام سے کہا کہ اس کو چپٹہ نہ تک لے چلو!

ایک بار رات کو مسجد میں گئے، ایک شخص سو رہا تھا، اندھیرے میں اس کو ان کے پاؤں کی ٹھوکری لگ گئی، تو اُس نے جھٹاکر کہا کیا تم پاگل ہو؟ ہوسے "نہیں" چپراسی نے اس گستاخی پر اس کو سزا دی سی پھا ہی، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے روک دیا وہ کہا کہ اس نے مجھ سے صرف یہ پوچھا تھا کہ تم پاگل ہو یا نہیں نے جواب دیا کہ "نہیں"۔

ایک بار ان کو کسی شخص نے سخت بات کہی "ہوسے تم پر ہتا ہے کہ حکومت کے ضرور میں ہیں بھی تیرے ساتھ وہی سلوک کروں جو لوکل دنیا مت کے دلی امیر کے ساتھ کرے گا" یہ کہہ کر اس کو معاف کر دیا۔

ایک بار وہ قیلو نہ کر کے لیے اُٹھے، ایک آدمی ہاتھ میں کاغذ کا پتلا لئے ہوتے پڑھا، اندھ پنہ سے کہ ان کی طرف پھینک دیا، اُنھوں نے مڑا کر دیکھا تو پتلا اُن پر جا کے گرا، اندر رخساروں پر چوٹ لگی، اندھ کا دوس سے خود جاری ہو گیا لیکن اُنھوں نے شہادت خواہی کے ساتھ اس کی غرضی پڑھی اور اس کی حالت کو پورا کیا

ایک بار ایک بچے نے اُن کے کسی روم کے کورمار، رنگ اس کو ان کی بی بی نماہ کے پاس لے گئے، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے دوسرے کمرے میں تھے، شور مٹا تو کمرے سے نکل آئے، اس کے بعد ایک عورت آئی اور کہا کہ یہ میرا بچہ ہے، اور یہ یتیم ہے، اُنھوں نے پوچھا کہ اس یتیم بچے کو کون دیتا ہے؟ بولی "تہیں جہانگیر داکر

اس کا نام ولیدہ خزانہ چورس میں تھوڑے قافلے نے کہا کہ اگر میرے بچے کو وہ دے دے تو اس کے ساتھ خدا یہ سلوک کرے۔ بولے تم نے اس کو گھیرا دیا۔

ایک بار ایک شخص بڑھت بڑھت ہوئے اور اس کو ہر بہرہ کے گولے گولے تھے۔ لیکن جیب کوڑے گھانے کا وقت آیا تو بولے کہ اس کو لے کر دوں اگر میں بھتہ لے رہا تو اس کو سزا دیتا۔ پھر آیت پڑھی والکھلینا الفیط واللہ اللہ من اللہ اللہ
مسیر ایک نغمہ میں حضرت عمر بن عبد العزیزؓ پر دغلا نصیب توں کا پالا ٹوٹ پڑا۔ میں ان کے سبک لڑا وہ مجھ پر فرس کے عہد ملک۔ سبک زیادہ عزت بھال تل لیا۔ عہد عمر بن عبد العزیزؓ زیادہ دغلا در خادم مزاحم نے چند ہی دنوں کے دغلا میں نکال کیا۔ لیکن حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے اس حالت میں ضروری نہیں کہ سرپرستہ صبر و سکون کیا کہ سے چھوٹے ذریعہ، اگر اس مرتبہ پر وہ استقامت دکھائی تو گولوں کو ان کے عہد و قیام پر تعجب ہوا۔ وہ عہد ملک کو دلی کر رہے تھے کہ ایک شخص نے ہمیں ان کا اشارہ کر کے کہا کہ خدا امیر امر نہیں کو اس صبر و ہمت سے کہ بولے۔
 انکس میں ہمیں افسوس اشارہ نہ کرو، وہ اپنے سے کہ وہ اس نے کہا کہ میں نے آج سے زیادہ تعجب انگیز واقعہ ہی نہیں دیکھا ایک شخص اپنے محبوب ترین لڑکے کو دلی کر رہا ہے۔ پھر اس کو دلی ہمیں ہمیں ان کا بھی خیال ہے۔

وگ ان کی دغا صبر و تعزیت میں کہنے ہی بدقت خیر فقرے استعمال کرتے تھے وہ ان کے ہوا میں ہمیشہ صبر و فکر کا انکار فرماتے۔ ایک بار ریت ہی سرواں کے اس آئے اور کہا کہ خداوند تعالیٰ آپ کو اجر دے گا۔ مجھے کوئی شخص نظر نہیں

ایک دن انھوں نے کاغذات دکھائے تو انھوں نے اس میں سے بتدر ایک بالشت کے سادہ کاغذ لے لیا، اور اپنے ذوالکام میں لائے، چونکہ قرات کو ان کی دیانت کا حال معلوم تھا اس لئے، انھوں نے دلائل کہا کہ ہیرا منو میں سے بھول چوک ہوئی دوسرے دن انھوں نے نوح کاغذات طلب کیا، وہ آئے تو ان کو کسی دوسرے کام کے لئے بھیج دیا، وہ پلٹے تو برے کہ اب تک قلعہ کے کاغذات کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا، اس وقت ہر دوپہر بلا لوں گا، انھوں نے گھر جا کر کاغذات کھولے تو جتنا کاغذ کل یہ تھا اتنا اس میں موجود پایا۔

نقدار میں کہیں کے لئے بیت المال کے مصارف سے جو مکان خاصہ قائم کیا تھا اس سے نہ خود لائندہ اٹھاتے تھے نہ خاندان میں کسی شخص کو فائدہ اٹھانے دیتے تھے عام طور پر حکم دے رکھا تھا کہ ہمارے غسل اور وضو کا پانی وہاں خانہ کے باہر ہی خانہ میں گرم نہ کیا جائے، ایک ہر ان کی عالمی میں لازم نے ایک دن وضو کا پانی مصلح عام میں گرم کیا، ان کو معلوم ہوا تو اتنی نگڑی خسید کہ باہر ہی خانہ میں داخل کر دی۔

ایک اور سرکاری کوئلہ سے گرم کیا ہوا پانی دھو کے لئے آیا، تو وضو کرنے سے انکار کر دیا۔ ایک اور غلام کو گوشت کا ایک ٹکڑا جھوننے کے لئے دیا وہ سکوری باورچی خانہ سے جھون لیا تو برے کہ تمہیں کھاؤ، یہ تمہاری قسمت میں لکھا ہوا تھا، میری قسمت میں نہ تھا۔

ایک دن گھر میں لے کر دیکھا کہ لوٹڈی ایکسپریس میں تمہارا سادہ دھو لئے

ہوئے ہے۔ اے یہی ہے یا اس نے کہا کہ آپ کی زود مہم سے میں، اُن کو دودھ کی
 خواہش ہوئی، اور مہم کی حالت میں اگر عورت کے دس میں کوئی خواہش پیدا ہو اور
 وہ پوری نہ کی جائے تو اس سے سبق حاصل کا اندیشہ ہو جاتا ہے، اس سے میں
 یہ دودھ دار الصبیات سے لائی ہوں۔ فصول نے اس کا اذکار کیا اور چھینے ہوئے
 بنی ہا کے پاس لے گئے۔ وہ کہا کہ اگر اس لغو اور مساکین کے کھانے کے سوا کوئی
 چیز ہی نہ نہیں رکھ سکتی تو خدا اس کو قائم نہ رکھے، یہی بنی نے لڑائی سے کہا
 کہ اس کو رہیں گے اور میں اسے دکھاؤں گی یہ

یہ حال دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ اگر آپ خود مہمان خانہ کے کھانے سے قنارہ
 کریں گے تو وہ لوگ کو بھی احتراز ہوگا، اب وہ باورچی خانہ میں داخل
 کر کے لوگوں کے ساتھ طریقہ عام ہو لے گئے۔

ایک بار انھوں نے اپنے نظام قرائع سے کہا کہ مجھے ایک رطل خریدو اور
 ایک رطل لائے میں کراخوں نے جو بکس پسند کیا وہ بکس کراخ کو کہاں سے
 لائے انھوں نے کہا کہ میں نے سرکاری باغیچے میں یہ بکری پالی، وہ اسی کو
 رطل بوائے، بولے جہاد بازار میں اس کی قیمت لگرو، وہ گئے تو لوگوں نے نصف
 دینار قیمت لگائی، انھوں نے پٹ کر لبوی تو انھوں نے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے
 ہم بیت المال میں ایک دینار داخل کریں تو ممداری سے بیکار رہیں گے؟
 انھوں نے کہا کہ قیمت کو نصف دینار لگائی گئی، ہم بکس بیت المال میں دینار
 داخل کر دوں

ایک بار بیت مال سے مشک بھال کر ان کے سامنے رکھا گیا، غول نے اس کو بے کھڑکھوہہ رخ میں پہنچایا، غول نے اس پر ان کے ایک ٹھن لے کہا کہ اگر آپ خوش ہو سوتھو لیتے تو آپ کا کیا بگڑتا؟ غول نے مشک کو اپنے سامنے رکھا اور کس لائق کے لئے فریاد جاتا ہے۔

ایک بار ایک شخص نے ان کی خدمت میں کھجوریں بھاری کیں، آدمی کھجوریں سامنے کر کے پھا کہ ان کو کس چیز پر لے جو؟ اس نے کہا ذاک کے گھولوں پر چڑھ کر ان کا تعلق سرکاری چیزوں سے تھا، اس نے حکم دیا کہ کھجوریں کو ہٹا دیں۔ بارگروہت کر آؤ، وہ باتاریں آیا، کر ایک مردانی نے ان کو غریب لیا، وہ چڑھ کر ان کے سامنے رکھا، ان کی خدمت میں پہنچا، جب کھجوریں سامنے آئیں تو غول نے کہ یہ کر کھجوریں ہیں، یہ کہہ کر کچھ سامنے کھانے کے لئے رکھ لیں، وہ کچھ کھجوریں بھیج دیں اور بیت مال میں قیمت اٹل کڑی۔

ایک بار غول نے بتان کے شہد کا شوق تھا، برسی، اس نے شہد کی کپڑوں کے حامل تھے، ان کی بی بی نے ان کو کھانا بھیجا اور انھوں نے وہاں سے بہت سا شہد کھا، وہ شہد سامنے آیا، غولوں کی طرف خطاب کہہ کہ کہ غولانہم نے شہد کی کپڑوں کے ذریعہ سے مشک لیا ہے، پھر اس کو فروخت کرنا کر بیت مال میں قیمت واصل کر دی، وہ شہد کی کپڑوں کو لکھا کہ اگر تم نے وہاں ایسا کام کیا تو میں تمہارا نہ دیکھتا، پھر شہد نہ کروں گا۔

ایک بار ان کی بی بی نے ذاک کی سولہ پر ایک آدمی کو روٹ کیا، وہ وہ وہ دینا، کا شہد خرید لیا، شہد حضرت عمر بن عبد العزیز کے سامنے آیا، وہ دینا وائے معلوم

ہر انہوں نے اس کو زخمت کرا ڈالا اور وہ بیمار واپس لے کر بقیہ قیمت بیت لیا
میں داخل کر دی اور کہا کہ تم نے مسلمانوں کے جان و مال کو ختم کرنے کی تکلیف دی
دوسری ساری بھڑوں ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر مسلمانوں کو میری تے سے فائدہ
چاہئے سکتا تو میں تے کر دیتا۔

ایک بادشاہ کا دی سیب تقسیم ہوا ہے تھے ماں کا ایک صغیر ہستی پڑ گیا،
اور ایک سیب اٹھا کر کھانے لگا، انہوں نے سیب کو اس کے اتھ سے نہایت
مطلق کے ساتھ چھین لیا، پھر روتا ہوا ماں کے پاس آیا، اس نے ہا زار سے
سیب منگا کر اس کو دیدیا، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ گھر میں آئے، تو سیب کی بڑبڑ
سوتگہ کر رہے کہ کہیں سرکاری سیب تو گھر میں ہیں آئے، ان کا ہاتھ لگا، تو
بیانا کیا تو پورے گھر میں نے سیب اپنے بچے سے چھینا، تو گویا اپنے دل سے چھینا،
لیکن مجھے یہ پسند نہ آیا کہ خدا کے سامنے مسلمانوں کے سیب کے لئے بچے
آپ کو بہاد کر دوں۔

ایک وراثت کی لڑائی نے ایک محلہ بھی اٹھ کر کہ اس کا جہولہ بھی جو سب سے تباہی گزرتی
میں ڈال دی، انہوں نے اس کے پاس آگ لگا دی چنگاریاں بھیج دیں، اور کہا کہ اگر تم
ان چنگاریوں کو کال میں ڈال سکو تو میں اس محلہ کا جہولہ بھیج دوں گا۔
خاتمہ میں اگرچہ اگلے خلفائے بہت سے ملاحات بنائے تھے لیکن چونکہ وہ
بیت اللہ کی آمد سے تعمیر ہوئے تھے، اس لئے جب وہاں گئے تو ان کا حال
میں اتنا پسند نہیں کیا، درمیان میں کیا کیا

جرأت و آزادی خلافت سے پہلے اگرچہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ ہمیشہ غلامد کے ماتحت اور زیر اثر رہے تاہم انھوں نے غلامد کے ساتھ ہر موقع پر اپنی آزادی کو قائم رکھا۔
 وکیل بن عبد الملک نے ان سے تسلیاں بن عبد الملک کی بیعت نسخ کرانی چاہی تھا لیکن
 نے صاف انکار کیا، اور کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم نے ایک ساتھ دونوں کی بیعت
 کی ہے، اس لئے یہ کیونکر ہو سکتی ہے کہ اس کی بیعت نسخ کر دیں اور تمھارا
 قائم رکھیں۔

ایک بار حضرت عمر بن عبد العزیزؓ اور تسلیا بن عبد الملک کے غلاموں میں لڑائی
 ہوئی، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ، تسلیا کے پاس گئے، تو اس نے کہا یہ کیا بات ہے
 کہ تمھارے غلاموں نے ہمارے غلاموں کو مارا؟ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے کہا کہ
 مجھے آپ کے کہنے سے پیشتر اس واقعہ کی خبر نہ تھی، تسلیا نے کہا کہ آپ جھوٹ کہتے
 ہیں، میرے کہ تم کہتے ہو کہ میں جھوٹ کہتا ہوں، حالانکہ جبکہ مجھے ہوش ہو میں نے
 جھوٹ نہیں بولا، خدا کی ذمہ داری ہے جو آپ کی صحبت سے بے نیاز کر سکتی ہے، کہہ کر
 سے اٹھے اور منصر کا ارادہ کیا، ہاتھ اٹھا کر منکر بنایا۔

ایک بار تسلیا بن عبد الملک کے پاس اس کا بیٹا ایوب بھی کر انھوں نے دل
 حیدر بنایا تھا بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ آئے تو ایک آدمی نے بعض غلاموں
 کی بیویوں کی وراثت طلب کی، تسلیا نے کہا کہ محمد بن ہاشم وادیس پاتیں حضرت
 عمر بن عبد العزیزؓ نے سنا تو حمایت تعجب سے ہوئے، سبحان اللہ تو ان عہد کماں ہے؟
 تسلیا نے غلام کو بلایا اور کہا کہ عہد انک نے اس کے حلق جو حورے نکھی ہے وہ
 اٹھاؤ، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے طنزاً یہ کہا کہ گویا تم قرآن منکراتے ہو، ایوب

نے یہ طعنہ سنا تو ہولاکہ میرا موقع کی حد سمجھ میں اگر کوئی شخص اس قسم کی باتیں کرے
 تو ممکن ہے کہ دم لڑوں میں اس کی گردن اڑا دی جائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ
 نے کہا کہ اگر تم علیحدہ ہو گئے تو رعایا کو اس سے بھی زیادہ صدمہ پہنچے گا۔ سلیمان
 نے یہ لشکر سنی تو یوں پکڑ کر ڈٹا کہ عمر سے اس قسم کی باتیں کرتے ہو، حضرت عمر بن
 عبدالعزیزؓ نے کہا کہ ہم نے بھی تو کھری کھری سنائی۔

اسی پر افسر آزاد کی کا یہ نتیجہ تھا کہ وہ غلطی کو جو قسم کی اخلاقی نصیحتیں کرتے
 تھے، دراصل ان کی ناراضی کی ان کو مطلق پرانہیں جہتی تھی، چنانچہ انھوں نے
 ایک بار عبد الملکؓ ہی مروانی کو ایک خط میں لکھا کہ:

”تو ایک چروا ہے اور، چروا ہے سے اس کے مویشیوں کے
 متعلق سوال ہو گا، انس بن مالکؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی ہے
 کہ انھوں نے رسول اللہؐ کی شہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خدا نے
 و حدیث سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا، اور خدا سے زیادہ
 صادق اسے بیان کرنا ہو سکتا ہے؟“

ایک بار سلیمان بن عبد الملکؓ کے لئے سنانہ ہوا، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ
 بھی ساتھ تھے، مقام خستقہ کے قریب پہنچ کر اس نے اپنا دایہ لشکر اور خیمہ ڈرگاہ
 دیکھا تو عجب غرمہ کے نشہ میں حضرت عمر بن عبد العزیزؓ سے پوچھا کہ تم کو یہ چیزیں کیسی
 نظر آتی ہیں؟ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا دنیا کو دکھا رہی ہے، تم سے اس
 کا سوال اور مواخذہ کیا جائے گا؟

حرفات میں قیام کیا تو بادل ڈلا، دھبلی اس زور سے چلنے لگی کہ سلیمان ہم کو

ذات کے کجاوے پر سرنگوں ہو گیا، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے کہا کہ یہ بادشاہ تو رحمت
 کے کر آیا ہے، اگر عذاب نے کرایا ہوتا تو کیا حال ہوتا؟ اسی کے بدستیاں نے مجمع
 لظرف دیکھ کر کہا کہ کتنے آدمی جیتے ہیں! حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے کہا کہ یہ تھا کہ
 لڑائی میں۔

ایک مصر میں اسی قسم کا ایک اور واقعہ پیش آیا تو بدستیاں نے گھبرا کر ایک
 دھوکہ دہم حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کو صدمہ لگ کر لے کے لئے دیئے کہ اس کی برکت سے
 وعدہ و برق کی یہ آفت ٹل جائے، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے کہا اس سے بہتر
 ایک کام ہے، بدستیاں نے کہا وہ کیا؟ برے بعض لوگ جن کی ہمارے لئے مصلحت یہ تھا کہ
 پاس ہے انھوں نے تمہارے ساتھ نہ پایا، لیکن اب تک نہ پہنچ سکے، بدستیاں نے
 ان کے تمام مال و عائدات واپس کر دیئے۔

وقتِ شام اور سبیل کی وجہ سے شور و غل کو نہایت ناپسند کرتے تھے
 ایک بار ایک شخص نے ان کے پاس بلند آواز سے گفتگو کر کے تو فرمایا، کہ یہ صبح کا
 ہے کہا انسان کی بات اس کام نشیب میں گئے۔

ذائقہ کو نہایت ناپسند کرتے تھے، ایک بار خاندانِ بڑا بیتہ کے چند لوگ
 جمع ہوئے، اور ان کے سامنے ظرافت آمیز گفتگو شروع کی، برے تم لوگ اس
 لئے جمع ہوئے ہو؟ صحبت میں قرآن مجید کے متعلق گفتگو کرو ورنہ تم، ذمہ فریقہ
 آئیں کہ ضرور ہوتا ہے!

یہ تمام واقعات سیرتِ عمر بن عبد العزیزؓ کے اعلیٰ باب میں مذکور ہیں

سیرتِ عمر بن عبد العزیزؓ جلد ۱ ص ۹۳

میں اعضاء کے نام میسے سے ظہور کرتے ہیں ان کا نام نہیں لیتے تھے ایک بار میں
میں پھوڑا نکلا، دنگل نے پوچھا کہ کہاں پھوڑا نکلا ہے؟ چونکہ نخل کا نام میں پسند
نہیں کرتے، اس لئے کہا کہ میرے ہاتھ کے جھون میں ہے۔

اسی طرح ایک شخص نے ایک صحبت میں کسی سے کہا کہ تیری منہ کے نیچے ہونے
اس سے بہتر طریقے سے گفتگو کیوں نہیں کرتے، دنگل نے کہا وہ کی؟ فرمایا ہاتھ
کے نیچے کہنا زیادہ بہتر ہے۔

رحمدی مزاح میں نہایت مہم تھا، ایک بار ایک بزدل نے پھر دھواں نکالا
میں اپنی حاجت کا اظہار کیا، تو دنگل نے اسے یہ مہم صرف انسانوں تک محدود تھا
بلکہ ان کو، لوروں تک کی تکلیف دہ رائے تھی، اُن کے پاس ایک فخر تھا جس کو
اُن کا غلام کرایہ پر چلاتا تھا، کہ یہ کی آمدنی محمود لارڈ نے ایک مہم تھی کہ ان
غلام ڈیڑھ دو درہم لایا، تو بولے کہ یہ اضافہ کیونکر ہوا؟ اُس نے کہا آج بازار تیز تھا
بولے نہیں، تم نے جانور سے زیادہ کام لیا، اس کو اپنی دین آرم لینے دو؟

لڑاک کے جانور دس کے متعلق حکم دیا تھا کہ، ان کے کوڑے کی نوک میں چھینے
والا برادہ نکالیا ہوتا ہے، اور ان کے منہ میں ہماری نگاہ نہ دلی جائے۔

مصر کے عامل حیات کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہاری باربرداری کے دفتر
پر ہزاروں قتل کا برہم لانا جاتا ہے، اس لیے اس خط کے پہنچنے کے بعد ہرگز
یہ نہ معلوم ہو کہ کسی اور شہر پرچھ سوڑل سے زیادہ کا برہم لانا گیا ہے۔

سیرۃ محمدیہ (عربی میں) ۱۲۷۱ھ میں ایضاً ۱۲۷۲ھ میں ایضاً ۱۲۷۳ھ میں

شرم و حیا سراج میں ملت شرم دیا تھی، مہم میں جاتے تھے تو بعض مقام و بعض
ہاؤس کے سو، اندر کوئی نہیں جاسکتا تھا۔

نصیحت پذیر کی اسطرح کو خود بینی، پند و نصیحت کے قبور کرنے سے باز تھی
۔ لیکن حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے ایک بزرگ پر دل پایا تھا، اور اس کے ساتھ
ان کو یقین تھا کہ خلافت کا بوجھ ایک ایسا بوجھ ہے جو گویا موت کے ساتھ اٹھانا ہے
تو انہیں نہیں اٹھ سکتا، اس لئے وہ علماء سے نصیحت کے طالب ہوتے تھے، اور انکی
نصیحتوں سے شدت کے ساتھ متاثر ہوتے تھے، ایک بار تم سن بھری کر لکھا کہ بے
الہیہ کے ساتھ نصیحت کیجئے، چنانچہ انہوں نے حضورؐ کا میں نصیحتیں کیں۔

ایک اور مقام لکھائے عراق کو اس غرض سے طلب فرمایا، سب لوگ آئے لیکن
امام بھریؒ نے خلافت کا ذکر کیا، اور ایک نصیحت امیر خط صلیا، حضرت عمرؓ کی جملہ باتوں
کو وہ لٹا ہوا، تو آنکھوں سے ٹپایا، اور اس کے مضمون سے اس قدر متاثر ہوئے
کہ مدہ پڑے۔

جب علیؓ ہوئے تو حضرت مسلم بن عبد اللہؓ اور حمید بن کعبؓ ان کے پاس گئے
اور اریاری دلوں سے نصیحت کے طالب ہوئے، انہوں نے نصیحتیں کیں تو
صلحت تاخیر سے مدہ پڑے، ایک بار ان کے ساتھ انشدان رکھا ہوا تھا، اسی حالت
میں ایک شخص آیا تو اس سے انہوں نے نصیحت کی اور غور و بحث کی، اس نے نصیحت
کی تو اس قدر دے گئے کہ انشدان کی آگ آنسوؤں سے بجھ گئی۔

بعض علماء خود جاتے اور ان سے نصیحت کرنے کی خواہش کرتے، وہ بزرگ اہل

لئے یہ بات تھی کہ جب انہوں نے نصیحت کی تو ان سے نصیحت کرنے کی خواہش کرتے، وہ بزرگ اہل

دیتے۔ اور وہ نصیحت کہتے، ایک بار ابن ابیہتم ان کی خدمت میں گئے، اور کہا کہ آپ کو
 ضرور کہوں، پر مٹے "نہیں" کہا نصیحت کہوں، پر لے ہاں، پشاپنہ، انھوں نے، ایک
 عام خطبہ دیا، جس میں خصوصیت کے ساتھ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی طرف خطاب کیا۔
 علامہ نے ان کو جو نصائح کیے ہیں ان سب کو علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب
 "کیسویں باتیں جمع کر دیا ہے" یہی نہایت افسوس ہے کہ یہ محمودیہ پسند و نفرت ایک
 ایسے شخص کے لئے مولود نہیں ہے جو دیندار ہو، لکھ کے ساتھ دنیا والہ بھی ہو، انکی نصیحتوں سے
 اُس دنیا کا تو بہت ذکر آیا ہے، لیکن اس عالم سے آنکھیں بند کر دی ہیں، حالانکہ ایک طبع
 روشن، انکی اصل سعادت کا وہی دنیا ہے۔

زبد نقشب خلافت کے سلسلے نے سلیمان بن عبد الملک ملک پہنچ کر قیصر کا سر
 کا قاب اغنیاء رکریا تھا، اور خود حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کا خلافت سے پہلے ہی
 کے ساتھ زندگ بسر کرتے تھے، چنانچہ "کلامہ" میں مذکور ہے "انھو فلا میں گنتے ہیں۔"
 کان الا ذلک لا یذاکر بکتیو وہ اس وقت مدد در ہیں کہ یہ
 عدل ولا زهد مشہور رہتے۔

مدینہ کے گورنر مقرر ہو کر رہا، تو ۱۲۰ اور ۱۲۱ قریب سا سال سے مدینہ
 ہوئے ساتھ ساتھ قیصر، اور وہی حیرت کا بیان ہے۔

کان صمدی عبد العزیز	قوی عبد العزیز کے زیادہ خوش پوشاک
اعطرا الناس و لیس الناس	سب زیادہ خوشبو لگائے والے اور سب
و حیہم فی مشیتہ	زیادہ مشورہ از انہ سے چلنے والے تھے

سیرۃ ابن عبد الملک صفحہ ۲۱ میں ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ امویوں میں سب سے زیادہ عیش پسند تھے جس راستے سے گذرتے اس میں خوشبو پھیل جاتی اور ان کی مغزورانہ چاہ کا نام ہی عمری چال پر دیا گیا تھا اور اس کے حسن اور سنجیدگی سے کوئی دیا اس کی نقل کرتے تھے، رفیقہ ہونے کے بعد انھوں نے سب کچھ چھوڑ دیا لیکن اس چاہ کو نہ چھوڑ سکے۔ ان کے بعد اس قدر نیچے ٹل گئی تھی کہ جو تھے کے اندر داخل ہو جاتی تھی، چادر کا کونڈا شانے سے گر جاتا تھا، لیکن وہ اس کو نہیں ہٹاتے تھے، اور چھپنے کے بجائے عنبر سے نکالتے تھے۔

ان کی خوشبو میں بودیوں کو تک ڈال جاتی تھی، اور دوا دھوی پرنمک کی طرح جبن چھڑکتے تھے۔

یہ تاج بن عبیدہ کہتے تھے کہ روزی حیرت کے زمانہ میں انھوں نے مجھے ایک جہت عسیدہ نے کا حکم دیا میں اس آخری پر خرید لایا، تو اس کو چھو کر بوسہ کر لیا، اس میں کوئی عسوس ہوا ہے، خود حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کو اپنی عیش پرستی کا اعتراف تھا، چنانچہ فرماتے ہیں۔

لحم و زیت و نسی علی الطییب و	پھر مجھے لباس خوشبو اور عیش پرستی کا شوق
لعیش و الطییب و ما علمت من	پیدا ہوا تو میری دانست میں نہ میرے
امور من و من بی و لا یتحکم	خاندان میں اور نہ دوسرے خاندان میں
کان فی مثلہ من حیہ	کوئی شخص اس طرح امیر اور زوردار نہیں
و سیرۃ عمر بن عبد العزیزؓ صفحہ ۲۱	کہتا تھا جس طرح کہ میں۔

ہاس کے متعلق خود ان کا بیان ہے کہ جب میرے کپڑوں کو نوٹ دیکھتے تھے تو میں سمجھتا تھا کہ پُرانا ہو گیا ہے

لیکن خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی ان کی حالت میں دفعۃً انقلاب پیدا ہوا پیسے وہ عمر بن عبدالعزیز تھے، اب عمر بن الخطاب ہو گئے، حسن بصری ہو گئے، امام زہری ہو گئے، چنانچہ علامہ زہبی ان کی قدیم حالت کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

و لكن تجدوا ما استخلف	لیکن جب خلیفہ ہوئے تو خداوند تعالیٰ
و قبيد انما انما بعد في حسن	نے ان کو باطل سے قائل کیا، بد ہوا
السيد و القيام بالقسط مع	اب وہ علی و انصاف میں اپنے نا اقر
جدد لا اهل عمرو في الزهد	کے زہد میں حسن بصری کے اولم میں
مع الحسن البصري في العلم	امام زہری کے مثل ہو گئے

مع الزهري

یہاں ہی سیرۃ جنہوں نے اُن کی قدیم حالت کو دیکھا تھا اور مانتے ہیں کہ خلیفہ ہونے کے بعد اُن کے ہاس یعنی عمامہ قمیص، تپ، گڑتہ، موزہ، مادہ چادر و غیرہ کی قیمت لگائی گئی تو صرف ۱۲ درہم ٹھہری ہے۔

ربیع بن عبیدہ جنہوں نے دس اشرفی کا جتہ خرید کر اُن کے سامنے پیش کیا تھا اور اُن کو کرخت معلوم ہوتا تھا، اُن کا بیان ہے کہ خلافت کے بعد ہی اُن کے سامنے اُن کا ایک جتہ صرف ایک اشرفی پر خرید کر لایا تو انہوں نے اس کو دیکھ کر کہا کہ کسی قند برم ہے یہ

۱۵ سیرۃ عمر بن عبدالعزیز ص ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱،

ان کا بیان تھا کہ میری دل خوشی و شادی میں کاشقی ہو تو میں نے اس معاملہ میں
پنے تمام غلامان پر تفریق حاصل کیا، لیکن اس کے بعد خود ان کا بیان ہے کہ میری
آخرت کی طرف مائل ہوا ہوں اب میں آخرت کو دنیا کے مقابلہ میں برباد کرنا نہیں
چاہتا۔

یونس بن قیسب جنہوں نے ان کو خلافت سے پہلے اس حالت میں دیکھا کہ توند
فصل ہوئی تھی، ان کا بیان ہے کہ خلافت کے بعد اگر میں گنہگار ہوتا تو میرا چہرہ ہونے
ان کی پسلیوں کو گین ملتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالمعز نے جس وقت ہا دلہانہ تھے اس وقت
سب بڑے بادشاہ تھے اور جس وقت سچا خلافت سر پر بٹھا تو بالکل راہب بن گئے
نہم کو شرم، غلو لباس، حدود سر سے ساقب کا نقش کو ۲۲ ہر دو تیار پر لڑخت کر
کے خد لک رہے ہیں ویدیا، پنا پر سب اسطبل خانوں کے داند نہ لئے اور گھوڑوں
اور سائیسوں کا غریح انگا تو حضرت عمرو بن عبدالمعز نے ان کو مختلف صورتیں میں بھیج
دیا کہ لڑخت کر کے ان کو قیمت خدا کی راہ میں دے دی جائے، غلاموں کے لئے تنخواہ
و غیرہ کا سوال ہوا تو تمام صورتوں کے اندھ بھاپا بچا اندھیم بھیج کر کے، اور ان غلاموں کو
اس پر تقسیم کر دیا اور خود براہیم و عم بن گئے، جن کا اثر ان کے تمام سلاہنہ نہ گئے نہ آیا ہوتا تھا
لباس اس پر نہایت مسودہ اور معمولی درجہ کا پہنتے تھے اور ان میں تھوڑے بڑے ربتے
تھے ایک بار قیس کے گریبان میں بندھے اور کچھ دھنل طرن پہنند گئے مہر تھے، ناز

۵۴ میراث محمد بن عبد الوہید رحمہ اللہ ۴۲ ۵۵ بیخاں رحمہ اللہ ۵۶ بیخاں رحمہ اللہ ۵۷

۱۰ میرزا محمد علی قلی خان پیر پور سے مراد ہے، اس کا ذکر ۱۸۵۷ء

جس پر ڈھاکر بیٹھے تو ایک شخص نے کر کہا کہ اے امیر المؤمنین خدا نے آپ کو سب کچھ دے دیا
 کاش آپ خدا کی طرف سے پہنچتے ہیں کہ تھوڑی دیر تک گردن ٹھکائی، پھر سر اٹھا کر کہا کہ
 یہاں نہ رہی تمہاری حالت میں، اور حضور و دیگرہ قدرت کی حالت میں بہتر ہے
 ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے ان کو ایک ایسی قمیص پہنے ہوئے دیکھا جس کے
 پورے دلوں شانوں کے درمیان پیوند تھا ہو تھا بنا

اکثر اوقات جسم پر صرف ایک کپڑا رہتا تھا، درمیانی کو باریک دھوکہ پہنتے تھے،
 میمون کا بیان ہے کہ انھوں نے ایک چادر یا مٹی سے تنک نہیں پہن، وہی ہر جہہ کو پہن
 جاتی تھی، اور اس پر زعفران کا رنگ دیا جاتا تھا، ایک مذہب کے دن مسجد کے
 جانے میں دیر ہوئی کسی نے تاجیر کی وجہ پوچھی تو بولے کہ غلام کپڑے دھونے کو گئے ہیں
 تھا اور اس کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہ تھا بنا

مسند کا بیان ہے کہ میں مرض الموت میں ان کی عیادت کو گیا تو دیکھا کہ ایک عیال
 میں پیش ہوئی قمیص پہنے ہوئے ہیں، انھوں نے ان کی بی بی قاتلہ سے کہا کہ میرا فریضہ
 کی قمیص دھو ڈالو، دوسرے روز گئے تو بہن پر پیرا ہی قمیص نظر آئی، بولے کہ میں نے
 تم کو قمیص اس نے دھونے کو کہا کہ رگ عیادت کو آتے ہیں، ہمیں اس کے سوا ان کے
 پاس کوئی قمیص ہی نہیں تھی

عندنا قضاۃ بیت سہمی کی تھے تھے ایک بار صبح کو گھر سے دیریں نکلے ماس نے
 اہل صبیحہ کو حیاں ہوا کہ کسی پر ناراض تو نہیں ہیں، ان کو اس کی اطلاع ہوئی تو بطور

۱۔ سیرت عمر بن عبدالمطلب ۱۶۱ ص ۱۶۱ نے ایضاً ۱۶۱ ص ۱۶۱

۲۔ سیرت عمر بن عبدالمطلب ۱۶۱ ص ۱۶۱ نے ایضاً ۱۶۱ ص ۱۶۱

احادیث کے گناہ و گناہ میں تے مسودہ و چنے کی دال کھائی، اس لئے نفع ہو گیا، اب مجلس میں ایک صاحب پوئے کہ اے امیر المؤمنین خداوند تعالیٰ تو اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔

لکھو امن لطیف بات ما ہم نے تم کو کچھ دیا ہے اب میں سے
مذقناکم بستر حیریں کھاؤ۔

ہم سے المسدس! تم نے اٹھے مسخ لےئے، اس سے مراد وہ مال ہے جو کسب حلال سے حاصل کیا جائے، نذیر کھانا ملو میں لے

محمد بن زبیر الغضلی کا بیان ہے کہ میں ایک شب ان کے پاس گیا تو دیکھا کہ،
روٹی کے ٹکڑے زیتون کے تیل کے ساتھ کھا رہے ہیں یہ

ایک دن انھوں نے امدہ گھوڑی ایک شخص کو بلایا، وہ اندر پہنچا تو دیکھا کہ
ایک دسترخوان پر ایک طشت رو مال سے ڈھکی ہوئی رکھی ہے اور حضرت عثمان
عمرہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے ہیں، نماز پڑھ چکے تو دسترخوان کو سامنے کھینچ کر
کہا کہ آؤ کھاؤ، کہاں وہ تھر دھیرہ کی زندگی اور کہاں یہ زندگی، یہ کہہ کر روپڑے
در پھر کچ نہ کھایا یہ

ایک بار ان کے خادم کو مال کھانے کے لئے ملی، تو بر لا رو رو مال اس
کی سیئہ نے کہا کہ تمہارے آقا امیر المؤمنین کی بھی یہی غذا ہے، لیکن یہ سہول غذا
میں راندہ خلافت میں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی ہے

مکان قصر و محل لازم مہارت ہیں، لیکن انھوں نے عمر بھر ذی حیثیت سے

۱۔ طبقات ابن سعد ص ۲۰۰ کے ایضاً ص ۲۰۳ کے سیرت ابن عبد الرحمن ص ۱۵۸

۲۔ ایضاً ص ۱۵۲ کے طبقات ابن سعد ص ۲۵۳

کوئی عمارت تعمیر نہیں کی فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہی ہے آپ
دنید سے نصحت جوئے اور اینٹ کو اینٹ پر اور ٹھتیر پر ٹھتیر پر نہیں رکھا گیا
تک کہ ٹھریں ایک بالاش نہ تھا جس کے نیچے کی ایک اینٹ ہتی تھی جس سے آرتہ
چڑھتے وقت گرنے کا خوف معلوم ہوتا تھا، ایک دن آپ کے غلام نے اس کو مٹی
سے بھر دیا، وہ چڑھے تو اس کی حرکت محسوس نہیں ہوئی، غلام سے پوچھا تو اس نے
واقعہ بیان کیا۔ مٹی کو اکھیر ٹوٹو میں لے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر عقیقہ ہوگا
تو ایک اینٹ بھی دوسری اینٹ پر نہ رکھوں گا یہ

گھر میں کسی قسم کا ساز و سامان نہ تھا، ایک رخرق سے ایک محراب بنی اور
ان کے گھر میں جا کر دیکھا کہ کسی قسم کا ساز و سامان نہیں ہے، یہی کہیں اسی دیر
گھر سے چلا گیا اور نے اُٹھ کر ان کی بی بی فاطمہ سے کہا کہ تمہیں جیسے رنگوں
کی گھر کی آادی نے اس گھر کو دیا ہے، اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ
آئے اور اس نے اپنی پاپی روکیوں کی نادر دیوینات کی ترانہ چار کا وسیع
منظر کر دیا کہ

ہل و حیل | بی بی سے بالکل ملکہ گی اختیار رکھیں، ان کی بی بی فاطمہ کا بیان
ہے کہ عقیقہ ہونے کے بعد ان کو کبھی طہر جنازہ کی ضرورت نہیں ہوئی یہ نے
ایک ر کسی نقیب کے یہاں کھایا جیسا کہ امیر مؤمنین جو کہ ہے یہ ہو جائے ہیں یہ
وہ بی بی سے بالکل تعلق میں رکھتے، انھوں نے اس سے ذکر کیا تو بولے کہ میں کی گئی
پر تم امست مستعد یہ کا بوجھ ہو اور قیامت کے دن اس کا مواخذہ کیا جائے،

وہ کیا کرائی نعمت کو قائم رکھ سکتا ہے!

روزِ بیاں جو تھیں ان کو اختیار دے دیا تھا کہ جس کا جی چاہے آزاد ہو جائے
اور جو رہنا چاہیں وہ رہیں لیکن ان کو ان سے کوئی لائحہ نہیں پہنچ سکتا۔
بعد از ان خراجِ کل و دوزخِ حق جس کا ہر کبھی بیتِ اہل پر نہیں ڈالا، ذالِ کمال
جو کہ قس وہ بھی خلافت کے بعد کم ہو گئی، کیونکہ اس پر اہلِ منصوبہ کی واپس کے سلسلہ
میں انھوں نے سب سے پہلے خود اپنی جائزہ لوں واپس کیوں جس وقت خلیفہ ہوئے تھے
ان کی جائزہ دکانا لے کر پچاس ہزار درہانہ تھا، لیکن وفات کے وقت محض کروڑ سو تیرا
رہ گئی؟ ایسی حالت میں اہل و عیال عسرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔

ایک بار عہدِ مشرہ ہی ذکر کیا ان کے بیاں گئے اور ان کے اہل و عیال کی شکستہ
مردمیکہ کر ان کا دل بھریا، بولے کہ یا امیر المؤمنین! آپ اپنے غلہ کو سو سو روپہ
لکھ اس سے بھی زیادہ مشاہرہ دیتے ہیں، بولے اگر قرآن و حدیث کے مطابق
عمل کریں تو یہ بہت کم ہے میں ان کو معاش کے مجبوروں سے بالکل ہنات دلانا
چاہتا ہوں، انھوں نے کہا کہ جب یہ جائزہ سے اور جب کہ آپ خود ان سے زیادہ
کام کرتے ہیں تو آپ بھی مشاہرہ بھیجئے اور اپنے اہل و عیال کو غارِ غیہ ابان کیجئے
کہانکہ وہ بہت محتاج ہیں بولے کہ تم نے یہ بھاری بھروسہ اور بھلائی کی یہ ست
سے کہا ہے، پھر بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھ کر بولے، لیکن یہ گشتِ کل کا کل خود
کے مال سے پیہ اجرا ہے اور اب میں خدا کے مال سے اس میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتا
ان مقامات اربعہ میں ۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۵ء تک سیرتِ عمر بن عبد العزیزؒ کی ۱۰۲
کتابت میں جبکہ غفلت کے وقت اس کی جائزہ دکانا لے کر پچاس ہزار درہانہ دیا

ایک دو گھر میں منرو دیات معاش کے لئے کچھ نہ تھا، ان کے غلام مرزا احمد سہت پریشان رہتے، کہ کیا انتظام کیا جائے، مجھ کو ایک شخص سے پانچ دینار قرض لئے، مرزا کو جو دوا منافع آیا تو وہ بہت خوش ہو کر اس کے پاس مجھے کہ ابھی قرض دے گئے تاجوں، یہ کہہ کر گھر میں گئے تو سر پر ہاتھ رکھ کر بکھلے، اور کہا کہ خدا امیر المؤمنین کو اور دے خدا امیر المؤمنین کو جو دے، اس رقم کو بھی جو ان کی ذاتی رقم تھی بیت المال میں داخل کر دینا۔

ایک بار گھر میں گئے اور بی بی سے کہا کہ ایک درگم میں آگھر خریدنا چاہتا ہوں! بڑی نہیں افرمایا ایک پیسہ ہو گا! انھوں نے طعنے کے بتی ہو اب دیا کہ تم امیر المؤمنین ہو کہ ایک درگم بلکہ ایک پیسہ کی بھی مقد رت نہیں رکھتے! بڑے جنم کی شکریاں دے کر لے لیا، انسان ہے یہ۔

بچوں سے اگرچہ بہت زیادہ محبت رکھتے تھے لیکن اس محبت کا اظہار کبھی یہی نہیں نہ صرف ادب و عشرت کی صورت میں نہیں ہوتا تھا، ایک بار انھوں نے اپنی لڑکی اتینہ کو نہایت پیار سے پاس بلوایا لیکن وہ ذاتی، اب ایک آدمی کو بھیج کر بلوایا، اور نہ آنے کی وجہ پر بھی، اس نے کہا میرے پاس کپڑا نہ تھا، مرزا حکم دیا کہ فرش کو چھڑک کر اس کے لئے ایک قمیص تیار کر دو، جس اتفاق سے لڑکی کی چھوٹی قمیص نہایت دولت مند تھی، ایک آدمی ان کے پاس گیا، اور واقعہ بیان کیا، اصول نے ایک تھان کپڑا بھیج دیا اور کہ کہ تمہارے کچھ نہ مانگو گے۔

ایک بار ان کے صاحبزادے عبد اللہ نے درگاہ کے مانگے انھوں نے ان کو خیار

کے پاس بھڑکی کے پاس بیٹھا دیا کہ، ہمارے کپڑے وہاں رکھے ہوئے ہیں، وہ گئے تو تیار
 لے آئے کپڑے نکال کر سامنے رکھ دیے اور کہا کہ اس قدر ضرورت ہو لے لو انھوں
 نے کہا کہ یہ میری اور میرے خاندان کے کپڑے ہیں، انھوں نے کہا کہ ایر الومین
 کے یہ کپڑے ہیں جو میرے پاس ہیں، عبد اللہ چلے اور حضرت عمر بن عبد المنذر سے
 اللہ بیان کیا، تو لوہے کے ہارے پاس تو یہی کپڑے ہیں، اب انھوں نے مایوس ہو کر
 پائسنا چا اتر کر لے کر اگر اپنا چاہو تو میں تمہارے دلچسپ سے سودیا مار چیل گی
 ہو سکتا ہوں، اور غنی ہو گئے تو انھوں نے سو اٹریاں دلوا دیں، لیکن جب
 اللہ تقسیم ہوا تو اس کو بھر لے لیا۔

اس کی اولاد میں اگر کوئی بیش قیمت چیز کا استعمال کرتا تو اس کو بھی منع کرتے
 ایک بار ان کے صاحبزادے نے انگوٹھی بنوائی، داد اس کے لئے ہزار درہم کا لکڑ
 طرید، حضرت عمر بن عبد العزیز کو معلوم ہوا تو لکھا کہ اس انگوٹھی کو لو دھت کر لاؤ
 اور اس رقم سے ہزار بھوکوں کا پیٹ بھرو، داد ایک سو ہے کی، انگوٹھی خرید کر اس
 یہ جرات کندہ کرالو، خدا اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنی تدبیر پائی۔

وہ معمولاً حشا بھر اپنی لڑکیوں کے سیاں جاکے تھے، ایک رات گئے، داد
 لڑکیوں نے آنے کی آہٹ پائی، تو اقداس اپنے منہ بند کر کے دروازے تک آئیں
 انھوں نے اس کی وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ ان کے پاس شب کے کھانے میں مسہ
 کی وال اور پیاز کے سوا کچھ نہ تھا، اس لئے انھوں نے یہ پسند نہیں کیا کہ آپ ان
 کی نامزد لڑکیوں کو انھیں، اس پر وعدہ پڑے اور کہا کہ اے میری لڑکیو، تم کو اس سے

کیا فائدہ ہوگا کہ تم طرح طرح کے کھانے کھاؤ اور تھکادے پھر قدرتی آگ میں جھونک دیا جائے، یہ سُن کر تمام مذاکیہ لبریل جمیع ماکہ و مدینہ پر پڑیں :-

تفقوی و تفریق | بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو بظاہر جائز معلوم ہوتی ہیں، لیکن اگر طور سے دیکھا جائے تو وہ بھی مشبہہ سے غالی جیسے ہوتیں، تقوی و تفریق کا اتفاق ابھی چیزوں سے ہے، اور بہت کم لوگ ان سے اجتناب کرتے ہیں، لیکن حضرت عمرؓ کی حدیث میں یہ وصف درج ہے کہ تم موجود تھا، مگر کبھی زمینوں کے جہاں وہاں ہوتے اور وہ لوگ روضہ اور ترکاری لاتے، ان سے زمین وہ معاوضہ دے کر ان چیزوں کو استعمال میں لاتے، مگر وہ معاوضہ لینے سے انکار کرتے، تو ان چیزوں کو مستعمل نہ کرتے، لیکن اگر کوئی مسلمان کوئی چیز بیچ دیتا تو اس کو سروسے قبضہ نہیں کرتے، ایک اور انھوں نے سیب کی خواہش کی، ان کے غلام ان کا ایک شخص لٹھا اور ان کی خدمت میں ایک سیب پیش کیا، آدمی سیب سے کہ آیا تو اس کو قبول نہ نہیں کیا، لیکن اعلان فرمایا کہ جا کر کہہ دو کہ آپ کا بیڑہ سپند خاطر ہوا، اس نے کہا کہ تو گھر کی چیز ہے، آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ قبول فرماتے تھے، ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جیسا کہ مشبہہ ہے یہ تھا، لیکن وہ ہمارے لیے رشوت ہے یہ۔

تو کھل | حضرت عمرؓ بھی حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خطرات سے بے پروا کر دیا تھا، ایک بار ان سے بہت سے لوگوں نے کہا کہ آپ کھانا دیکھ لیں، کھانے کا نام پڑھیں تو ساتھ ساتھ پڑھ لیں، کہ کوئی شخص حملہ نہ کرے، شیخے و طاعون میں جیسا کہ نام۔

سیرۃ ابن عبد البرؒ ص ۵۵۰، سیرۃ عمرؓ ص ۱۸۸، سیرۃ عمرؓ ص ۱۸۸، سیرۃ عمرؓ ص ۱۸۸

لکھنا کا طریقہ تھا کہ: یا ہر نکل جائیسی، ہونے کے خوف نہ لگ گیا ہونے! جب ان لوگوں نے
ملت اصرار کیا تو فرمایا کہ خداوند اگر تیرے علم میں ہوندا قیامت کے سورہ اور کسی دلی کے
لہو اب تو میرے خوف کو اطمینان نہ دے گا

چونکہ خوارج کے ناگہانی حملوں سے تمام غلہ دار کی زندگی غیر محفوظ ہو گئی تھی، اس
لئے غلہ دار کی حفاظت کے لئے بہ کثرت سپرد دار رہتے تھے جس کی ابتدا حضرت امیر
معاویہؓ نے کی تھی حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے اگرچہ کلیتہً ان سپرد داروں کو معزوں
نہیں کیا تاہم ان صاف صاف کہہ دیا کہ میں تم سے بالکل بے نیاز ہوں، تقدیر الہی میری
حفاظت کے لئے کافی ہے تم میں جس کا بھی چاہے رہے جس کا بھی چاہے چلا جائے گا
ہاں ایک خاندان حضرت عمر بن عبد العزیزؓ اگرچہ مذہبی حیثیت سے اپنے خاندان
کے شیعہ جہاں دل کو نہ پسند کرتے تھے تاہم ان کو اپنے خاندان کی عزت و حرمت
کا کچھ کم پاس نہ تھا۔

ایک بار خوارج نے ان سے آشنائی مناظر میں کہا کہ جب تک آپ اپنے
خاندان سے بہتری اور ان پر محنت و محنت نہ کریں گے ہم آپ کی طاقتوں
نہیں گے، ہم نے کیا تم نے فرعون پر محنت کی ہے! ان سب نے کہا نہیں بولے جب
تم نے فرعون سے درگزر کیا تو میں اپنے خاندان سے کیوں نہ چشم پوشی کروں درغافل
ان میں بڑے بڑے نیک و بد ہر قسم کے لوگ تھے

ایک بار کسی نے حضرت امیر معاویہؓ کو پوچھا کہ انہوں نے اس کو تین کڑے

۱۔ طبقات ابنی سعد میں ص ۹۹ ۲۔ سیرۃ عمر بن عبد العزیزؓ صفحہ ۹۸

۳۔ سیرۃ عمر بن عبد العزیزؓ صفحہ ۷۷۔

میرے اور تمام سادہ لوحی میں صرف یہی تھی کہ میں کوئی سے حقے جو انھوں نے اپنے او
 سے مارے تھے۔

افزونہ سے محبت حضرت عسکریؑ جو اس بڑا حقہ واقف ہے نہایت محبت
 رکھتے تھے، ان کے چچ محمد اسدی مروان کا انتقال ہوا، تو اگرچہ اس زمانہ میں وہ
 پیرانہ دہلی بسر کرتے تھے تاہم سخی میٹ کر تھک کے بکھریا، سودا خانہ سے
 ایک صرف کل پنتے رہے، تاہم یہی محمد نے بھی یاد پر اپنی مالی حالت بتائی تھی۔

میتوں میں قہر ملک سے بہت زیادہ محبت تھی ایک بار میون بھی میرا سے
 کیا کہ میرا بیٹا قہر ملک میری ٹھکانہ میں ٹھہر گیا، میں نے یہاں سے ہدایت عقل پر تو
 غائب میں گئے میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کے ہم وطنوں کا احترام میں
 دشمنوں کے ساتھ رفق و ملاحظت، دشمنوں کے ساتھ نرمی کرنا صرف ان
 لوگوں کا کام ہے جو انتہاء درجہ کے شریف ہوں، حضرت عمرؓ نے جب عمر بڑھ چکی تھی
 کے لوگوں میں تھے، اس میں خواجہ کارزار ہمیشہ سے غلام کا دشمن رہا ہے
 لیکن حضرت عمرؓ نے ہمیشہ اس لڑکے کے ساتھ رفق و ملاحظت کا برتاؤ کیا
 ایک بار کسی بار، میں نے سید علیؓ قہر ملک کو فاسق اور فاسق زلہ کا پاس ہے
 حضرت عمرؓ نے جب عمر بڑھ چکی تھی، اس نے طلب کی توبہ لے کر میں اس نے آپ کو بڑ
 جھکا، ہے مآپ بھی کہ لیجئے۔

ایک بار چند خارجی کسی کی خدمت میں آئے اور مناظرہ کرنا شروع کیا حضرت
 ۱۰ جہاد ابن سہروردیؒ نے یہ جواب دیا کہ میں سہروردیؒ کے سید محمدؒ کی مجلس میں

مگر یہی عبد العزیزؒ کے جمل جہتیموں نے کہا کہ ذرا گئے اگر میں کو مرعوب کیجئے لیکن وہ
 ان سے نہایت نرم خوئی کے ساتھ گفتگو کرتے تھے یہاں تک کہ وہ سب ایک
 خاص شرط پر راضی ہو گئے کہ جب حضرت عمرؓ قرین عبد العزیزؒ نے اپنے ہمفطین
 کے زانو پر اتار کر کہا کہ جب تک وہ اسے صحبت ہو کسی کو واجب نہیں چاہیے
 خاص جیل کے ساتھ مسجد کے کارزار پیش کیا، تو ہزار وقت میں شرائط کے
 ساتھ جنگ کی گارنٹی دی کہ وہ سب بچے، قیدی قتل نہ کیے جائیں، اور یہی قراب
 دیا جائے، جمالی غنیمت اتار آئے وہ انھی کے بل و حیاں کو واپس دیدیا جائے،
 لہذا اس وقت تک قید رکھے جائیں، جب تک کہ راہِ راست پر آجائیں۔

ان کے نزدیک محتاج اس قدر بغرض شخص تھا کہ اس کے تمام خاندان کو جیل
 میں کر دیا تھا اور تمام قہل کو ہرجا کی قسمی کہ اس کی رد میں اختیار کریں، یہی کہ
 ہاں یہ جب ان کے سامنے تراج ہو جسیدہ نے تھان کو گالی دی تو مدکا اور بے
 سے تراج جب مظلوم ظالم کو خوب بڑا بھلا کہہ کر اپنا بدل لے لیتا ہے تو ظالم کو اس
 پر نصیحت حاصل ہو جاتی ہے۔

ان کے تمام دشمنوں کو ان کی اس ہفتی دعا طفت کا اس قدر یقین تھا کہ
 تہہ سنے جب ٹکڑے ہی میزید السلب کو ان کے حکم سے گرفتار کیا تو اس کے ساتھ
 قید کی حالت میں اس قدر نرمی ملی کہ حضرت عمرؓ قرین عبد العزیزؒ نے اس کو کہا کہ تم آؤ
 کی ماں جو اس کے لئے بستر بچھاتی ہے، اور اس پر اس کو کھانا لے لیں، ہاں
 اس نے خود حضرت عمرؓ قرین عبد العزیزؒ کے قیدیوں کی حالت کو اس میں مدام پر

ترجیح دی، اور اس کا یہ خیال مسیح نکلا چن پڑھیا وہ ان کی ناست میں حاضر ہو کر انھوں نے اس کو بالکل راکھ دیا

اہل حاجت کی مدد جو لوگ محتاج حالت میں تھے، حضرت عمرؓ میں مدد برحق طریقہ سے اہل کربو کرتے تھے، اپنی ہم لغیش کے لئے جو شرطیں مقرر کی تھیں ان میں ایک شرط یہ تھی کہ میرے جانشینوں کو مجھ تک اہل کربو کی حاجتیں پہنچا چاہیں جو خود ان کے پیچھے لے کی استفادہ نہیں رکھتے تھے

ایک بار ان کے سامنے ایک چور پیش کیا گیا، تو اس نے، عیبی کا فائدہ پیش کیا، انھوں نے اس کا فائدہ مستحب کیا اور اس کو اس دہم دوئے سے ایک بار ایک ہند کیا اور اپنی حاجت کو خدمت پروردگار کا کام پیش کیا، حضرت عمرؓ جبہ العزیز نے گردن چھکاں اور انھوں سے مسلسل آسودہ جاری ہو گئے سزا خا کر پچھا کہ تم سب کتنے آدمی ہو؟ اس نے کہا ایک میں اور آٹھ بیٹیاں انھوں نے بہت لال سے سب کے وظائف مقرر کر دیئے اور متعدد ہم ذاتی اور پرہیزگار سے دیئے تھے

جب خمس کے غلاموں کی کثرت ہو جاتی تو وہ اپنا کربو کی خدمت کے لئے ایک غلام اور ہر اندھے کی بہتری کے لئے ایک غلام عطا کرتے تھے یہ تمام تھا کہ جب ان کے ڈاکے پتے، ترجمہ شخص خط دیتا اس کو لے لیتے چنانچہ ایک بار مقرر سے ڈاکہ چلا تو ایک شخص کی بونڈی لے اس کو خط دیا کہ اس کے گھر کی

۱۔ سیرت عمرؓ جلد اول ص ۱۰۱ ۲۔ ایضاً ص ۶۳ ۳۔ ایضاً ص ۶۹

۴۔ ایضاً ص ۶۷ ۵۔ سیرت احمد بن محمد ص ۵۵

اور اس قدر سست ہے کہ لوگ اس کو پھاند کر قیام پڑا لے جاتے ہیں انھوں نے اپنے عامل شریعیل کو لکھا کہ میرے خط کے پہنچنے کے ساتھ ہی خود اجاڑو اور اس کی دیوار اور چھ دیواروں کے ساتھ اس موڑی کو بھی اس کی اطلاع دی جاے۔

حیات و عزاداری | اگرچہ ہر دو ملاہیں بہت کم گھر سے باہر قدم نکالتے ہیں۔ لیکن حضرت عمر بن عبد العزیزؓ ریڑھ و دست و دشمن کی حیات و تعزیت کو بے تکلف جانتے تھے، اور ان کو تسلی دیتے تھے۔

ایک بار اہل تشادہ شام میں بیمار ہوئے تو حضرت عمر بن عبد العزیزؓ ان کی حیات کو شریعیل سے لے کر اور کہا کہ اے قتلاہ پاک و چست ہو جاؤ، اللہ ہم پر مثالیقین کو عیب سے کام لے گا نہ دو۔

ایک بار ایک شخص کا لڑکا مر گیا، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ اس کے پاس تعزیت کو گئے، وہ نہایت صابر و شاکر آدمی تھا، لوگوں نے کہا رخصت و تسیم اس کا نام ہے، ہم نے رضا میں عجز کیا۔

عمر بن عبد اللہ بن عتبہ کے باپ نے انتقال کیا تو حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے اس کے پاس ایک تعزیت نامہ بھیجا، جس میں لکھا کہ ہم آخرت کے دن اپنے والے ہیں، دیا میں اگر قیام کر لیا ہے، مردے اور مردوں کے بیٹے ہیں، تو کس قدر تعجب ہے اس مردے پر جو مردے کو خط لکھتا ہے، اور مردے کی تعزیت دیتا ہے یہ۔

ہرول عزیزی | حدیث شریف میں آیا ہے۔

اذا احب الله العبد قال له وئيل | خداج کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل سے

۱۔ میرت میں جبرائیل ص ۱۲۱ ۲۔ میرت میں جبرائیل ص ۱۲۱ ۳۔ میرت میں جبرائیل ص ۱۲۱ ۴۔ میرت میں جبرائیل ص ۱۲۱

قد احييت فلانا واحياه خيبره حيون
 نصريت دى فى اهل الف حاد
 ان الله قد احب فلانا واحبوه
 فحيه اهل الساد يفتح له
 القبول فى الارض

فلانا۔ کہیں فلاں سے محبت کرتا ہوں قرم ہی اس
 سے محبت کرو اس لئے سر میل اس کی محبت کرنے
 جیسا پھر آسمان کے رہنے والوں میں ساری کرتے ہیں
 کہ خدا فلاں کی محبت نکلتا ہے تو لوگ بھی اس کی محبت
 کرنے لگے، اسناد والے اس کی محبت کہتے گئے ہیں اس کے
 بعد اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں مقبول بنا دیتا ہے

مقبولیت اور پروانہ دینے کی کایہ سب سے بڑا اور سہ سے اور محکم اخلاق کی بدولت حضرت عمرؓ میں
 جب، غزوہ بدر کی وجہ حاصل تھی، چنانچہ وہ ایک بار درمجم جمع میں ان سے گندے کو لے لیا اور لوگوں
 کی نگاہیں اٹھ گئیں، یہیں ان ابی سہارہ جو متذکرہ بالا حدیث کے راوی ہیں وہ بھی اس لمحہ
 میں موجود تھے، انھوں نے یہ حالت دیکھی تو اپنے باپ سے کہا کہ میرے غیاں میں خدا ان کو
 محبوب رکھتا ہے، انھوں نے اس کی وجہ پوچھی تو بولے کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی جگہ
 ہے اس کے بعد یہ حدیث بیان کی گئی

صرف مسلمانوں کی خصوصیت نہیں بلکہ ان کے اہل انصاف نے ان کو غیر قرم کی
 جگہ ہوں میں بھی محبوب بنا دیا تھا، ایک بار ان کے صاحبزادے عبدالعزیز بن عمر بن ابی سلمہؓ
 کا گندہ جریہ سے ہوا تو ایک راہب جو کبھی اپنے صومعہ سے باہر نہیں نکلتا تھا، نکلا، اور چوہا
 کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں کس غرض سے اپنے گوشہ تنہائی سے باہر آیا ہوں، انھوں نے کہ
 ہیں، اس نے کہا صرف تمہارے باپ کے حق کی بنا پر کہیوں کہ تم ان کو ائمہ عدل ہیں پاتے ہیں

علماء کی فتروانی

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کو ہرچہ عداوت کے تعلق سے ہر قسم کے لوگوں سے میل جول رکھنا پڑتا تھا تاہم اس کا اصلی میٹھاں ابی ظلم کی طرف تھا، اس لئے مختلف طریقوں سے ان کی تندرستی کرتے تھے۔ یہی بنیاد رکھنے کے لیے تمام مسائل شروع ہوئے ان سے مشورہ لینا شروع کیا، تو ہدایت کی کہ حسن بصری سے مشورہ لینا کافی ہے، اور کوئی ایسا نہ کرتے تھے تو لازمی طور پر سید بن مسیب سے مشورہ لیتے تھے۔

ایک بار ایک آدمی کو امن کے پاس کسی مسئلہ کے دیالٹ کرنے کے لیے بھیجا، اور وہ دن کو بلا لایا، برے کے قصاص نے غلطی سے آپ کو تکلیف دی، ہم نے صرف یہ کہا تھا کہ آپ سے صرف مسئلہ پرچہ کے چٹا آئے۔

بیشک علماء کا ذکر کرتے رہتے تھے، بصری سید کا انتقال ہو، تو انہوں نے کئی کاموں میں نہ چھوڑا اور عبد اللہ بن عبد اللہ کا انتقال ہوا تو اس نے لاکھوں روپے کا صلہ دیا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کو دونوں کی صحت کا حال معلوم ہوا تو پوچھے کہ اگر دونوں کا ایک ہی انجام ہوتا تو میں عبد اللہ بن عبد اللہ کی زندگی کو ترجیح دیتا، اس پر مستند بن عبد اللہ نے کہا کہ قبر بن سعید کی سزا زندگی اختیار کرنا آپ کے

خاندان میں خودکشی کرتا ہے، بدلے جو کچھ ہو، لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اہل فضل کے فضل کا تذکرہ چھوڑ دیں !

اکثر علماء سے اُن کے دوستانہ تعلقات تھے اور جب اُن میں کوئی آسمان تو اس نہایت گرم چوٹی سے طے، اور اس سے صہمت خاص رکھتے، ایک بار ایک عالم سے اُن کے دوست تھے آئے، تو اُن کو، بچے پاس لٹھیا یا ادا لعلوت میں سے جا کر دیکھ گھست کر کہتے رہے۔

۱۰ طبقات الہی، سورہ جلد ۵ ص ۲۰۸ ۱۱ ایضاً ص ۲۱۵

شاعری و خطابت

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کو اگرچہ شعر و سخن کا ذوق نہ تھا، تاہم کبھی کبھی اعلیٰ اشعار کہتے تھے، اور کبھی کبھی دوسروں کی زبان سے سنتے تھے چنانچہ کثرتاً انی ہجری ۲۹ء اپنی کتاب کے تیسری باب میں اس قسم کے اشعار مکرر کر دیا ہے، ایک لمبی خاصہ کے معہ بھی تھے جو تہذیب میں دلچسپی دیتے تھے۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے خطبات و موعظتیں بجز ان میں ہیں کہ قحط الہی ہجری ۲۹ء میں کتاب کے تیسری باب میں جمع کر دیا ہے، مزید وہ بالکل تاریک و غم اور عاتبات و تہذیب بطلانی کے قالمیوں میں نمایاں ہوتے ہیں، اور حلقہ کہتے ہیں انہی کی زبان سے کہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جب یہ خطبہ لیا تو تمام خطباء و شعراء و قلم کاروں سے الگ ہو گئے، اور قہقہہ و زناد مٹے گا کہ جب تک ان کے قلم نعل میں تفت و گرمی ان کو چھوڑ نہیں سکتے تھے۔

ارباب صحبت

خلافت سے پہلے اگرچہ حضرت عمر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ مزاج لوگوں سے رکھتے تھے لیکن غلیظہ ہونے کے ساتھ ہی اطوار نے تمام سامان میں بطور بے اس قسم کے اجاب سے بھی قطع تعلق کر لیا۔ چنانچہ خلافت کے بعد جب لوگ ان میں آئے، تو انہوں نے صرف نیک اور پر میر گار لوگوں کو بار بار بلایا کا موقع دیا، ایک قدیم دوست کو اس شرف سے محروم رکھا، بعض لوگوں نے اللہ سے اس میں نفستہ ہوئی، تو بولے میں طریق ہم نے رنگین کپڑے چھوڑ دیئے، اس طریق مزاج دوستوں سے بھی غلطی اختیار کر لی۔

حضرت عمر بن عبدالمطلب سے پہلے علقا کو بڑی طرح میں سبک لڑا وہ مجبور کا ہوتا تھا، اس بنا پر جب حضرت عمر بن عبدالمطلب کے توجہ اور عراق کے شعرا نے ان کے دیار کا رخ کیا، اور تمام بڑے بڑے شعراء مثلاً نصیب، جبر، قرظہ، دق، اقرص، اور اطل و غیرہ آئے اور صیغوں کی تمکین، لیکن یہاں مجلس کو رنگ دلا ہوا تھا، شعرا کی کوئی قدر و ثنی نہیں کی جاتی تھی، انصار، نقباء اور اطوار سے جاملے جاتے تھے، اور ان کو خواص میں داخل کیا جاتا تھا، مجبور، بعض شر

ایک کلیہ سے اعانت طلب کی دفعہ اپنی گسٹ ہاؤس کی کانفرنس میں کیا ہے

پاؤنڈ الف ری المرحفی عیالہ ہذا لقمانا ان قد مضی ذہی

معمود قمار ہی جن کا شمار ملک رو ہے یہ تیرا زمانہ ہے میرا زمانہ کر گیس

اہلہ عیالہ ہذا عکت وایقہ اقلی الی الی بکے مصروفی قد

ان کا وسیعہ طور ہی کہ یہ پیام پیاد کریں حد تک ریزروں میں جو کہ اب ہیں

بہر حال تو یہ عید ہوا نے لکھنؤ کی مجالس کا جنگ بالکل بدل دیا، وہ اپنی محبت

کے لئے صرف دل رو نقد کو انتخاب کیا جس میں میٹون لیا مٹون، نقار لیا میٹون،

اور دیکھ لیا عیدہ کا شمار خوش میں تھا، اداؤں کے علاوہ اور عید بھی تھے، ایسی

تھی کہ وہ چاہتا ہے کم تھا لے

محرم حسرت ہی عید الحسنہ بڑے کے نزدیک، باب صہبہ میں خصوصیت کے

بہانہ میں اوصاف کا عید نامہ لکھی تھا ان کی تصریح افسوں نے خود ہی کر دی تھی یہی کہ

۱۔ اگر میں نصاف کی راہ نہ پاؤں تو صہیری رہنمائی کرے۔

۲۔ نیکی کے کاموں میں میرا مددگار ہو۔

۳۔ جو رنگ مجھ تک پہنچنا چاہتے ہیں پہنچا سکتے نہ کہہ تک ان کی حاجت پہنچا

۴۔ میرے پاس کسی کی تعمیرت نہ کرے

۵۔ میرا نہ لگوں کی جہانت نہ کہے اس کو لو کہے

عام معمول تھا کہ ابتدائے شب میں خلعت کا کام انجام دیتے، آدمی رات

بہاں قیام کے ساتھ شریک صحبت ہوتے، انداز شب میں جہانت کرتے

ایک دن مینوں بن مہرن سے کہا کہ پاپ اس مصروفیت کے ساتھ کیونکر کرے گا
 ایک اور سے اپنی صحبت سے عقل ہار اور ہوتی ہے یہ

ان جہاں کی صحبت میں امور غلات کے متعلق مشورہ لیا جاتا ہے اور راجہ
 کو آتیں ہوتیں مینوں بن مہرن کا بیان ہے کہ میں ایک رات ان کی صحبت میں
 تھا تو بھروسے ایک منگڑو غلط کہتا

سن میری عمر بن عہد عزیزیہ ص ۱۲۴ سنہ طغقات بن سعد ص ۲۹۲

سنہ طغقات بن سعد ص ۲۹۴



اعمال و عبادات

میں دیکھنا [حضرت مسعود بن عبد العزیزؒ] کی رہنمائی کا سب سے زیادہ پراثر منظر صرف باتوں کو نظر میں رکھنا تھا جو اس کی عبادت گاہ کی کاہل وقت تھی، اس مقصد کے لئے گھر کے اندر ایک گروہ مخصوص کر دیا تھا جس میں گھل کے ستے جوئے پکڑے رکھے دیتے تھے، وہ بات کا پھل پر ہوتا تو دن کے پکڑے، ہمارے لئے، اور ان کے ہوا کو چین کر مناجات اور گریہ و بکایاں مصروف ہو جاتے، اور صبح تک مصروف رہتے، صبح ہوئی تو ان کے پاؤں کو تھک کے صندوق میں رکھ دیتے

مرنے سے پہلے اس صندوق کو ایک فدام کے پاس لٹا رکھ دیتا تھا، اس کا ایک روایت میں ہے کہ اس کو دریا میں جا دینے کی وصیت کی تھی، چنانچہ اٹھنا، جان کو اس صندوق کا حال معلوم ہو تو غلام سے طلب کیا، اس نے کہا کہ اس میں الٹا رکھا ہوا ہے، لیکن 'ن' کی عرض و طبع نے اس کا عقب رہیں کیا، اور صندوق کو اٹھا کر یزید بن عبد الملک کی خدمت میں لے گئے، اس نے تمام خدشات کے سامنے کھڑا، کوئل کے چمکے ہوئے نکلے جن کو دیکھ کر ہنس کر رہ گئے تھے

عام محرم یہ تھا کہ شام ہو کر کے بعد از صبح رات تک امور غلات انجام دیتے تھے، نوچنی رات کے بعد غلام سے صحبت رکھتے، اور رات کا پچھپا پھر عبادت گاہ کی تیاریاں کر

ساز فخر پڑھنے کے بعد پھر اسی جہرے میں پچھے جاتے، اور اس وقت اس میں کوئی دوسرا نہیں جاسکتا تھا۔

نہسارا | سانبھٹا نہسایت مستعدی کے ساتھ اذان پڑھتے تھے، مگر میں مغرب کی طرف ایک جہر کا بشارکت اگر مودن اذان دینے میں دیر کرتا تھا تو آؤں بھیج کر کہو اوریتے کہ وقت آگیا ہے

مؤذن اذان دیتا تو کوسٹل کرتے کہ اذان کی آواز کے ساتھ ہی مسجد میں داخل ہو جائیں، اس غرض سے ۱۲ مؤذن لازم رکھے تھے کہ گھر سے نکلنے تک اذانوں کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پڑے، لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تمام مؤذنین کو اذان کہنے کی ضرورت واقع ہوئی ہو، اکثر پہلی ہی اذان میں گھر سے براہ مہر جاتے، اور دوسری یا تیسری اذان میں تو ضرور ہی داخل مسجد مہر جاتے، اذان دینے کے بعد مؤذن بھلا اور کہتا کہ "اسلام علیکم ایہ المؤمنین ورحمۃ اللہ" یہ فقرے ادا بھی نہ کر چکتا تھا کہ وہ نماز کے لئے، شہ کھو مہرتے تھے

جمعہ کے دن کا نہایت احترام کرتے تھے، اور عید اور جمعہ میں پیدل جانے کا حکم دیا تھا، دوائے خار میں بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنن و آداب کا اتباع کرتے تھے، حضرت انسؓ ہی مالک کا قوس ہے کہ میں نے اس سے لیا وہ کسی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھے

زکوٰۃ | ہمیشہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے تھے، تمام کاروبار کا یہ ہے کہ ایک ہمارا حق

لے میرت عمر بن عبدالمطلبؓ ۶۱۹ھ میں ایضاً ۵۹ھ کے طبقات میں سورۃ ۲۵۱

۵۹ھ میں میرت عمر بن عبدالمطلبؓ ۶۱۹ھ میں ایضاً ۲۶

۱۲۰ اور کم و بیش اور کہا کہ یہ میرے مال کا حصہ ہے، بیشک دوستوں اور جمعہ کے
بروکر ہر کھتے تھے

تکلفات اور انہ علی الصبح قرآن مجید کی تلاوت کی سی تلاوت کرتے، اور رات کے
اوقات چپ سوئے تھے تو صائت دردناک مجھ میں قرآن مجید کی یہ یتیں پڑھتے،

اللہ ربکم وددادی خلق السموات
والارض ۛ

اللہ من یمن القرآن ان یتجدد باسنہ
وہ آج اور وہ لوگ سوئے ہوئے ہیں۔

بعض اوقات ایک ہی سورت کو بار بار رات بھر پڑھا کرتے تھے، چنانچہ
ایک رات سورۃ نحل شروع کی تو صبح تک پڑھتے رہے، اگر کوئی طرف کی آیت آتی
تو تفسیر و تہلیل کرتے، اگر رحمت کی آیت آتی تو دعا کرتے تھے

قرآن مجید کو سن کر ان پر محویت کا عالم طاری ہو جاتا تھا، ایک بار کسی شخص
نے ان کے سامنے مشرّف مجید کی ایک سورۃ پڑھی تو حاضرین میں سے ایک صاحب
بول اٹھے کہ اس نے پڑھنے میں فطی کی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے یہاں
کو کہہ کر ان مجید کے نسخے کے بعد ان کو فطی نکالنے کا ہوش تھا ہے

جب ان آیتوں کو پڑھتے تھے تو ان کی زبان بہت کا ذکر ہوتا تو بے ساختہ
پڑھتے بے ہوش ہو جاتے، اور صبح تک ان پر از خود مستگی کی کیفیت طاری ہوتی تھی

۱۔ سیرۃ خیرۃ المومنین ص ۲۶۱ نے طبعات، ابی سعد ص ۲۵۵ نے سیرت خیرۃ المومنین ص ۱۰۰
۲۔ طبعات ابی سعد ص ۲۸۰ نے سیرت خیرۃ المومنین ص ۱۵۱ نے بیضا ص ۱۰۱ نے بیضا ص ۱

مناجات و دعا | بیشہ سجدت و دعا میں مصروف رہتے، چنانچہ عام میں جو زی
نے خود دعاؤں کو اپنی کتاب کے آئینوں باب میں نقل کروا دیا ہے۔

گریو و پیکار | طبیعت نہایت اتر پذیر پائی تھی اس سے اکثر اندر گریہ و
سوہا یا کرت تھا۔ ایک بار شہدینا پھاہتے تھے، برکت سعد و نعمت کے ہر کوئی گزرتے
ہر کوئی شخص ان کو سزا نصیب کرتا، راستہ انہی عہد کی کوئی پڑا اثرایت سستے تو
دفعہ رد پڑتے چنانچہ صرف یہ مدت اور نصیحت پذیری کے عنوان میں اس قسم کے
واقعات گزر چکے ہیں، ان کی بلی کا بیان ہے کہ جب گھر میں آتے تھے تو اپنی
مہم میں ہمارے متصل مدتے رہتے، یہیں تک کہ آٹھ بج جائے جب جاگئے تو پھر
اسی مغلطہ میں مصروف ہو جاتے یہاں تک کہ اسی میں رات بسر ہو جاتی تھی

خشیت الہی | ادب میں اہل سنت سے طرز و صورت گزرتے ہیں جی کا وہ بیشہ
تخلیص اس سے رزق تارتا تھا، لیکن اس باب میں حضرت عمرؓ کی عہد و چو کو ہم
چوبے ان لوگوں سے ممتاز کر دیا ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز انسان کے اس کو ملت کوئی
ہے اسی کے اس کے دل کو نہ دیکھا تھا چند روز وہ انسان کو قہا سے اکل خانہ کر
دیتے ہیں، لیکن حضرت عمرؓ کی عہد و چو کے دل کو انہی نے غوث نہ کا اسٹیشن بند
تھا، چنانچہ ایک بار غصہ سے خود اپنے ایک لڑکے کو لگا کر کہ۔

”ہر کی غلطی اور غلطی کا سبب زیادہ مستحق ہندو ہے جو نصیب
بتا ہر میں میں کہیں ہوں خدا کے زاد ایک لمحہ سے زیادہ صحت و رہا
دینے والا ہے کہ سے زیادہ ذلیل و اگر وہ خدا کی طرف بل کر سے اکل

میں ہے میں اس معاملہ میں کشتوں گرفتار نہیں، اور مجھے ٹوٹ ہے کہ
 میسر ہی طاقت کا سبب ہو جاتا ہے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے
 لئے روانہ ہونا چاہتے ہو تو اسے براہِ دین میری خوشی ہے کہ سب
 تم صوفی جنگ میں کھڑے ہو تو اسے غلام کرو کہ وہ مجھے شہادت عطا
 لہائے، البتہ کہ میری حالت نہایت سخت اور خطرہ نہایت عظیم ہے
 ہے یہ۔

عام معمول یہ تھا کہ نماز عشاء کے بعد اپنی مسجد میں بیٹھ کر دعائیں کرتے اور دے
 جاتے، یہاں تک کہ آنکھ لگ جاتی، پھر آنکھ کھلتی تو یہی مشق جاری ہو جاتی یہاں تک
 کہ وہ بارہ سو جاتے اور پھر تم باہر اس طرح گزر جاتی تھے
 ایک دن ان کی بی بی فاطمہ نے اس کی وجہ پوچھی تو بولے کہ میں نے سوچا تو مجھے
 معلوم ہوا کہ میں اس امت کے چھوٹے بڑے اور سیاہ و سفید قسمت کا ایک بڑا
 کرم کرنے کے لئے، غریب، محتاج، فقیر اور گم شدہ قیدی اور غنی کی طرح اللہ
 لوگوں کو یاد کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ خدا ان کے واسطے میں مجھ سے سوال کرے گا اور
 میری خدمت میں ان کے متعلق کچھ پوچھی کریں گے اس لئے اس تصور سے مجھے
 جان کا خوف پیدا ہو گیا، میرے آنسو جاری ہو گئے، اور میرا دل خوفزدہ ہو گیا اور
 مجھ میں قدر اس کو یاد کرتا ہوں میرا خوف بڑھتا جاتا ہے۔

ان کی بی بی فاطمہ بہت حد تک، کایاں ہے کہ وہ دروگوں سے زیادہ رہنا
 پسند کرتے، اور غنہ رکھتے تھے، البتہ ان سے زیادہ کوئی شخص خدا سے نہیں ڈرتا تھا
 نے بہتات کا سہارا کر کے جو لوگ اس سے زیادہ نہیں ڈرتے تھے وہ لوگ اس سے زیادہ نہیں ڈرتے تھے

اپنے بستر پر بھی خدا کو یاد کرتے تھے قرآن کی تلاوت سے گن گشتک سے زیادہ کا پتہ
تھے۔

خوف موت اور سلاطین کے یہاں راتوں کو بزم عیش و طرب منعقد ہوتی ہے
لیکن حضرت عمرؓ اور معاویہؓ کے یہاں رات کو نفل و جمع ہو کر سو بھرتی است
کا ذکر کرتے تھے اور اس طرح رات بے نیغہ گریا ان کے سامنے بل نہ لگا ہوا ہے۔
اور صبح کے خوف سے رات بھر جاگا کرتے تھے اور اس پر غور و فکر کرتے رہتے
تھے۔ ایک راہروں نے اپنے ایک ہم نشین سے کہا کہ میں غور و فکر میں رات بھر
بھاگتا رہا، اس نے کہا کس چیز سے متعلق غور و فکر کرتے تھے؟ بولے قبر و اجل و قبر
کے متعلق، تم اگر مردے کو زمین دلی کے بعد قبر میں دیکھو تو باوجود اس کی توانست کے
تم اس کے پاس جانے سے وحشت نہ ہو گے، اور ایسا گھر دیکھو جس میں کیرے
رینگ رہے ہوں گے، پرپ پر رہی ہوگی اور کیرے میں تیر رہے ہوں گے،
کھنے کے بعد چپکیاں بندھ گئیں اور بے ہوش ہو کر گر پڑے، اور اسی حالت کے بعد
جی بے حاشیت عود کر رہی ہے؟

سیاسی کام میں مصروف اور ضرورت کے اقتضائے انجام دینے ہانے
میں لیکن حضرت عمرؓ اور معاویہؓ کے نظام سلطنت کی بنیاد صوفیوں کی موت
پر قائم تھی، وہ جو کچھ کرتے تھے صوفیوں کے لئے تھا، اور صوفیوں کے عود سے
کرتے تھے۔

وہاں یہ لڑیکا بیان ہے کہ، انہوں نے ایک بار قرآن کو کھاکر کھانے سے باز رہا

حکومت کا بہت کرتے ہو، اب میں جو حکام لکھ بیچوں میں کوئی نافرمانی نہ کرو، کیونکہ حکومت کا وقت ہم لوگوں کو معلوم نہیں ہے۔

خوف قیامت | روز قیامت سے تمہاری خائفہ متھے تھے، شیخ بن حوشب کا لڑکا ہے۔

"میں نے مسیح بھری اور مسیح بن حیدر اور بنی سے زیادہ کسی شخص کو قیامت سے ڈرانے والا نہیں دیکھا، مگر اللہ صرف انہی دونوں کے لئے پیدا کی گئی تھی۔"

اور حضرت مسیح بن عبد العزیز کی زندگی کے تمام واقعات اس کی گواہی دیتے ہیں۔

ایک دن اپنی لمبائی قلم کے پاس آئے۔ وہ کہا کہ وابق میں ہمارا لہذا اس کے پاس سے لیا وہ خوب شگوار تھا، یہ کہہ کر ان کو اس زمانہ کی عیال و عسرت کی یاد دلائی، قلم نے کہا کہ غصہ کی قسم آج آپ اس زمانہ سے لیا وہ اہل مقدمات اور صاحب اختیار ہیں، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے پہنچنا تو غم ناک لہجہ میں کہتے تھے اے قلم کہ اسے قلم اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو میرے دل کے خطاب سے مجھ سے تاہم اس پروردگار سے کوئی گریہ نہ پڑے، اور کہا کہ خداوند ان کو دوزخ سے نجات دے گا۔

ایک بار سفر میں تھے کہ ان کا اب بے گھر ہو چکے تھے، اس لئے وہیں گئے۔

حکومت کا اس وقت تک کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ ۱۹۴ھ میں ہجرت عمر بن عبد العزیزؓ ۱۹۴ھ

میں ہجرت عمر بن عبد العزیزؓ ۱۹۴ھ

فرار ہے ہیں، پھر ٹھہر گئے ہیں نے خیال کیا کہ دم ٹھکل گیا، پھر ہوش میں آئے اور چلائے ،
 لا سوادہ سبحانہ و پھر اُچھلے اور تمام گھر میں پھر پھر کر کھینچے گئے ، انیسویں اُس دن جس میں
 ٹھک بکھرے ہوئے پردوں کی طرح اور پاؤں ٹھل ڈھکے ہوئے اُن کے ہوں گے ۔
 پھر گرے اور اس طرح گرے کہ مُردہ معلوم ہوتے تھے ، یہاں تک کہ مرنے والے نے بیدار
 کیا ۔

ایک دفعہ میں یہ آیت پڑھی ۔

وَقُلْ هُمْ اَنْفُسُهُمْ وَلَهُمْ لَافِزٌ لَّدُنْ
 اللہ سے جوابہ کہ ان سے سوال ہوگا ۔

اس کا اثر یہ پڑا کہ ہمارا ماسی آیت کو پڑھتے رہے ، اور اس سے آگے نہ بڑھ سکے
 ایک بار سر منبر یہ آیت پڑھی ۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّفْسَ لَوْمِئَةً
 قیامت کے دن ہم انفس کی تزلزل و کھڑکی کرینگے

تو خوف سے ایک طرف کو جھک گئے کہ باز میں پر گر رہے ہیں ۔

خوف عذاب اللہ قیامت کے علاوہ اُن کو دنیا ہی میں ہمیشہ مذہب الہی کا خوف

لگا رہتا تھا ، ایک بار زور سے بول چلی تو ان کے چہرے کا رنگ سیاہ پڑ گیا ، ایک شخص نے

پوچھا امیر المومنین آپ کا یہ کیا حال ہو گیا ؟ بولے وہاں میں جو قوم تباہ ہو گیا ہے اس کو ہوا

اسی کے تباہ کیا ہے ۔

عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کا ادب و احترام ہر

مسلمان کا جزو و ایمان ہے اور حضرت عسکری علیہ السلام کے اجراء نے ایمان کا یہ جزو

سب لڑیاں تھیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متبرک یادگاہ دل میں اُنھوں نے

یہ سیرت شریفہ و معجزہ ص ۱۰۰ تا ۱۰۱ ، ایضاً ص ۲۰ ، ایضاً ص ۱۹۱

چٹک، گتہ، پیادہ چاند پٹی ترکش درخصا کر یک کر ٹھری میں محسوس رکھا تھا۔
 بعد میں اس کی زیارت کرتے تھے، مگر کبھی دستبردیش کا جامع ہر جاتا تو ان کرے با
 کہ حق مقدس یا دگاروں کی زیارت کر داتے اور کہتے کہ اس مقدس و سنگ کی
 یہ مٹ ہے جس کے ذریعہ سے خدا نے تم لوگوں کو فرستادہ دی ہے :

اس سر یہی سہاگ کے عہدہ گزریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی یادگار
 مل جاتی تھی تو مسودہ آنکھوں پر رکھتے، اور اس سے برکت نڈوز ہوتے دیکھتے
 منیٰ اللہ علیہ وسلم نے ایک صوبائی کو ہاگیریا دی تھیں، اور اس کے متعلق ایک سر
 مکتوبی قس مائن کے نام سے لکھا کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کو دیکھا
 لکھا کہ تو اس کو فرم کر کہ شخص پر شک کیا تھا

اشتبہ ہونے لگا تو سب زیادہ اسی ریلوے طرف کی فکر ہوئی، چنانچہ وہ سب
 کی دکھائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہندو منے ہا ملک و مائن پاک کے مائن
 مگر مئی شخص، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب کوئی گستاخانہ کلمات تہی
 پر سخت برہم ہوتے، ایک بار ان کی پیش میں ایک عمر پیش کیا گیا جو دو مسلمان خا
 یکوں اس کا ہاں کا لکھا حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے کہا کہ میں جریں کی دیکھوں
 یہ کسی کو گریں لیں مائن، مگر خدا نے بے ساختہ جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ہاں کا کفر آپ کے لئے کچھ نہیں ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کے برابر گدا جاوے یا سب تیرا گدا نہیں ہے۔

۱۔ سب کو یہاں پہنچا دیا گیا اور ۱۱۱۱ء کے بعد اختار تارکہ سب کو ملنے کے طقات

۱۱۱۱ء کے بعد کو یہاں پہنچا دیا گیا اور ۱۱۱۱ء کے بعد اختار تارکہ سب کو ملنے کے طقات

حضرت اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب و تعلق تھے اگرچہ
 اہل بیت کو تمام مسلمانوں کے نزدیک عزیز تر نہایا تھا لیکن بنو امیہ کا یہ مدان بتدریج
 ان کے سیاسی مصالح کی بنا پر ان کا دشمن بن گیا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز بھی
 اسی مخالفانہ کے ایک رکن تھے، اور ان کے لئے تک اس بقص و بددلت ہامیر اس
 قدر چلتا مہر گیا تھا کہ غلام بنی نمو بیت کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام بھی نہیں
 لیا جاسکتا تھا یہ سب کچھ اہل بیت کی محبت میں اس قدر محمود و سرشت رہ
 تھے کہ ایک ہادوگر زری مدیہ کے زمانے میں ان کے یہاں قیام بیت علیہ السلام میں انھیں
 نے کچھ کام پر وہ روئے اللہ لیاہوں کو گھر سے نکلا دیا پھر تنہائی میں سے جا کر ان
 سے ہمارے دستبر علی رضا صوفیہ میں پہنچے کوئی خانہ بدست تم سے نہ یہ وہ عربیہ نہیں
 تھے، تم لو دیر سے مخالفانہ سے نہایا لکھے عربیہ مہر

ان سے پہلے غلام بنو امیہ نے حضرت علی کی نسبت الامت امیر و فخر ہے جب
 انھیں شامل کر دیئے تھے حضرت حسن بن علیؑ نے ان لغزوں کو خطبہ
 میں راجع کر دیا، چنانچہ کثیر غزوۃ و غزائی نے ایک قصد سے اس کی طرف مارتا
 تھا کچھ سے اشارہ کیا ہے

اہل بیت فخر تشتم علیہ و آلہ و عقبہ بریہ و بد تقیہ مقالہ مجوم

الحمد للہ کے کرتوت و افعال کو ان دنوں بد مذہبوں کو قذایا و تحسیر میں کی بات پر گریخت کی
 کی قسم کے فقروں کے بجائے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کے ذکر

۱۔ بیوت عمر بن عبد العزیز ۲۰ ص ۱۶۱ طبع طبعات ص ۲۳۵ ۲۔ طبعات ابن سعد تذکرہ

۳۔ عبد العزیز دہ ص ۲۹۱ و تاریخ الخلفاء ص ۲۳۳

سے رابطہ ختم ہوتے تھے۔ ایک رات کے میں غصہ لڑاؤ کا تذکرہ ہوتا ہے
نے قسمت لوگوں کے نام لئے، لیکن انھوں نے کہا کہ دنیا میں سب ریاضہ
فلانی بلکہ طالب علم ہند ہے ۹

حضرت بہارست کی کائنات میں جو لوگ دنیا سے ہرگز نہیں
جی رکتے تھے ان کے ساتھ وہی قسم کے قیامت منسوب کرتے تھے مثلاً
دوسرے اصل زہرہ و سلم کے ساتھ لڑے۔ ایک بار ان کی بیٹیوں کی خدمت
میں حاضر نہیں تو حضرت فرمیں کہ: "خود اپنے گھر گئے۔" لڑائی پر ان کے
لڑاؤ کی جگہ پھر اور ان کی قیامت میں پھر کی گئی ۹

ایک بار حضرت قل کریم اللہ و جبرائیل علیہ السلام حضرت علیؑ کی خدمت میں
حاضر ہوا اور کہا کہ میری عمر میں ایک ترس کا رہنے والا ہوں، تو میری عمر
بچے زاد ہے لیکن میری عمر کے رہنمائی میرا ہم سنگ نہیں ہے حضرت فرمیں
کہ: "خود اپنے گھر گئے۔" لڑائی پر ان کے بیٹیوں کی خدمت
میں حاضر نہیں تو حضرت فرمیں کہ: "خود اپنے گھر گئے۔" لڑائی پر ان کے
لڑاؤ کی جگہ پھر اور ان کی قیامت میں پھر کی گئی ۹

۱۔ حضرت علیؑ کی خدمت میں ۲۲۔ حضرت علیؑ کی خدمت میں ۲۳۔

۲۴۔ حضرت علیؑ کی خدمت میں ۲۵۔

ایک ہر ماہ نو جو نیز کے بست سے ٹک صاف ہر ستر بیٹھے ہوتے تھے
 یہی طرح نے حضرت عبداللہؓ کی فہم کے بعد کسب سے پتہ چل گیا کہ رات
 کو بقیہ نے دیکھی تو چل کر کہا کرتی تھیں کہ سب کے ککے ہی ٹیکے
 ہیں ہوں کہ میں جانتی تھی کہ ایک ہر ماہ نو جو نیز کے بست سے ٹک
 صاف ہر ستر بیٹھے ہوتے تھے۔ جب کے لوگ وادوہ کا شہر کے
 ہر ماہ نو کے تھے۔ شہر کے ہر ماہ نو کے تھے۔ شہر کے ہر ماہ نو کے
 کے اندر کچھ وقت دیکھا کہ اس میں جانتی تھی کہ سب کے ککے ہی
 ہوں کہ میں جانتی تھی کہ ایک ہر ماہ نو جو نیز کے بست سے ٹک
 صاف ہر ستر بیٹھے ہوتے تھے۔ جب کے لوگ وادوہ کا شہر کے
 ہر ماہ نو کے تھے۔ شہر کے ہر ماہ نو کے تھے۔ شہر کے ہر ماہ نو کے

تہ بنے سے ان کو اس قدر بے بسی تھی کہ سب وہاں سے قلم کر چکے تھے اس کی
 طرف دیکھ کر ترغز کے دیکھا اور پتہ چلا کہ ہم سے کیا کریم ہوں میں سے تو
 میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے
 میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے
 میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے
 میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے

بہت ہی عجیب و غریب ہے کہ ہم انہیں دیکھتے

کہ ہم انہیں دیکھتے

کارنامہ سائے زندگی

تجدید و اصلاح

مذہب سیاست، اخلاق و تمدن، مطلق نظام عالم کے کل اجزاء جب رنگ آلود ہو جاتے ہیں تو پھر ایک مصلح، ایک رفقا اور ایک مجدد کو پیدا کرتا ہے، جو ان تمام چیزوں کو چلا دے کہ نئے آسمان رنگ کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔

سلیمان بن عبد الملک کے زمانہ خلافت تک تاریخ اسلام پر پوری ایک صدی گزر چکی تھی، اور اس طویل زمانہ میں اسلام کا نظام مذہب، نظام سیاست، نظام اخلاق اور نظام تمدن بالکل رنگ آلود ہو گیا تھا، اس لئے ان تمام چیزوں کی تجدید و اصلاح کے لئے ایک مجدد کی ضرورت تھی، اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ کو فخر ہے کہ مقرر کی خاک نے سب سے پہلے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے ذریعہ سے اس ضرورت کو پورا کیا، ورنہ متصل کئی صدیوں تک پورا کر لی نہ ہی چاہئے تھکتے ہیں۔

عن اللطائف عن شرط المبعوثین یہ ایک طبع ہے کہ ہر صدی کی ابتدا میں

علی و اس الخواری و صریح محمد
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابی
 علی بن ابی طالب و الشافعی
 یعنی علی بن ابی طالب و الشافعی
 و الشافعی و ابی حنیفہ
 و الشافعی و ابی حنیفہ
 و الشافعی و ابی حنیفہ

لیکن تقدیم زہلی کے ساتھ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو ان بزرگوں پر انہوں
 مختلف حیثیتوں سے ترجیح حاصل ہے، ان بزرگوں کے کارنامے صرف مذہب
 محمد و ہیں، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو خلیفہ ہونے کی حیثیت سے
 اسلام کے کل نظام یعنی مذہب، اخلاق، سیاست اور تمدن پر پورا اقتدار
 حاصل تھا، اس لئے انھوں نے ہر چیز کی اصلاح کی، چنانچہ ان تمام اصلاحات
 کی تفصیل حسب لہلہ ہے۔

خلافت حضرت عمر بن عبد العزیزؒ اگرچہ خلیفہ کے، انتساب کے متعلق اسلام
 کے صہری نظام کو دوبارہ قائم نہ کر سکے اور ان کو سنہ ۲۱ھ میں عبد الملک کی وصیت
 کے موافق اس وراثت کو یزید بن عبد الملک کے سپرد کرنا پڑا، تاہم بعدوں سے
 یہ شخصی نظام کو پسند نہیں کرتے تھے۔

اسلام میں سب سے پہلے شخصی انتساب کے ذریعہ سے یزید خلیفہ ہوا تھا لیکن
 حضرت عمر بن عبد العزیزؒ اس کو خلیفہ نہیں تسلیم کرتے تھے، چنانچہ ایک ہا کرسی نے
 یزید کو امیر المومنین کہا تو اس کو یزید کوڑے مارے گئے۔

تمام اولاد میں ان کو سب سے زیادہ محبت عبد الملک سے تھی، لیکن ان کے

یہی نام ہی محمد بن ابی بکر صدیقؓ خلافت کے اہل میں ہمارے اٹکا م یاد ہے
 طاعت شاہی کو عام مسلمانوں پر جو تعلق و امتیاز حاصل ہو گیا تھا اس
 کی نسبت اب بکر بن حزم کو کھاکر وہ عام میں کسی کو کسی پر اس لئے ترجیح نہ دو
 کہ وہ خاندانِ خلافت کے تعلق رکھتا ہے، یہ لوگ میرے نزدیک تمام مسلمانوں
 کے برابر ہیں، ایک ہمارے اُن کے وہاں میں مسلمان بن عبد الملک حیثیت ارقی مقدمہ
 کے حاضر جو اہلِ اہل و عیال ہی نہ تھے بلکہ بیٹھے تھے، اہل اس حالت میں بیٹھ ساتے
 رطل پرٹ پھوڑا اگر یہ گوارا نہیں ہے تو کسی کو دیکھیں مقرر کردہ وہ نہ سب کے ساتھ
 رہ رہ بیٹھتے

خلافتِ خاندان کے بعد جو دو دو سلام بھیجا جاتا تھا اس کے الٹا دو کے لئے
 قابلِ جویہ کے نام یک فرد ہجاری کیا کہ جن وحید پیشہ لوگوں نے یہ ہجرت
 کیا وہی ہے اُن کو جہایت کردہ وہ دو کو دسوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
 مخصوص اور دعا کو تمام مسلمانوں کے لئے عام کر دیں اور تقیہ تمام چیزوں کو چھوڑ
 دیں۔ خود اپنے متعلق بھی کہ مخصوص طور پر میرے لئے دعا ذکر و عنق تمام
 مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا کرو، اگر میں ان میں ہوں گا تو میں پہلے
 میں شامل ہو جاؤں گا، ایک بار کسی نے اُن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلام کیا تو
 سلام عام طور پر کیا کروئے

خلافت کے ساتھ تہیب اور علم ہمارے چلنے کا طریقہ قرار دے لیا اور کیا تھا اور
 نے طبقات میں مسند ذکر ہو گیا ہو اس میں ۲۵۰ ہے ایضاً ۲۵۰ کہ سیدہ خدیجہ ہجرت
 میں ۲۵۰ ہے ایضاً ۲۵۰ طبقات میں ۲۵۰ ہے ایضاً ۲۵۰

حضرت امیر معاویہؓ نے ذاتی حفاظت کے لئے سبکے پہلے پردہ و مقرر کے تحت نیکی
حضرت عسکری بن عبد العزیزؓ نے خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی اس رسم کو بالکل مٹا دیا
چنانچہ حبیب وہ میکان بن عبد الملک کی تعمیر و تکفین سے فارغ ہو کر چیشیت عیانہ
کے روانہ ہوئے تو کوکولال نیر اپنے برے ساتھ ساتھ چلا، لیکن انھوں نے اس
کو سامنے سے ہٹا دیا اور سنا کہ مجھے اس سے کیا عرض میں تو صرف مسلمانوں کا ایک
دروہوں چنانچہ سب کے ساتھ مسجد میں گئے اور اپنی خلافت کا اعلان کیا یہ

قصر شاہی میں خلفائے بنے جو سندس شخصوں خصوصاً طور پر کچا یا جاتا تھا اس
کو فرجہ مستار کے اس کی قیمت درست اس میں داخل کر دی نہ ملے، کہنے
نہ رجنہ کی شرکت کے وقت جو چاہد عام مسلمانوں سے الگ خاص طور پر کچا
جاتی تھی جب وہ ایک جنازہ میں ان کے لئے کچا لی گئی تو اس کو پاؤں سے
بٹا کر نہ من پر بیٹھ گئے، عرض حضرت مہدیؑ کے زمانہ سے لے کر سیدنا بن
عبد الملک کے زمانہ تک شخصیت کے مرتب میں جو نقش آرائیاں کی گئی تھیں اس
لئے ان سب کو مٹا دیا، اور تمام دنیا کو مدیا بہ خلافت میں حضرت عمر بن عبد العزیزؓ
کے ساتھ تصویر نظر آگئی۔

خبر حسب مذہب حقائق و احوال کے مجملہ کا نام ہے اور حضرت عمر بن عبد العزیزؓ
کے زمانہ میں یہ دونوں اجزاء ایک آلود ہو گئے تھے، حقائق میں قصا و قصہ
کا مسئلہ اس قدر دقیق ہے کہ عام لوگوں کو اس کے متعلق ضرورت نہ کہے کہ
انکار دی جائے تو عقائد اسلام کی پختہ سادگی و وضاحت میں مل جائے، اس پر
سیرت بن عبد العزیزؓ، ج ۱، ص ۵۰۵، ج ۲، ص ۵۰۵، ج ۳، ص ۵۰۵

حضرت حسرت بن عبد الصمدؒ کے زمانہ میں حبیب غلظت کا مسئلہ پیدا ہوا اور غلظت شقی
لے اس کا غلظہ بند کیا تو اظہور لے اس سے قریب کرائی، اور بظاہر اس لے قویہ
جی کر لی۔

حضرت عمر بن عبد الصمدؒ اگرچہ مسلمانوں کی خون ریزی سے اس قدر اہتمام
کرتے تھے کہ غارتگی کی گد میں بھی بات کی عمر کے محفوظ ہو گئی تھیں لیکن اس مسئلہ
کے استیصال پر ان کو نہ قناعت و اصرار تھا کہ اس حبیب سے دلوں کا قسطل
نہایت ہائز رکھتے تھے اپنی بچہ ایک ہزار ابو سہیل سے پر تھا کہ تقدیر کے ہار میں
قمار کی کیا رائے ہے؟ اظہور لے کما کہ اگر وہ تو ہ کر میں تو بہتر ہے ورنہ ان کی
مرگن از اہل شکیا ہتھے بولے یہی رائے ہے یہی رائے ہے۔

مذہبی احوال میں ناز و رنگاؤں چیر نہی ہیں بلکہ کاؤر قرآن مجید میں مرگ
یک ساتھ کیا گیا ہے، ایسی کہ حضرت عمر بن عبد الصمدؒ کے قدر سے پے من دلوں
کا نظام وہ جم بر جم ہو گیا تھا، نازیہ اسل چیز پانہی وقت ہے، ان جیسے کہ حضرت
عمر بن عبد الصمدؒ کا نہیں تھا قرآن مجید کی اس نیت میں۔

خلف من بدلت خلعت پس ان کے ہر ایک میں اسل چاہا ہل

ہا عوا اللہ عوا و انہو جھنڈے ناز کی ہر کوئی اسل شہرہ کے

اسل و ات لہو و بلو و قی دیکھے چنن بیک مذہب کواموں کے

اضاحت صلوٰۃ سے ہی وقت کی حد پانہی مراد ہے، ایسی کہ ہر نئے نئے
اظہور میں جگای لے، اوقات نازیہ پانہی اسل شکیا کر دی تھی اس لئے حضرت

مگر بنی عبد العزیز نے قادی بن ارطاق کے نام ایک فرمان لکھا جس میں خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی۔

فلا تسن ہستہ خانہ کان
بصل الصلوة لغير وقتہا
بجلاج کی تعلید رکرو کج کرکہ ناز ہے
وقت پر وقتا

علامہ جمال الدین سیوطی کی تصریح کے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے یہ شرط سلطان بنی عبد الملک کو حاصل ہوا، لیکن درحقیقت وہ بھی حضرت قمر بنی عبد العزیزؓ کے ایک مشورہ کا نتیجہ تھا، چنانچہ علامہ موصوف خود کہتے ہیں۔

ومن عاصمہ بن عمر بن عبد العزیز
کان لہ کا بودیع مکان بشل
اور سلطان بن عبد الملک کی غریبوں میں
ادعوا علی الخیر ففعلوا فیہا
سے ایک غریب ہے حضرت عمرؓ کا ہندوستان
فعل اس کے وزیر کے قتلے احمدی کے
کاموں میں ان کے حکم پر عمل کرتا تھا اس
وادی الصلوة لا ٓول حواقیبہا
دکان بنو امیۃ ابہا تو ہوا
اور ان کی تعلید میں نہ کرنا کہ اس کا کہ
بالتطیر ہے

خبر اس سے تا لحدیث کے اس کو مردہ کر دیا تھا۔

دکوانہ کے جو شرعی داخل وقت تھے جتنا کہ ان کی پابندی بالکل ترک کر دی تھی، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے قادی بن ارطاق کو در بصرہ کو اس طرف توجہ دلائی، اور اس معاملہ میں ان کو حجاج کی تعلید سے روکا ہے

مختلفائے بنو امیہ نے مذہب کے متعلق سب سے بڑی بدعت بنو اہل ہدایت کی تھی وہ یہ
 تھی کہ حضرت علیؑ پر خلاف خطبے میں صحن طبع کر کے تھے اور چونکہ لوگ اس کا سنا
 گوارا نہیں کرتے تھے، اور خطبہ سننے سے پہلے ہی اٹھ جایا کرتے تھے، اس لئے امیر
 مکارم نے مازعیدی سے پہلے ہی خطبہ پڑھنا شروع کیا، اور دوسری بدعت تھی لیکن
 حضرت عمرو بن عبد العزیزؓ نے تمام گورنروں کے نام لڑاں جاری کیا اور خطبہ میں
 حضرت علیؑ کے متعلق جو نام لگا کر شامل کر دیئے گئے تھے ان کو مٹا دیا اور
 ان کی جگہ تہ اہل محمد کا یہ آیت:

ان الله ياهد باعداءه والرحمۃ	خداوند تعالیٰ عدل، احسان اور ہمدردی
وایتادوا من القدرۃ فیہ من	کے دیکھنا حکم و قضا ہے اور فضل بڑی
الطہارۃ والسنکروا بقی یحکم	وہ عظم سے منع کرتا ہے، خواہ نصیحت
تحتکم تنہ عرون .	اس لئے کہ ہے کہ تم لوگ سمجھو۔

مائل کر دی جماع تک برابر پڑھی جاتی ہے۔

بیت المال کی اصلاح | سیاسی حیثیت سے حضرت عمرو بن عبد العزیزؓ نے جن
 اصلاحوں میں اصلاحات کیں ان میں سب سے مقدم چیز بیت المال ہے۔

۱۔ بیت مال مختلف قسم کی آمدنیوں کے مجموعے کا نام ہے جو یہی ہر ملک کے
 عساکر و مدافعین و اہل جہاد ہیں، نہ تھا حضرت عمرؓ سے ہی عبد العزیزؓ کے زمانے سے
 پہلے یہ تمام آمدنیوں ایک ہی جگہ جمع ہوتی تھیں، لیکن انھوں نے خمس، صدقہ
 اور دیگر کے متعلق الگ الگ بیت، مال قائم کئے اور ہر ایک قسم کی آمدنی کو الگ الگ

جمع کی ہے

۲۔ بیت اللہ اور حقیقت مسلمانوں کا مشترکہ گھر ہے، جس سے مسلمان
 اہل السنۃ کو تہہ آغا سکتا ہے، لیکن حضرت عمرؓ قرعہ جہ انور پڑھنے کے بعد سے بیت اللہ
 کی مذہبی شاہی کو عدم مسلمانوں سے الگ ایک مخصوص ذیلیہ بناتا تھا جس کو ذلیل
 قاصد کہتے تھے حضرت عمرؓ قرعہ جہ انور پڑھنے کے اس کو کلیتہً بد کر دیا۔

۳۔ حاکم و قضاہ کے معاملے میں شعراء کو بیت اللہ سے جبراً نکال دیا جیسے تھے انہی
 کو حضرت عمرؓ کی عہد انگریز نے بالکل موقوف کر دیا، ایک بار قرعہ پڑھنے پر انہوں نے
 پڑھے تو پہلے میں کتاب اللہ میں تمنا حق نہیں پاتا، اس کے گامیں مبارک
 ہوں، اس پر پچاس اشرفیاں اپنے پاس سے دیں گے۔

۴۔ حضرت عمرؓ کی عہد انگریز کے قتل کے پہلے یہ دستور تھا کہ محل طہر
 اور فجر کے وقت نماز کو جاتے تھے تو ان کی ساتھ ساتھ قلعے کے چلتا تھا اور اس کے ساتھ
 کا اہل بیت اللہ پر چڑھتا تھا، بعد کے دن بعد رمضان کے میسے میں تہہ نبویؐ میں
 جو خوشبو سنگ لہجہ مال قحی اس کے مصارف میں بیت اللہ سے لے جاتے تھے
 لیکن حضرت عمرؓ قرعہ جہ انور پڑھنے کے بعد اس سے روک دیا گیا۔

۵۔ بیت اللہ کی قبر میں لکس کے پانچ صوف تھیں جن کے علیہ ان
 کو کسی دوسری جگہ صرف نہیں کیا جاسکتا لیکن حضرت عمرؓ قرعہ جہ انور پڑھنے کے پہلے
 جو غلط تھے وہ ان مصارف کا مال نہیں کرتے تھے مصارف لکس میں سب سے
 مقدم مصروف اہل بیت میں، لیکن ولیدہ ان کی عینان بعد محمد نے ان کو دھوا دھرت

۶۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے یہ سب کچھ جہ انور پڑھنے کے بعد ہی دھوا دھرت

مستوی جہ صوفیہ کے بھی نے عجیلے کے ان کے اعلیٰ سے کام کر دیا
 کہ حضرت علی علیہ السلام نے خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی شمس کو ہی کیے صبح سٹار
 میں صوفیہ کی جہ بیت کو ان کا حق دیا

ابہ اصحاب کے ساتھ بیت اہل کی حفاظت اور نگرانی کا اس قدر سنت
 نظام کی کہ ایک بار تنہا کے بیت اہل سے یکدیگر نہ ہو گیا۔ تو حضرت علی علیہ السلام
 جہ صوفیہ نے اس کے اسرار کو کھانڈا تھا اس کا حق پر کئی رسوم میں لگا
 لیکن تھاری ہے پر دانی و خلت کو محمد کراد دیتا ہوں میں مسلمانوں کے اس کا
 ان کی طرف سے جہی ہوں تو پر لڑنے ہے کہ تم کھاؤ

و نذر کے لئے بیت اہل سے کاغذ کے واسطے ہر رقم ملتی تھی اس کی سہولت
 کہ اگر بھی حرم کو نکھا کہ قلم کو ہار یک کر لے۔ اور مطربا فریب رکھو اور شمس
 جہاں میں کئی یہ شہری کر دیکھو کہ میں مسلمانوں کے طرز سے ایسی رقم
 نہ کرتا پسند نہیں کرتا جس کا لائق نہ ہو کہ سہولت

کی اصل کی اصلاح | خراج جہیہ اور نیکیہ کی حاصل ہے اور انہی کی ہتھولی
 ایک اور سہولت و دوزوں کے قیام شہزادی اور سرسبزی کا دیکھ رہے ہیں
 کہ یہ قہر صوفیہ کے جہیہ ہونے سے پہلے ہی تمام چیزوں کا نظام میں قدر بہتر
 ہو گیا تھا کہ وہ دیا کے لئے۔ اس ایک ہر فہرہ کی کسی نہیں

۱۔ مسلمانوں میں جہیہ صوفیہ کے لئے ان کے لئے ان کے لئے اس لئے اگر کوئی
 سال بیرونی یا خارجی نہ ہو مسلمانوں میں جہیہ صوفیہ کے لئے ان کے لئے اس لئے

۲۔ جہات جہیہ صوفیہ کے لئے ان کے لئے اس لئے ان کے لئے اس لئے

موجہ تھا، لیکن تھکی نے اس فرق و اتقاہ نگار کا کل مشاہدہ اور ۱۰ زمسوں کے
بھی حیدر دہسول کرنا تھا
تاریخ مقررہ کر دی ہے۔

و قال من بعد الجریة بعد
اسلامیہ و بعد الجریة بعد
اسلامیہ و بعد الجریة بعد
اسلامیہ و بعد الجریة بعد

۱۔ لندز اندھرتھا میں پڑھیں کا شمار تھا، اور اس تھوڑے کے رسم و رواج
کے پابند صرف پادری ہو سکتے تھے، لیکن امیر متاویہ نے ان حضاروں کو رہا کر دیا
ایک غیر معمولی رقم ملو، یہ کہ سینا شروع کی تھی جس کی مقدار ایک کڑ تھی؟
۲۔ تھکی کا بھائی تھوہا بہت سست جب تھی کا تھوہا مقرر تھا اس نے وارن
باغداد میں بہت سخت ظالم کئے، اور ان پر ایک جہد نہیں لگا دیا؟

۳۔ رات میں کہ فراہی امیر تھی، لیکن جب وہاں کے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے،
اور کچھ راضی و دوسرے لوگوں کے ہاتھ سے نکل کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے تھے
حسب معمول مشرعی ہو گئے، لیکن تھکی نے اپنے لالے میں ان لوگوں سے بھی
عساکر وصول کیا تھے

۴۔ رعایا پر سخت قسم کے ٹیکس لگائے گئے تھے، مدبر ہوا یعنی پر ٹیکس
چاندی چھاندی پر ٹیکس، حر بنوں پر ٹیکس، دکانداروں پر ٹیکس، گھروں پر ٹیکس
ہن چکیوں پر ٹیکس، نکاحانہ، خرمن کوئی چیز ٹیکس سے بری نہ تھی، اور یہ قسم

۱۔ تاریخ مقررہ کر دی ہے۔ ۲۔ لندز اندھرتھا میں پڑھیں کا شمار تھا، اور اس تھوڑے کے رسم و رواج

۳۔ رات میں کہ فراہی امیر تھی، لیکن جب وہاں کے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے، اور کچھ راضی و دوسرے لوگوں کے ہاتھ سے نکل کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے تھے

لیکس ہمارے وصول کئے جاتے تھے اور اس لئے اس کو مالِ ہلالی کہا جاتا تھا۔
حضرت عمر بن عبدالعزیز تختِ خلافت پر متمکن ہوئے تو ان کو نظر آیا کہ ان
میں بعض قسم کی آمدنیاں مشرعتاً ناجائز ہیں اور بعض سے رعایا پر غیر معمولی بار
پڑ رہا ہے اس لئے انھوں نے ان کو ایک محنت موقوف کر دیا۔

۱۔ نو مسلموں سے جو جزیہ وصول کیا جاتا تھا اس کی نسبت جہان بن شریح
کو لکھا کہ ذیہد میں جو لوگ مسلمان ہو گئے ہیں ان کا جزیہ ساقط کر دیا جائے کیونکہ
خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:-

لَمَّا تَزَلَّوْا دِیْنَ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا
الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيْلَهُمْ اَلَمْ
يَكُنْ غُلُوْبًا عَلٰیهِمْ -

جو لوگ تم پر ہماری نوریں نازل ہوئیں اور نماز پڑھیں اور
زکوٰۃ دیں ان کی راہ میں جبر نہ کرنا اور سبیل میں
مقصد نہ کرنے والا نہ رہنا ہے

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:-

قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَمْ یُؤْمِنُوْا
بِاللهِ وَیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْا
مَا حَرَّمَ اللهُ وَرَسُولُهُ وَلَا یَدِیْنُوْا
بِیْنِ وَبِیْنِ سَبْعِ الْمَدِیْنِ
یُوْتُوْا الْکِتَابَ حَتّٰی یُعْطِیَ الْجَزِیَّةَ عَنْ
یَدِیْهِمْ صَاعِدُوْنَ -

اہل کتاب ہیں ان لوگوں سے راجہ
خدا پر ایمان نہ لائے اور آخرت پر ایمان نہیں
لے لے اور خدا اور خدا کے رسول نے
جس چیز کو حرام کر دیا اس کو حرام نہیں سمجھتے
اور حق نہ سبب کی پابندی نہیں کرتے یہاں
تک کہ وہ دقت کے ساتھ جزیہ دیں۔

اس حکم کی بناء پر اس کثرت سے لوگ اسلام لائے کہ جزیہ کی آمد دل و گھر لگتی گئی

چنانچہ حیات بن شریک نے ان کو اطلاع دی کہ ذمیر کے اسلام نے جریدہ کو سقہ نقصان پہنچایا کہ میں نے تیس ہزار اشرفیہاں قرضے کے مستلفوں کے عطیہ تقسیم کئے لیکن حضرت عسکر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اس کی کچھ پرواہ نہیں کی اور لکھا کہ میں نے چاہا تھا کہ عامل مقرر کیا تھا، اسی وقت تھری کروری سے واقعہ ہوا ہے کہ تھری سے سرپن کوٹے لگائے جریدہ کو موثر کر دیکر کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آدمی بنا کر بھیجا تھا، نہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے

حیرہ کے یہودی، عیسائی اور مجوسی بھی سے جریدہ کی قسم وصول ہوتی تھی جب اسلام سامنے تو عبید اللہ بن عبد الرحمن نے ان سے جریدہ وصول کر لیا پھر انہوں نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے اس کی اجازت طلب کی، انہوں نے لکھا کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی اسلام بنا کر بھیجا تھا، نہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس میں جو رنگ اسلام نہیں ان کے ماں میں صرف صدقہ ہے جریدہ نہیں ہے ہجرات کی نسبت جب ان کو معلوم ہوا کہ وہ لوگوں سے جریدہ وصول کر رہے ہیں تو ان کو محزون کر دیا۔

لوگوں کے جریدہ کی موثری پر ان کو اس قدر غصہ تھا کہ ایک بار لکھا کہ اگر ایک آدمی کا جریدہ ترازو کے پتوں میں رکھا جا چکا ہو اور اسی حالت میں وہ اسلام قبول کرے تو اس کا جریدہ معاف کر دیا جائے، ان کا ٹول تھا کہ اگر سال تمام سے ایک دن یا بیشتر بھی کوئی آدمی مسلمان ہو جائے تو اس سے جریدہ نہیں لیا جاسکتا۔

کے طرزِ محسّل کا شہادت تفصیل کے ساتھ مذکور ہے، اس لئے ہم اس کا نقلی ترجمہ کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

”زمین کا معائنہ کرو، مجسّم زمین کا بار آباد زمین پر ادا آباد زمین کا بار بخر زمین پر رڈ اور مجسّم زمینوں کا معائنہ کرو اور ان میں کچے صلاحیت ہو کر ہندو رگنما نقل اس سے خراج وصول کرنا اس کی اصلاح کرنا کر آباد ہو جائے ہیں آباد زمینوں سے کچے پیداوار نہیں ہوتی، ان سے خراج نہ لو، اور جو زمینیں گھلے زراعت پر جائیں ان کے مالکوں سے شہادت لیں کہ اس کے ساتھ خراج وصول کرو خراج میں صرف زرہ سپرد کرنا نہیں سوتا نہ ہو، کسان اور چاندنی چھلنے والوں سے ٹیکس، نو روڈ اور صرحان کے بدلے، عرائض کو یہی اور مستخرج کا ٹیکس، گھروں کا ٹیکس اور محاکات نہ لو، اور جو زرعی مسلمان ہو جائیں ان پر خراج نہیں ہے۔“

ہم عجیب ہنس رہے ہیں کہ ہادیو اس داگڈاٹھٹ، اس مراعات اور اس رفق و طاقت کے حضرت قمر بنی محمد عسکریؑ کے زمانہ میں جو اس گزاری و حصول ہوئی اس سے تہاج کے پڑنے کا نام نہ مانا کو کوئی نسبت نہیں، حضرت عسکریؑ کی عہدِ نبویؐ قمر بنی محمد عسکریؑ تھے کہ ”خدا تہاج پر مست کہے اس کو زمین کی بیانت قسمی نہ دنیا کی، حضرت قمر بنی الخطاہٹ نے عراق سے ۱۰ کروڑ ۲۰ لاکھ درہم، زیادہ نہ، کروڑ ۵۰ لاکھ درہم اور تہاج نے ہادیو و سلم کے ۲ کروڑ ۵۰ لاکھ درہم وصول کیے، اس نے کاشت کاروں کو ۲۰ لاکھ درہم زمین کی آبادی کے لئے بطور قرض کے دیئے تو ایک

لاکھ اور دسویں ہزار سیکن باوجود اس دیرنی کے عراق میرے قمر میں آیا
 اگرچہ اس نے ۱۰ کروڑ ۳۳ لاکھ درہم وصول کئے۔ درانگہ زندہ رہا تو حضرت عمر بن الخطابؓ
 نے اسے اسے بھی زندہ وصول کر دیا گا

صلح حدیبیہ کی اصلاح ہجریوں کو جو اہم پر سزاوینہ اگرچہ قیام امن کے لئے ضروری
 تھا تاہم وحشت و تشدد کے لحاظ سے سزا کی نوعیت اور عمر بن الخطابؓ کی حالت میں غلط
 قرار دیا جاتا ہے۔ اصلاح چونکہ ایک متحدہ مسلمانوں کا ہالی تھا، اس لئے اس نے قیدیوں
 کے ساتھ ان تمام مرضیات کو قائم رکھا جو مختلف نے انسانیت ان مرضیات کی ابتدا
 تک پہنچے حضرت علیؓ کہ اللہ دوسرے نے کی، اہل حکم و عاقل قیدیوں کے کھالے کپڑے کا
 نظام بہت اعلیٰ سے کہا ہے، ان کے بعد اگرچہ تمام خلفاء نے اس طریقہ کو الٹا
 کیا، لیکن حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے زمانے تک اس میں متغیر
 نظام پیدا ہو گئی تھیں۔

۱۔ وید حضرت شہرہ کی بہن پر پڑ گوس کوڑھستہ کرتا تھا، اور ان کو قتل تک
 پہنچا دیتا تھا۔

۲۔ جو قیدی اپنے وطن سے غزوہ و قادیان سے دور، قید خانہ میں مریا تھے
 ان کی لاش کو وہ دن تک قید خانہ میں پڑی رہتی تھی خود قیدی باہم صدقہ و طہارت کی
 ذمہ داری کے مرادوں کے ذریعہ سے قبرستان تک ان کی لاش سپرد دیتے تھے۔
 وہ باغی قتل و کفن و بلا تھا، جنہوں نے ان کو دیکھا تھے تھے

مجموع الہدایہ ذکرہ سرود لکھ کتاب علاج ص ۵۹ کے مضمون پر جلد ۲ ص ۷۴

کتاب علاج ص ۵۹

۳۔ اسلام نے خود جن جرائم پر سزا نہیں مقرر کر دی ہیں، ان میں تو کسی کام کا تفرقہ تبدیل نہیں ہو سکتا، تاہم اسلام نے تفریق کی کوئی تحدید نہیں کی ہے اور اس کو خود امام کی رائے پر چھوڑ دیا ہے، حضرت عمرؓ بھی عہد انصاریہ دہکے زمانہ میں قمار لے اس میں اس قدر سختیاں کر دی تھیں کہ بعض جرائم پر بلکہ صرف زنا و مشابہہ پر تین سو کوڑے مار دے لگتے تھے۔

۱۱۔ حضرت عمرؓ بھی عہد انصاریہ دہکے ان تمام طاعانہ طریقوں کی طرف توجہ کا وہ الٹا ہر ایک کو شاہد۔

توکل میں پوری کی والدائیں بکثرت ہوتی تھیں، اس لئے اس کے انسداد کے لئے وہ اس کے حامل نے ان سے دیالت کیا کہ میں تو گورنر کو مشابہہ پر گرتی ہوں کے سرالوں انھوں نے جواب دیا کہ طریقہ سنت کے موافق ان کو شہادت کی ذمہ داری نہ رکھو، اگر حق ان کی اصلاح نہیں کر سکتا تو خدا ان کی اصلاح نہ کرے گا۔ ۲۱۔ قیدیوں کے بے گوردن چھوڑ رکھنے کا جو طریقہ ہماری مہر گیا تھا، اس کی نسبت قتال کو لکھا کہ اسلام میں یہ کشتہ بڑا گناہ ہے بلکہ

۲۲۔ مشابہہ پر جو سخت سزائیں دی جاتی تھیں اس کی نسبت اخلاق حبشیہ کے کہا کہ انھوں نے بھائیوں میں ہے، مجسبہ شرعی حقوق کے ہر حال میں مسلمانوں کی طرح بالکل محفوظ ہے۔

الذی قولی طور پر تعزیر کی تحدید کر دی جس کی انتہائی مقدار ۳۰ کوڑے تھی، اس

نے کتاب الاموال ص ۸۵ نے سیرت محمدیؐ جدا ص ۱۰۷ کے کتاب الاموال ص ۸۵

۸۵ ایضاً ص ۸۵ میں منکحات ایضاً ص ۲۸۴

کے ساتھ قیدیوں کے ساتھ مختلف قسم کی مرعات کیں

۱۱ عام حکم دیا کہ کسی مسلمان قیدی کو اتنی ہی حدیث دیا جائے جتنی کہ وہ
 ہمارے پاس ہو سکیں، اور قاتل کے سوا راست کو قسم مخرجین کے پاؤں سے بیڑیاں
 ہمارے پاس ہیں۔

۱۲ قیدیوں کو جو کھا نا ملتا تھا اس کی نسبت طاریہ جہیں کو بدویا نسی کا خیال
 تھا اس سے حکم دیا کہ کھانے کے بجائے ان کو مہر و روپیہ دیا جائے گا۔

۱۳ قیدیوں کی مختلف نوعیت اور مختلف حالت کے بحال سے اس کے لئے
 الگ الگ احکام جاری کئے، چنانچہ تمام صوبوں کے گورنروں کو لکھا کہ اگر ہمارے قیدیوں
 کے طریقہ و قاریب نہ ہو بلکہ ان کے پاس اس نہ ہو تو ان کی خبر گیری کرو اور لوگ
 شہر میں کے ہارے میں قید کئے جائیں ان کو، درمیسروں کے ساتھ ایک کوٹھری
 میں نہ رکھو اور عورتوں کو الگ قید کر دو، اور جیلر ایسا شخص مقرر کر دو جو قابل امتحان
 ہو اور شرف مند ہے۔

ان احکام کے ساتھ، جو بکریاں حیدر آباد کو مخلصیت کے ساتھ لکھا کہ ملحقہ کے
 دولہا مل خاندان کا معائنہ کیا کریں گے اور دوسرے محال کو قیدیوں کے ساتھ سلوک کرنے
 کا ہدایت کی تھی۔

جیل خانہ کے متعلق انصاف نے جو مندرجہ بالا جاری کیا تھا، اگرچہ اس کا ذکر
 الہیہ گزشتہ ہے، تاہم اس موقع پر ہم اس کا بلفظ ترجمہ کر دیا مناسب سمجھے ہیں

ملک کتاب الخراج ص ۵۵ سے بیضا ص ۵۵ تک طبقات ابن سعد ص ۲۶۳

تک بیضا ص ۵۵

کیونکہ اس سے اُن کے طبعِ جبل پر مزید روشنی پڑے گی۔

— قید خانے میں کسی سسٹم کو اس طرح بڑی نہ پھیل جائے کہ وہ
 ہر روز پڑھ سکے اور عیسیتِ قاتل کے ساتھ کے وقت ہر قیدی کی ریڑی،
 اس پر لی جائے۔ اُن کا تہذیبیہ مقرر کرو جو اُن کے کھانے کے لئے کافی ہو
 کا اہل رہ کر ہو، اور وہ ظیفہ اُن کو مقرر ہو۔ کیوں کہ اگر اُن کو بدل دی جائے
 گی تو قید خانے کے تمام کار اس کو اڑ میں لے جائے گا، انتظام ایک نیکوئی
 کے سپرد کر دو، جو اس کے ہم کو رہیڑی میں بدستور کر لے، اور وہ رہیڑی اس
 کے پاس رہے اور وہ رہیڑی میں چلے کر ایک ایک قیدی کا نام لے کر
 پکارتے ہوئے ہر ایک کے اقد میں اس کا وظیفہ دے، جو لوگ رہیڑی
 اُن کا وظیفہ بند کر دیا جائے، اور وہ قیدی کو سینے میں دس درہم دینے
 جائیں۔ لیکن ہر قیدی کا وظیفہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

قیدیوں کو چاہئے کہ ایک قیس اور ایک ترقی، اور اگر میں قیس اور
 تہذیب دینا چاہوں گا، اور توں کو بھی اسی تہذیب و ظیفہ دے گا، لیکن اُن کے
 پاس میں ایک برقی کا اہل رکھنا چاہوں گا۔

قیدیوں کو اس سے بے نیاز کر دو کہ وہ عیسیتوں سے ہٹ جائیں
 کہ لوگ اُن کو صدقہ و عیارات دیں، کیونکہ یہ ایک بڑا جرم ہے کہ مسلمانوں
 کی ایک جماعت جو حرام کی پاداش میں قید ہو کر اس طرح نکلے، میرا خیال ہے
 کہ اگر اس طرح کی مسلمان قیدیوں کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے ہیں گے پھر
 مسلمانوں کے ساتھ یہ ہوتا کیوں کہ جائز ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ جو لوگ کی

شہرت کی وجہ سے اس مسیح پابند سلاسل ٹکلتے ہیں اور کبھی کھانے پینے
 کے لئے کچھ پڑ جاتے ہیں اور کبھی نہیں پڑتے، کوئی آدمی گھڑے محفوظ
 نہیں ہے۔ امن کی خبر گیری کرو اور جیسا کہ میں نے لکھا اُن کو وظیفہ دو
 جو قیدیوں کی مرہائیں اور ان کے عزیز و اقارب نہ ہوں، اُن کی قیادت
 کا سامان بیت اسلحہ سے کیا جاتے اور ناز جنازہ کے بعد وہ لٹکے ہوئے
 لچھے مستند لوگوں کے درجہ سے اطلاع ملی ہے کہ جب کوئی غریب اور
 قیدی مر جاتا ہے تو وہ قید خانے میں دو دو تک پڑا رہتا ہے یہاں
 تک کہ جب وہی سے اس کے وطن کی اجازت ملے گی جاتی ہے اور جب
 خد قیام ی اس کے لئے صدقہ جمع کرتے ہیں، اور اجرت پلاس کی
 مالش قبرستان میں بھیجتے ہیں تو وہ بلا غسل و کفن جنازہ
 کے دفن کیا جاتا ہے، سلام میں یہ گناہ پڑا، گناہ ہے کہ زندہ
 کو جاری کرو تو قیدی کم ہو جائیں اور یہ معاملہ اور لا کر لے گئیں،
 اور اپنے جسدائیم سے باز آئیں قیدیوں کی تعداد صرف مگرال
 سے زیادہ ہوتی ہے، صرف قید ہے، مگرال نہیں ہے، اپنے اپنے
 تمام قتل کو بابت کر دو کر دو زندہ قیدیوں کی مگرال کریں، جن لوگوں کی
 اسلحہ صرف تادیب سے جو سکے اُن کو تادیب کر کے رہا کر دیا جائے
 اور جس پر کوئی مقررہ کاغذ نہ ہو اس کو بائبل رکھ دیا جائے، اسے کہیے
 بھیج مائیت کر دو کہ تادیب و قصہ بریں متو حلال سے آگے قدم
 نہ بڑھائیں، پھر کہنے خبر ملی ہے کہ وہ لوگ جسند میں کو صرف مشہد

کی جہاد پر دو سو سو یا تین سو یا اس سے کم دیشش کوڑے لگوتے
ہیں۔ بیسکن یہ جہاد ہمسایوں کے ہمسایوں کی بیچھ بھڑا جتنی شرمیلی کے ہر
حالت میں محفوظ ہے۔

اس منبر مان کر پڑھو، اور غور کرو کہ اس تمدن و تہذیب کے زمانہ میں قید
خانے کی اصلاح کا جو پیار قائم کیا گیا ہے کیا وہ اس سے بلند ہے؟

سے کتاب الطرائف ص ۸۹ و ۸۴



اشاعت اسلام

اسلامی سلطنت طول و عسدر غل میں گر مشرق سے مغرب تک پھیل چکی ہے
 لیکن اس میں کوئی خدا کا نام نہیں دیا نہ ہو تو وہ صرف سیاہی کی ہیئت سے
 اسلامی سلطنت ہوگی، مذہب کی زبان سے اس کو یہ خطاب مل سکے گا اسلامی
 ملک کا تمہارے امتیاز و صرف توحید کی پاک آواز ہے، اور حضرت عائشہ رضی
 اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اس کا لطفہ ملک محروسہ کے گوشے گوشے سے بندھا
 نے اپنی زندگی کا ایک اہم مقصد، اشاعت اسلام کو قرار دیا اور اس پر ہر قسم
 کی مادی اور اخلاقی طاقت صرف کی، ہر افسر کفار کے ساتھ معرکہ آورہ تھے، ان کو
 جانتے تھے۔

لا تظلموا من عتقت منکم من الذین باعوا انفسہم بفساد و بخل و بدمرور و لا یجوز علیہم ان یتولوا فی الاسلام
 و الذین باعوا انفسہم بفساد و بخل و بدمرور و لا یجوز علیہم ان یتولوا فی الاسلام
 ان کو اسلام کی دعوت دے کر

لوگوں کو ایمان قلب کے ساتھ بڑی بڑی قومیں دے کر اسلام کی طرف

مائل کیا، چنانچہ ایک بار ایک پادری کو اس غرض سے ہزار شرقیاں دیں

شاید ان مادیات کو اسلام کی عظمت دہی، اور ان میں بعض نے اسلام مستحسن کیا
چنانچہ علامہ بلاذری، فتوح البلدان میں لکھتے ہیں:-

فكتب الى الملوك والامراء من
بدا عوهم الى الاسلام في صلح
وعوهم سسلاطین وکبائر الملکین وکبار
بعضہم

سندھ کے مذاہب کے تمام دلوں نامہ رواں کیا، تاکہ وہ لوگ ان کے مذاہب
علاق کی شہرت پانے سے حق چکے تھے، اس سے پہلے سے بادشاہوں نے اسلام
قبول کیا، اور اپنا نام مسدب رکھا، علامہ بلاذری لکھتے ہیں:-

فكتب الى الملوك بدا عوهم الى
الاسلام وبلغت من
بينكم وبعدهم بالصلح
عليهم ما عليهم وقد كانت
بعضهم سيوتيه واذ حبه فيهم
حليشه و لوت و لوت و لوت
عربيه

دوسرے بادشاہ اسلام لائے اور اپنا نام عربی رکھا

۱۰ طبقات ابن سعد ذکرہ حضرت عمر بن عبدالمطلب رضی عنہ ۲۸۵ ۱۱ فتوح البلدان ص ۴۴۷
۱۲ طبقات ابن سعد ذکرہ عمر بن عبدالمطلب رضی عنہ ۲۸۵

خارج ہیں حیدرات الحکمی کو جو قرآن کے حامل تھے، لکھا کہ اُمیدوں کو اسلام کی دعوت
 دیں، اور وہ اسلام لائیں تو ان کا ہر یہ معاف کر دیں، چنانچہ انھوں نے اس حکم کی
 تعمیل کی، اور ان کے معتقد چار ہزار ذاتی اسلام لائے، جرات کے حسین خلق کی شہادت
 پھیل، تو ان کے پاس جنت سے وعود آئے کہ ان کے یہاں عیساٰ علیہ السلام روانہ کریں
 چنانچہ اس سفر سے انھوں نے سیّد ابن عبد اللہ منطقی کو روانہ کیا۔

سینیں ابن عبد اللہ بن ابی لہا جو جو مقرب کے حامل تھے، وہ اگرچہ بذات خود
 اس حد میں مصروف تھے، اور بزرگ کو اسلام کی دعوت دیتے تھے، اس کی وجہ
 حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کا دعوت نامہ پہنچا، اور انھوں نے پڑھ کر مٹا دیا تو اس
 کا اس قدر اثر ہوا کہ اسلام تمام مقرب کے حق پر چھا گیا، علامہ طاہری لکھتے ہیں:-

تکون کانت خلافتہ عمر بن عبد العزیزؓ	پھر جب حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کا دور آیا تو
فوق المذہب السامی بن عبد اللہ	انھوں نے اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی لہا
الذی ابی لہا جو لیسار احسن سیرۃ	کو مقرب کا آگے بڑھ کر رکھا، انھوں نے نہایت
وہی المذہب السامی بن عبد اللہ	عمر مدنی اختیار کیا، اور بزرگ کو اسلام کی
لیام عمر بن عبد العزیزؓ کتب یہ علوم	دعوت دی، اس کے بعد فرد حضرت حمزہ بن
بعد اولیٰ ذالک حضرت سامی	عبد العزیزؓ کے اہل کے نام دعوت نامہ روانہ
فہم فی اسماء علی غلبہ اسرار	کیا، انھوں نے یہ دعوت نامہ ان کو پڑھ کر
علی المقرب تہ	مٹا دیا تو اسلام مقرب پر غالب ہو گیا

ان کے زمانہ میں اشیائے اسلام کا سب سے زیادہ مؤثر سبب یہ ہوا کہ خلیفہ

احیائے شریعت

خاندانِ پوراۃ میں جی خداداد کا نام تاجدار کے اور قی میں مدفن نظر آتا ہے
 اس میں ولید، سلیمان، اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ شریعت نمایاں ہیں لیکن جن
 سرعیا نے ان کے عہد خلافت کو اس قدر نمایاں کیا ہے وہ بالکل مختلف ہیں۔
 ولید جیسا کہ ایک راوی بیان کرتا ہے۔

وكان صاحب بناء، فخذ الاموال
 من الضحاح وكان الناس يشتقون
 من ماله ثياب يسمون بضمير
 حمارات وطيرة كالباليق، اور لوگ اس کے
 روئے میں باہم ملتے تھے تو صرف حمارات
 ہی کا حال پر جھپٹتے تھے۔

عن ابی عبد و ابی عبد

اور سلیمان بن عبد الملک

كان صاحب ثياب و طعام فكان

الاس يسمون بضمير بعضا من

الغزو و جوارى۔

کھانے والا اور نکاح کرتے والا بادشاہ
 تھا اس لئے اس کے عہد میں لوگ صرف
 شادی اور بڑائیوں کا چرچا کرتے تھے۔
 لیکن حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنی حکومت کا مقصد شریعت کی بحالی

بنایا اس بند پر

قلبا دی عمری عہد الخیر سبک تو
چھبہ ٹھیکہ ہونے قربانی عاقبات میں ایک
یلتقوا فی قصۃ سرجین فارجل ما
طعن دوسرے طعن کے کتنا تھا کہ رات کو تم
وودع الہیۃ وکد تحتہا لظرا
کوٹا و ٹھیکہ پڑنے ہوا آپ نے کتنا قرآن پڑا
وہی تحتہ وحق حقیقت قصا
سے اتم لہو کہ کلم کر دے اللہ کہ ہر ایک
لکھوم من الظہرنا
تھا اللہ اپنے میں کتنے شمسہ بگتہ ؟

لیکن یہ ان کی اذکورست کی خصوصیت کا نہایت اہمال و بے ماس نے
ہم کر تلخیص کے ساتھ ہر ناچ بیٹے کر سبب لہو کے اس دہشت کے اٹھارہ اور
شرع اسلامیک ترویج و شاعت کے متعلق ان کے کیا کیا کارنامے ہیں ؟

اسلام و حقیقت چنڈا احوال و تقاریر کے مجھے کا نام ہے جن کا تحفظ و بقا
مسائل وادشہ کا فرض ہے حضرت مسیح علیہ السلام نے اہل و عقائد کے
تحفظ و بقا کو اپنی اصل زندگی کا اصل مقصد اور بڑے قدیم عادات کا طرے متیز
قادر یا پناہ پر توجہ کے حال میں ہی مدی کے نام لکھنے کے جوش و ہوا میں اس
مقصد کے ساتھ واضح طور پر ظاہر کر دیا چنانچہ اس لڑائی کے الفاظ حسب ذیل ہیں

ان ذیاب تراشی و شرانم و
ایک چنڈا چنڈا چنڈا چنڈا چنڈا
حدود او مناسا استکمہ سکن
ہے جس شخص نے اس نام اور نام کی نہیں کر دی
الایان و من لم یستکمہ نہ
لے یہاں کو کھل کر اللہ میں جس نے اس نام
یستکمل الایان و من لم یستکمہ نہ
فیس کیا احمد نے یہاں کو کھل کر کیا میں اگر
رندہ را کو جو کام ہوا کو کھل کر کیا میں
رندہ را کو جو کام ہوا کو کھل کر کیا میں

طحا انی صلی علیہ وسلم کہ بعد بیٹا کیوں کا تہذیب رکھ لے عمل کو اور جو کو
 تو لے تہذیب ساتھ رہے نہ ہو ہی ہیں

اور اپنی زندگی میں انھوں نے اس جزا کو جس طرح کاغذ رکھ میں طہرت میں کا
 لکھ رکھا اور جس طرح ان کی ترویج کا دست لکھ رکھا اس کی بیک کسی طبقہ یا بادشاہ
 کے اور حکومت میں نہیں مل سکتی۔

تھا اٹھ مقام کے رونے، استحکام کا سہ پہر اور یہ ہے کہ ابھی جو رو
 میں لہاں غور و محسوس اور ترسائی رہی ہے حضرت عمر بن عبد العزیز اور پھر کبھی کسی
 اور پھر کسی کبھی کے ہاں صوفیوں میں تہذیبیت تھی جن پر جب وہ خلیفہ بنے تو تو ان میں
 ہر اٹھ تو کسی میں بل کثیر اور عمر بن محمد بن کی خدمت میں آئے اور مسند جہان کے
 حلق ان سے منظر رکھا اور یہ لوگوں کا یہاں ہے کہ انھوں نے اس مسند میں
 کے ہاں الفتشک لیکن اس کے ساتھ وہاں پر روگوں کو کسی میں گھر کے قریب سننے
 کی طرف آئیں مرنے دیتے تھے پناہ پناہ ایک ہاں کسی شخص نے اس کو کا کوئی مسند
 پہنچا تو پہلے کہ کتاب کے پتوں درجہ کے چاروں کا یہ اختیار رکھتا ہے
 اس کے سوا ہر چیز کو جوں جوں فرماتے تھے کہ جب کسی آدم کو دیکھ کر وہ حرام کے
 ساتھ اس قسم کی مذہبی گفتگو کرتا ہے تو بھڑک کر ہی کی بغیر راستی ہے

مقام کے متعلق جو نئے نئے مسائل پیدا ہو گئے تھے ان کو کچھ نہیں کی اصطلاح

یہ بخاری کتاب ۱۱۱۱ اب قبل اس سے صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے قبل نہیں

کی طہارت میں مسند جہان ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱

کی حاجت میں مسند جہان ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱ ۱۱۱۱

میں: ہر دیکھتے تھے، جو ضلالت و گمراہی کا مروجہ ہے، حضرت عمرؓ ہی جسہ صالح
 کے زمانے میں اس قسم کے مسائل میں مستند تھے و قد سکا زیادہ چہر چاہیہا ہوا تھا اس
 کو سید حبیبی کے بعد غیباں و مشقی نے بہت کچھ دھست و قتل دی تھی جس سے
 بعد بعد ان کے سب سے پہلے اس سے کہہ کر لی، اور اس نے بھائی کو بھی کہی، اس کے
 بعد ہر ملک تدبیر سے اس کے اثر کو مٹا چلا، اس زمانے میں ہر قسم کے خیالات کی ان کی
 و مقبولیت کا اصل ذریعہ نہیں دیکھتے تھے اس سے حضرت عمرؓ میں بعد ان کے لے
 گردہ کو اپنی خیالات کے نشہوں کرنے سے روک دیا کہ ان کے ذریعے سے یہ مرض تمام
 قوم میں پھیلنے نہ پائے چنانچہ ایک آرام محمول سے کہا۔

ما شاء الله تعالى القدر
 بقول هذا يعني طيلان صحابي
 تم مستند تھے میری ہر گز وہ نہ کہو دیکھو
 اور اس کے پیرو کہتے ہیں

فما اتفاق کے بعد اعمال کا وہ جو ہے جن میں سب سے مقدم خیال ہے طعن ہے ہاں
 ہاں خصوصاً محتاج نے نال کے ساتھ جو طاعت برقی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پابندی و اولا
 نماز جو صحابہ کرام کے زمانے میں شاید ضروری چیز خیال کی جاتی تھی، بالکل ہمالیہ
 لیکن حضرت عمرؓ کی بعد ان کے نے تمام قتال کے نامہ ایک نواں بھیجیں جس کے الفاظ
 حسبہ نقل ہیں۔

اجتنبوا زنا و شرب الخمر و حضور الصلوة
 فمن اجتمعها فهو ناسو، فان
 شر الله به الامم الله تفضيها
 جو کہ مدت تمام کام چھوڑ دو کہ کبھی کسی طرح
 نے ناز کر مبالغہ کر دیا وہ اور اس میں
 کا سب سے زیادہ نتائج کرنے والا ہو گا

نئے تاریخ و خطبات میں ۱۱۲۰ء کے طہات میں مسند بکر عمرؓ کی بعد ان کے ۱۱۲۰ء کے تاریخ
 بعد ان کے ۱۱۲۰ء

اس کے بعد دل حد پر دنگوہ کو اس کی طرف توجہ دے گا، ایک دماغوں نے
 ایک شخص کو متوجہ کر دیا ہے، اس نے جلدی میں دیر کی توڑی پیچ کر دیا، وہ آقا
 مسند، یا کہ خبر دہشیں آقا مجھ کو دے ہے، جو پڑھے بیہ یوں سے نہ ملتا، ہم لقم
 ایک جلدی کے کام کے لئے جیسا کہ، یہی یہ جلدی تم کو اس پر نہ، وہ کہہ کرنا
 کو دلت مال کے پڑھو، اے اس توہم کی نسبت میں نے ناز کو یہ یاد کر دیا، اے
 بہت کی کر دیا ہے کہ وہ احتساب ضلالت سے خالی ہوں گے، یہی کی طرف سے نہانے
 انکل ترک نہیں کر دیا تھا، مگر اس کے وقت کی پابندی چھوڑ دی تھی۔

ان ہدایات کے علاوہ حکم میں سرگرم عمل تھو پر نہ ڈالا، ہتھار گیا، اہل مولا میں کی
 مولا میں مقرر کی، طبیعت ابی سعد میں کثیر بنو زید سے مدد ملتی ہے۔

قدت خلافت فی خلافت سعدیہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں
 عبد العزیز قرآنیت پر مبنی ہو گیا تھا، مولا میں زیادہ کیا کہ وہ مولا میں کہیت
 میں بیت الدن المال سے ملنے دے رہے ہیں

اگر وہ سعدیہ اگرچہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت کی، بہت تھی کہ جب مولا
 کو ان کے علیہ ہونے کی خبر ہوئی تو نہایت شرف سے صلیطہ راہ کرنا شروع کیا
 یہاں تک کہ ان کے ایک حال لے گیا کہ، اب بہت سادہ حال ہو گیا ہے اپنی
 مانے سے اطلاع دیکھ کر اس کو کیا کیا جانے، تاہم وہ نہایت شرف کے ساتھ لوگوں
 کو اس کی تزیین دیتے رہتے تھے، ایک اور خاصہ میں عبد کے ایک بچہ محمد کے

بیت عمر بن عبد العزیز میں، یہ جہات ابی سعد بنی حضرت عمر بن عبد العزیز میں
 بیت عمر بن عبد العزیز میں۔

جی کہ شیطان نے ان کی نگاہیں محبوب کر دیا تھا، وہ بھلا تھے تھے، پس
مسلمانوں کو اس لہو و لعب لہر و لہر باجے وغیرہ سے روک دے اور چاہا کہ
آجے اس کو اعطال کے ساتھ سزا دے۔

السد و شراب نوشی حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے شراب نوشی کے السد کے لئے
مختلف تدبیریں اختیار کیں

۱۱) تمام قصبوں کے نام فرمان بھیجا کہ کوئی ذاتی مسلمانوں کے شہروں میں شراب نہ
لانے پائے۔

۱۲) شراب کی جو کابین قائم تھیں ان کو بالکل توڑ دیا۔

۱۳) جو لوگ بید کے جیسے سے شراب پیتے تھے ان کی نسبت حدی میں اعطاف کو لکھا

”لوگوں نے اس شراب کو پی کر بستی کی حالت میں نہایت بڑے

بڑے کام کئے، اللہ اکثر ان میں سے یہ کہ اس شراب کے پینے سے کوئی

معتد نہیں، لیکن جو چیز اس قسم کے کام کرتی ہے اس کے استقامت میں

سخت ہرج ہے، محمد نے اور بھی بہت سی چیزیں پیدا کر کے

شراب سے بے نیاز کر دی ہے، مثلاً پھیریں، شیریں، شیر خاص، شہرہ،

دغیر، پس جو شخص بید بنائے وہ صرف چڑھے کے مشکیزے میں پائے

جس میں زفت کا رنگ نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم

کے غلوں کی تہذیب سے منع فرمایا ہے، اس روک ٹوک کے بعد اگر کسی

نے اس قسم کی شرمسپ پی تو ہم اس کو سخت مرادیں گے، اور جس نے مغز
طو پر پی تو خدا سخت عذاب دے گا ہے۔

اس کے بعد میں تھریٹھ اور پانچ سو تھریٹھ تھریٹھ تھریٹھ کے اختتام پر
موت گئے، چنانچہ ایک سالوں کا بیان ہے کہ میں نے ان کو خنا خوارہ میں دیکھا کہ شرمسپ
کے مشیکروں کے پانچ سو تھریٹھ تھریٹھ کے توڑنے کا حکم دے رہے ہیں۔

مذہب اور اخلاق کے متعلق اللہ بھی بہت سے احکام تھے جن کی کھانہ و رو
معتزقی چاہیہ اگر سکتی تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان تمام چیزوں کی
طرف توجہ کی اور ان سے مسلمانوں کو منع کیا، مثلاً ان کی میزبانی و عتقاد سے
تہرہ رکھنا میں تمام کا بیان ہو گیا تھا، اور اس میں مرد و عورت و بیکار
بیکار شرمسپ کے تھے، لیکن اس میں شرمسپ دیا اور ستر عورت کا کوئی حکم نہیں
کیا جاتا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو کھانا کھانہ میں چاہیہ سے روک
دیا اور عورتوں کی نسبت عام حکم دیا کہ بھرتہ بند کے حکم میں شرمسپ چاہیہ
حکم پر اس شخص کے ساتھ حمل ہو اگر وہی کا بیان ہے کہ میں نے عیسیٰ کے ایک
اور ختم میں چاہیہ واسے دونوں کو دیکھا کہ میں کو سر دیا جاتا ہے۔

غلاموں کی دیکھائی پر تصویریں بنائی جاتی تھیں، جو اصول شریعت کے خلاف
تھیں، ایک بار انہوں نے ایک عہد میں اس قسم کی تصویر دیکھی تو شرمسپ دیا اور کھانا
معتزقانا اور معتزقہ ہوتا تو میں اس کو سر دیتا تھا۔

حضرت محمد علیہ السلام نے عتقاد الہی سے انکار کیا اور عتقاد الہی سے انکار کیا۔

۱۶۴ سال ۱۶۴۲ء کے عہد قمریہ محمد علی علیہ السلام

اسلام میں وہ بہانیت نہیں ہے تاہم وہ اہل علم کی طرح بالکل رفاہیت اندیشہ پرستی کو بھی ہاتھ نہیں ڈارتا، اس لئے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں منواتے کا حکم دیا ہے، تاہم اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ پٹیاں جہاں بجائیں، حضرت عسکریؑ عجل العزیزؑ کے زمانہ میں اس قسم کے بہت سے شوقین پیدا ہو گئے تھے، اس لئے انہوں نے پریس مینوں کو حکم دیا کہ حجہ کے دن مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو جائیں اور ہر شخص پٹیاں جمائے ہوئے گزرے، اس کے بال کاٹ لیں، یہ

حضرت عمرؓ عجل العزیزؑ کو اس باب میں خاص مہتمام تھا کہ عرب کی قومی خصوصیت مٹنے نہ پائیں، چنانچہ ایک بار ان کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ جب سامنے طشت اور کھ کو تو کہتے ہیں تو قبل اس کے طشت پانی سے بھر جائے پانی پھینک دیتا ہے، تو غصہ ہی اور اذیت کو دکھا کر یہ عجیوں کا طریقہ ہے، اب جب تک طشت بھر نہ جائے یا یہ لوگ گارے نہ بھر جائیں پانی نہ پھینکا جائے، یہ

سیرت عمر بن عبد العزیزؑ، طہقات ابن سعدؑ

طہقات ابن سعدؑ، ذکرہ عمر بن عبد العزیزؑ ص ۲۸۲، سیرت عمر بن عبد العزیزؑ ص ۸۸

تدوین حدیث

قرآن مجید کے بعد اسلام کے حکام اسلام کی تعلیم اور اسلام کے اخلاق کا مجدد صرف وہ کلمات طیب ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہیں حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے لئے سے پہلے وہ صرف صحابہ اہل بیتؑ کے سینوں میں محفوظ تھے، بخلاف مسلم امّت اور حدیث کی دوسری کتابیں جو احادیث صحیحہ کا بہترین مجموعہ ہیں، اس وقت تک وجود میں نہیں آئی تھیں اور حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے اس طرف توجہ نہ کی ہوئی تو علم حدیث کا یہ ذخیرہ وجود میں نہ آسکتا، لیکن انھوں نے دیکھا کہ نقصان نہ رہے اس کے ساتھ علم کا گہرہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور اس کے ساتھ علوم شرعیہ کے مٹ جانے کا بھی اندیشہ ہے، اس لئے انھوں نے قاضی ابوبکر بن مسلمہ کو جو ان کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے لکھا کہ:

انظر ما كان من احاديث رسول	احادیث نبویہ کی تلاش کر کے ان کو
الله صلى الله عليه وسلم ما كتبه	کیونکہ مجھے علم کے شے اور علماء کے خواہنے
فاني حقت دروس لعلي وذهاب	کہ خوف علوم ہوتا ہے اور صرف رسول اللہ

الحفاظ ولا یقبل الا بحديث الثقی
صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث متبوع
کی بنائے۔

حافظ ابن حجر نے فتح باری میں ابو نعیم کی تاریخ و متبوعان سے ایک روایت نقل کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف ترمذی اور ترمذی کے گورنر کے ساتھ مخصوص تھا، بلکہ انھوں نے تمام صوبوں کے گورنروں کے پاس اسی حکم کا فرمان بھیجا تھا، ہر حال اس حکم کی تعمیل کی گئی، اور جمع شدہ احادیث کے متعلق مجموعے تیار کر کے تمام ممالک و سرزمین تقسیم کئے گئے۔

جماع بیان العلم میں متحدین ابراہیم سے روایت ہے۔

امام ابو نعیم عبد العزیز بن ابی نعیم
ہم کو عمر بن عبد العزیز نے جمع حدیث کا حکم
دیا ہے اور ہم نے دفتر کی دفتر میں
اور انھوں نے ایک ایک جگہ پر لکھا
ان کی حکومت تھی۔

فتح باری جلد اول، قول ص ۱۴
جماع بیان العلم ص ۲۸

تعلیمِ مذہبی کی اشاعت

احادیث کی تدوین و ترتیب کے بعد دوسرا کام یہ تھا کہ عام طور پر ان کی ترویج و اشاعت کی جائے، اس لئے حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے اسی ذریعہ سے ان کو یکساں مسدوم کو اس طرف بھی توجہ دوائی اور لکھا۔

وَيْطُوعُوا الْعِلْمَ وَيُحِبُّوا حَقَّ الْعِلْمِ
اور ان کو چاہیے کہ عام طور پر علم کی اشاعت
حق لا یعلم فان العلم لا یصلح حتی
کریں اور تعلیم کے لئے صلحہ درس میں بیٹھیں تاکہ
یكون سوا۔
چونکہ نہیں جانتے وہ جاننا ہی کیونکہ علم اس
وقت تک نہیں بڑھاؤ تا جب تک کہ وہ غنی نہ لکھا جائے۔

ایک اور عامل کو لکھا۔

لَمَّا بَدَأَ فَاَمْرَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يَنْشُرُوا الْعِلْمَ
ابن علم کو حکم دیا کہ اپنی مسجدوں میں علم کی
تساعت کریں، کیوں کہ حدیثیں سرکاری
قد امیتت۔
میں۔

(۷) اور چونکہ لوگ اس عہد میں مصروف ہوئے ان کو شکر معاش، اور

طہر بات زہدی سے ہا نکل بے نیاز کر دیا، چنانچہ محقق میں جو علماء تھے ان کی نسبت
وہ اس کے گورنر کو لکھا۔

الطہرانی القوم لہم بنی صبرا انصہم
واللہ وجہ سواہ فی المسجد عن طلب
الہیاء فاعط کل رجل منہما ما شاء
وہیاد مستقیموں پہا علی ہم صیہ
من بیت مال المسلمین جہن پائیہ
لکھا ہذا

جن لوگوں نے دینا چھوڑ کر اپنے آپ کو
نقد کی تعلیم کے لئے تلف کر رکھا ہے
ان میں ہر ایک کو جس وقت میر عط
پہنچے بیت المال سے سو دینار دوں گا
وہ لوگ اس حالت کو قائم رکھ
سکیں۔

یہ قیاضی عمار کے ساتھ مخصوص رہی، بلکہ اسی قیاضی کے ساتھ طلبہ کی نف
بھی معطر رکھے تھے۔ ان عمار کی اربعہ اطراف جمعیت طلب کا اس قدر خیال تھا
کہ ہر سکن تدبیر سے ان کی ضروریات کو پورا کرتے تھے۔
کاسم بن مغیرہ ایک محدث تھے، جو نہایت شہر کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے
وہ آئے نو دن کی جانب سے ستر دینار تہن ادا کیا اس کی دی اورو ۵۰ دینار
وطلبہ مقرر کر دیا تھے

ایک بار مجاہد ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، کہ ان کو تیس ہجری ہجری دینے لگا
کہ یہ رقم میں نے اپنے طلبہ سے دی ہے۔
۳۴ بیت سے لاکھ کے لوگوں کی تعلیم کے لئے خود متعدد علماء کو روانہ کیا، حضرت

سیرت عمر بن عبد العزیز جس ۹۵ ھ میں جامع بیان الحکم جس ۸۸ ھ میں تذکرۃ الحفاظ جس ۹۹ ھ
تذکرۃ قاضی میر ۱۰۰ ھ میں تذکرات ابن عساکر ۱۰۱ ھ میں تذکرۃ الحفاظ جس ۱۰۵ ھ

تاکت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے غلام الحدادیہ کے لقمہ تھے، ان کو نصیبی کر دیا
کے لوگوں کو نصیب کی تعمیر دیں چنانچہ اس تعلق سے نافع نے وہاں تہ قرآن قہر
جیشل بن ماہان جوشتہ اور میں تھے ان کو نصیب سے مغرب کو بھیجا کہ وہاں
جا کر لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں

ہذاں کی تعلیم و تربیت کس لئے تھی یہاں الی ملک دمشق اور حدیث بن
مکہ شامی کو تئیں کیا اور ان کے دلچسپی مغرب کئے تھے یہ لے کر ولید بن ابی
حداد نے وہاں سے انکار کیا حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کو خبر ہوئی تو کھارے دیے
جو کہ کیا اس میں بھی نہیں اور غلام میں تھا جیسے بہت سے اشخاص پیدا کئے
۴۔ تعلیم کے علاوہ لوگوں کے رشاد و ہدایت کے لئے تمام ملک خود
میں داخلہ اور منظم مقرر کئے، چنانچہ شافعی ابو کثیر اسمی کرچہ ان کے ادب کے قول
تھے اسکتندید کا داخلہ مقرر کیا تھا میں خود وہاں اس خدمت پر حاضر تھا اس
کو حکم تھا کہ تیس سے وہی لوگوں کو داخلہ و پند کرے

ان کی خدمت پر متعدد لوگ حاضر تھے، اور ہر لوگ حاضر تھے وہ، شافعی
ورڈگار تھے، شافعی حضرت مسعود بن عبدالعزیزؓ کے خدمت میں ہی رہا
جیسے تعلق کی فی حدیث وہ بزرگ میں جہوں نے سب پہلے اپنی تفسیر کو انوار حدیث
سے آشنا کیا، چنانچہ علامہ سیوطیؒ حسن الحامیریؒ کہتے ہیں۔

نہ حسن الحامیریؒ اس ۱۱۶۰ھ تکانی شافعی ملاحظہ فرمائی کہ حسن الحامیریؒ ۱۱۶۰ھ

۱۱۶۰ھ ہجرت کرکے ہجرت ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ

۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ ۱۱۶۰ھ

وہ بچے شخص ہی شخصوں نے قصر میں تعلیم ظاہر کیا
اور علال و حرام کے مسائل کو راجح و بدواہل
کے لوگ اس سے بچے صرف ترغیب اور ترغیب
و غیرہ کے متعلق رہا یہ کہتے تھے وہاں میں
اشخاص میں میں ہی کہ جس کے متعلق حضرت عمرؓ
عمر العزیزؓ نے افتاد کی خدمت کی تھی۔

ہو اور منظر العدم بصر و المسائل
لی، لعل و العدم و کبر ذلک کا قوا
الغیر لثون فی التذقیب و الملاحم و
الغیر و ہم احد ثلاثہ جعل ینہم
عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

فرق مغازی اور مناقب صحابہ کی تعلیم عیسیٰ

مغازی اور مناقب صحابہ کی طرف اب تک علمی حیثیت سے کسی نے اعتقاد
نہیں کیا تھا، حضرت عتبر بن عبد العزیزؓ نے خاص طور پر ان کی طرف توجہ کی اور
عاصم بن عمر بن قتادہؓ کو جو مغازی اور سیرت میں کمال رکھتے تھے، حکم دیا کہ مسجد دمشق
میں بیٹھ کر مغازی اور مناقب کا درس دیں یہ

عصم بن عاصمہ عجلہ ازلہ ص ۱۲۰ یہ تندیب التہذیب ترجمہ عاصم بن عاصمہ عجلہ ازلہ



یونانی تصنیفات کی اشاعت

حضرت مسٹر بن عبد العزیزؒ کا اصلی فلسفہ اگرچہ کتاب و سنت کی اشاعت
 کرنا تھا، اہل انصاف نے ہر ممکن ہر تدبیر سے اس کی اشاعت کی تاہم غیر قوموں کے یہ
 علوم و فلسفہ سے بھی، انھوں نے مسئلوں کو بالکل دیکھا نہ نہیں سکتا۔
 اہل بیت میں ایک یونانی حکیم اہرن افس کی ایک مشہور کتاب تھی جس کا ترجمہ
 ماسر جو یہ لے تروان بن حکم کے زمانہ میں عربی زبان میں کیا تھا، یہ کتاب شاہی کتابخانہ
 میں محفوظ تھی، حضرت مسٹر بن عبد العزیزؒ نے اس کو دیکھا تو چاہیں روزنامہ
 اشتیاع کیا، اس کے بعد عام طبع پر اس کو خاک میں ملا دیا گیا۔

۱۔ ہمارے حکماء میں ۱۱۲ تذکرہ ماسر جو یہ

رفاءِ عام کے کام

اس سلسلہ میں حضرت شمس بن عبد العزیزؒ نے تمام مالک محسوسہ میں نہایت
گہریت سے سرائیں بنوائیں، پچاس چھ حرات کے عامل کو لکھا کہ وہاں کے راستوں
میں بہت سی سرائیں تعمیر کرائی جائیں۔

اور تھمرقند کے عامل سلیمان بن ابی الشری کے پاس فرمان بھیجا کہ وہاں کے شہر
میں سرائیں تعمیر کراؤ، جو مسلمان اُدھر سے گزریں ایک شیشہ ریز ان کی مہمان نوازی
کرو، ان کی سواروں کی حفاظت کرو جو ہمارے میں ہو، اس کو دو رات اور دو دن
مقیم رکھو۔

اگر کسی کے پاس گھر تک پہنچنے کا سامان نہ ہو تو اس تعداد سامان کرو کہ بچے
اس میں پہنچ جائے۔

ایک عام لشکر خانہ قیام کیا، جس میں تمام فقراء، مساکین اور مسافروں کو کھانا ملتا تھا
مالک محسوسہ میں چوبیس آگاہیں تھیں ان میں یقین کے سوا تمام چوبیس آگاہوں کو

۱۔ طبقات ابی اسد مذکورہ حضرت محمد بن عبد العزیزؒ کے ۳۵۵

۲۔ طبقات ۳۶ ۳۔ طبقات ۳۶۹

عام کر دیا، اعدائے متعلق ایک عامل کو رکھا۔

قبلاً حمی مت، لا دخل الا بمتحم
 جو زمینیں چراگا، نہ لگنی ہیں تو ہمارا برا
 احد موافق القطر ما بجز الاعداء
 برسات کا پانی گمے سے کسی کو نہ لگا
 ثما البهاؤ
 جاتے، اسی لئے چراگا جس کو عام کر دیا اور
 ضرور عام کر دیا
 جتنا کر بھی بالکل وقفہ عام کر دیا تھا یہ

۱۰ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ۲۵۳
 ۱۱ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ۲۵۴
 ۱۲ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ۲۵۵

عمارات

حضرت عسکری بن عبد العزیزؑ کے کارنامہ تھے زندگی میں جو چیزیں لیا نہایت نظر آتی ہے وہ عمارتوں کے سنگرسے ہیں، ان کے عہد خلافت میں ایک عمارت بھی شاندار طرز پر تعمیر نہیں ہوئی، انھوں نے نہایت معمولی طور پر صرف ضروری عمارتیں تعمیر کرائیں، اور ان میں بھی زیادہ تر دیہی عمارتیں، چنانچہ ان تمام عمارتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

مساجد [آئینہ میں تبصرہ جو مدی بن النجار کی مسجد گشتی ترقاضی ابو بکر بن حزم نے اس کی تعمیر کی طرف ان کو توجہ دلائی، انھوں نے جواب میں لکھا کہ میری نمونہ تعمیر جس کی میں دیکھا ہے اور ایک پتھر پر دوسرا پتھر ایک اینٹ پر دوسری اینٹ رکھوں، ایسی ہی اس مسجد کو متوسط پائے پر کچی اینٹ سے تعمیر کرواؤں۔
علامہ ابن حبیب نے شہر آمل ایسی کے حالات میں لکھا ہے کہ یہاں قد جامع مسجدیں ہیں، ایک جدید اور ایک قدیم، قدیم حضرت عمر بن عبد العزیزؑ کی تعمیر کردہ ہے، ایک سمت پر لی ہوئی ہے۔

اور دمشق کی مسجد کے ذکر میں ایک جگہ صحت لکھا ہے کہ اس کے شمالی دروازہ کے

ماننے ایک چھوٹی سی مسجد ہے، اور حضرت عمرؓ کی جد امجدؓ کی طرف منسوب ہے۔
تاریخ حلب میں ہے کہ حضرت عمرؓ بن عبد العزیزؓ نے کثرت سے گئے اور وہاں کے
لوگوں کے لئے ایک جامع مسجد اور ایک تالاب بنوایا۔

محمد بن انصاف حرم | غلام کے لئے اس کی اکثر حدود و حرم کی تجدید ہوئی۔ یہی تھی حضرت
عمر بن عبد العزیزؓ کے لئے جو اپنے نود خلافت میں قرعہ کے گوند نہ کاٹنے والے ہو کر رہے
کہ کھاکو وہ حدود و حرم کی تجدید کریں۔

قصیر شامی | تاریخ حلب میں ہے کہ حضرت عمرؓ بن عبد العزیزؓ نے غاصروں میں ایک
عمل تعمیر کرایا تھا، جس میں اگر کثرت کم کرتے تھے تو یہ سب کھانا ان کے حدود
خلافت میں اس کے سوا کوئی سرکاری عمارت تعمیر نہیں ہوتی۔

ایک ہارثی بن ارطاة نے بقرہ کی دارالاراکہ کے اوپر ۲۰۰۰ گاونڈ بنوایا۔
تو حضرت عمرؓ بن عبد العزیزؓ نے بقرہ روک دیا، اور لکھا کہ تیرے لئے وہ مکان بھی
تنگ ہے جو زیادہ اور آباد کیا دے کے لئے وسیع تھا، پھر انھوں نے اس کی تعمیر سے
بند کر دیا۔

شہروں کی آبادی | استیخان بن عبد الملک جب ولید کی طرف سے فلسطین کا گورنر
مقرر ہوا تھا، اسی وقت اس نے شہر مدینہ کی بنیاد ڈالی تھی جس میں سب سے پہلے
اس نے اپنا محل اور دارالانصاف بنی تعمیر کروایا تھا جس کے وسط میں ایک تالاب بھی تھا

۱۔ رطاب بن جبر ۲۰۰ ص ۱۶۶ لے تاریخ مملکت حلب ص ۱۰۱

۲۔ حیات الامامہ، تذکرہ عمر بن عبد العزیز ۲ ص ۲۹۰

۳۔ تاریخ مملکت حلب ص ۱۰۱ ۴۔ مستخرج البلدان ص ۲۰۰

اس کے بعد ایک مسجد کی داغ بیل ڈالی گئی، لیکن ابھی اس شہر کی تعمیر کا کام چھاری تھا کہ
 اسی دن زمین وہ خلیفہ ہو گیا، اور اس کے بعد خلافت میں بھی تعمیر کا کام برابر چھاری رہا،
 اس کے انتقال کے بعد جو کئی مہنگی تھی، اس کو حضرت مستہربن عبدالعزیزؒ نے پورا
 کیا، سپہن شہر کی داغ بیل جس وسیع پیمانے پر ڈالی گئی تھی، اس میں کمی کر دی،
 ورنہ کہا کہ ابی رمدہ کے لئے اس قدر کالی ہو گا یہ۔

مستہربن جویری میں مدینوں نے لاز قیہ کو جو ایک ساحل شہر تھا برباد کر دیا، تو حضرت
 عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسے اس کی تعمیر اور قلعہ بندی کر لی۔

۱۷۹ قمری تاریخ البلدان ص ۱۳۹

۱۸۰ قمری تاریخ البلدان ص ۱۸۰



سیاست و حکومت

فرائض خلافت

انسان میں مختلف قابیلیتیں بہت کم جمع ہوتی ہیں، جو لوگ دماغی اور عقلی حیثیت سے ممتاز ہوتے ہیں، ان میں اخلاقی اوصاف بہت کم پائے جاتے ہیں جو لوگ مذہبی اعمال میں اپنی زندگی صرف کرتے ہیں وہ دنیا کے اور کام ابھی طبعاً انجام نہیں دے سکتے، اور جو لوگ ملکی و سیاسی کاموں کو نہایت سرگرمی کے ساتھ انجام دیتے ہیں ان کے ہاتھ سے مذہب اور اخلاق کا سرسبز ہونا بالکل چھوٹ جاتا ہے۔ لیکن قدرت کا کوئی کام استثنائے سے خالی نہیں اور حضرت عمر بن عبدالعزیز اس استثناء کا ایک نہایت عمدہ مثال ہیں۔

وہ میں راہبندی اور مستوحی کے ساتھ مذہبی اعمال انجام دیتے تھے۔ اسی شوق و ضعف کے ساتھ خلافت کے فرائض بھی ادا کرتے تھے، ان کی مشغوبیت کو دیکھ کر بعض اشخاص ترس کھاتے تھے، اور ان کو آرام لینے کی ترغیب دیتے تھے لیکن ان پر ان کی نصیحتوں کا کوئی اثر نہیں پڑتا تھا، عام معمول یہ تھا کہ دن بھر دعائے کے معاملات اور مقدمات کے فیصلوں میں مشغول رہتے، عشاء کے بعد چراغ جلا کے بیٹھتے اور پھر یہی کام شروع ہو جاتا۔ اس کے بعد اس راہب راستے سے مورخ خلافت کے متعلق مشورہ

ہتے رات کے بقیہ اوقات جو بچتے وہ عبادت گزاری اور ستر مست میں صرف کرتے
 ایک دن تھا۔ یہاں حیوۃ نے جو ان کے مشیر خاص تھے کہا کہ بے امیر المؤمنین یا آپ کے
 اوقات تو بالکل رعایا کے معاملات میں صرف ہوتے ہیں، رات کو قہر و اسرار صحت
 کا جو وقت ملتا ہے اس کو ہماری صحبت میں صرف کر دیتے ہیں۔ ہمارے لوگوں کی عادت
 کے نقل ہار آور ہوتی ہے اور مشورہ و مناظرہ و محبت کا اندازہ اور کثرت کی کمی ہے
 جن کی وجہ سے کوئی رے گمراہ نہیں ہوتا۔

اس مستحق کی بنیاد پر روز کا کام اسی روز انجام دیتے، ایک دن ان کے بھائی
 زیان بن محمد اصفویؒ نے ان کو مشورہ دیا کہ کبھی کبھی سیر و تفریح کے لئے باہر نکل جایا
 کیجئے۔ بولے تو پھر اس دن کا کام کیوں کر انجام پائے گا؟ انھوں نے کہا کہ دوسرے
 دن ہو رہے گا۔ بولے روز کا کام روزنا انجام پنا جائے تو یہی بہت ہے، ہر دن
 کا کام ایک دن میں کیونکر پورا ہو گا؟

یعنی غماص نے ان کی فرصت کے اوقات سے متمتع ہونے کی خواہش
 ظاہر کی تو بولے فرصت کہاں؟ فرصت گئی، اب صرف خدا کے یہاں فرصت
 نصیب ہوگی۔

۱۔ سیرت علیہ السلام ۲۷۰ طبقات ابن سعد ص ۲۵۶

۲۔ سیرت علیہ السلام ۲۷۰ ص ۱۹ طبقات ابن سعد ص ۲۹۳



خصوصیات حکومت

خلیفہ ہونے کے بعد حضرت عمر بن عبدالمعزؓ نے جو یہاں مطلب کے نام پر وزن رو نہ کیا اس کو یاد کر اس نے صاف کہہ دیا کہ ”یہ اُن کے اسلاف کا کام نہیں معلوم ہوتا اور نہ اُن کی شہرہ پر چلنا نہیں چاہئے۔ یہ اُن کے نظام حکومت کی خصوصیت ہے۔ یہ ایک اجماع دیرپہ ہے۔ اس لئے تم کو تفصیل کے ساتھ بتانا چاہئے کہ ان کا طریقہ کیا ہوا ہے۔ اور وہ کن اسباب کی بنا پر تمام غلطیوں سے محفوظ رہے۔ اگرچہ یہ اختلاف اُن کے نظام حکومت کے تمام جزئیات سے غلط ہو سکتا ہے۔ لیکن جن خصوصیات کی بنا پر اُن کا وہ حکومت تمام غلطیوں سے محفوظ رہے وہ نہایت سے ممتاز خصوصیات ہیں۔“

۱۔ اعلیٰ انتظامیہ کہ بنیاد صرف کتاب و سنت اور آثار صحابہ پر قائم ہے۔
 ۲۔ لیکن حضرت عمر بن عبدالمعزؓ کے دور سے پہلے یہ بنیاد بالکل متزلزل ہو چکی تھی۔
 ۳۔ حضرت عمر بن عبدالمعزؓ نے دعوامعاش کو قائم کیا، اور عمر بھر قائم رکھا، چنانچہ ایک ہارنامہ حج میں حیدرؓ نے تو عام الامان کیا کہ جو عامل کتاب و سنت پر عمل نہ کرے اس کی طاقت فرض نہیں ہے۔

ایک مکتبہ پر حسب تمام میں دیہاتے ان کے سامنے دیکھ کے اقد کی ایک مسئلہ
 پیش کی تو اس نے یہ منہ کی کتاب زید کی کتاب سے زیادہ قابل امتحان ہے
 ابو کی بنی مسموم کا لڑل ہے کہ حضرت عمر بن عبد الصمد کا جو خط آتا تھا اس
 میں منہ کے زندہ کرنے اور چلت کے مودہ کرنے کا حکم دئی جود پر ہوتا تھا ملواتے
 ملے کہ اگر خدا میرے گوشے کے کڑاؤں کے داریج سے ہر چہ صحت کو مودہ اور ہر سست
 کو زندہ کرے یہاں تک کہ اخیر میں میری جانی پر بن جائے، تو خد کے معاملہ میں شام
 آسان کام ہو گا، انھوں نے اس خصوصیت کو اپنی زندگی کی روح مدد سے قرار دیا
 تھا، اور فرماتے تھے کہ اگر میں سنت کو زندہ نہ کر سکوں، یہ شاہراہ حق پر نہ چل سکوں
 تو یک منہ بھی زندہ رہنا پسند نہ کروں گا۔

خلیفہ محمد شہیدین کے دور خلافت میں سب سے زیادہ روشن زمانہ حضرت عمر
 بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا تھا حضرت عمر بن عبد الصمد نے سیاسی منزل میں
 قدم رکھا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہی کے لفظی قدم کو چر بھار دیا،
 چنانچہ اس کے متعلق سادہ بن عبد اللہ کہ ایک خط لکھا جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔
 وقد رأيتك من بعد في الناس میں چاہتا ہوں کہ رہا یا کے ساتھ میں حضرت
 بسيرة عيسى بن مريم عليهما السلام تو بن الخطاب کی مدد اختیار کروں بلکہ
 تقى الله ذلک واستطعت اليه یہ خدا اگر منظور ہو اور میں اس پر قائم ہوں۔
 سبيذ واجعل الى بكتب طبر و قسطن یہ میرے پاس حضرت عمر کی تحریر ہے
 في حق القبط و اهل الهند واليمن ان کے وسیع سے انھوں نے مسلمانوں کو دینا

لے گا بعد آپ لنگ حق کے ساتھ استسار پائیں گے میں آپ لوگوں کی دلالت کے میر
 کوئی کام انجام نہیں دینا چاہتا، یہ سُن کر تمام بزرگوں نے اس کو بڑے غیر کی
 لادہائی، تکلیف دہی نے توبہ منتہی لوگوں کو نیدر خاص مقبول کیا، جو ان کو تمام غلی
 مساطات میں مشورہ دیتے تھے، طبقہ بن صحر میں ہے۔

کان المصر من عبد المصر عبد
 حضرت توبہ بن صحر کے چند صاحب نے
 یہ تظہروا فی امور الناس
 جو دنیا کے مساطات میں طرز بیان کرتے تھے
 (۳) ان کے بعد حکمران کی ایک خصوصیت ہے کہ ان کے زمانے میں علماء کا
 رواج و قدر بہت زیادہ ترقی کر گیا، وہ ہمیشہ علماء سے مشورہ لیتے تھے، علماء
 صحبت رکھتے تھے اور علماء کو مقرب بارگاہ بناتے تھے، فقہات میں متعدد علماء کے ہم کمرے
 میں جو ان کے غرض میں تھے، قدی بن ارقاء کو جو ہمیشہ شرعی امور میں ان سے مشورہ کیا
 کرتے تھے، لکھ کر ان کی نصیحتوں میں ہمیشہ ایک مسلمان کو تکلیف دیتے ہو کر کھڑے سنت
 کے متفق مستفاد کرتے، کہ اس طریقے سے میری غلطی کرتے جو خدا کی قسم میں ہری
 خدا سے لئے کافی ہیں، جب یہ خط اپنے توبہ سے لئے، اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے
 غرض سے مستسار کیا کہ علماء اور خالق حسن بھری پر ہم کہے کہ وہ اس میں ایک
 بڑے دہم کے شخص ہیں بعد ان کو میرے خط پر یاد کر سنا دیتے۔

عمل کو

نماز قیام کا نظام سلطنت اس زمانہ کے نظام حکومت سے بالکل مختلف تھا۔ ساری سلاطین کی شخصیتیں وہں جاتی ہیں، نظام حکومت اس وقت چلتا ہے شخصیت کی جگہ جمہوریت سے ملتی ہے، لیکن سلطنت کے اوصاف و جوارح یعنی مثال پر ان کا کوئی اثر نہیں پڑتا، لیکن قیام زمانہ میں سلاطین کی شخصیت کا نظریہ تبدیل کرنا تھا۔ سلطنت کا انتخاب کلی تھا، اور یہ انتخاب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پہلی بار کیا گیا تھا۔ انہوں نے خلافت کوئی چاہی جن کا مادہ حضرت خیر ساریہ کے زمانہ میں ان تمام مفہم کی اصلاح کرنی چاہی جن کا مادہ حضرت خیر ساریہ کے زمانہ میں سے روز بروز بڑھتا رہتا تھا، لیکن اس کے لئے سب سے بڑی ضرورت ان پڑندوں کی تھی جو نہایت یک نیتی اور خلوص کے ساتھ سلطنت کی کل کرپانی اور ان کے زمانہ میں اس قسم کے جو مصالح تقریباً مفقود ہو چکے تھے، ایسی ہی معاویہ کا قول ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ایک نہایت تیز دست علاج تھے، لیکن ان کے پاس اور ارادہ تھا جس سے وہ کام ایسے طریقہ و صورت کر رہے تھے، لیکن یہ کہ نظر آتا تھا کہ ان کے لئے جس قسم کے اطوار و نصاریٰ ضرورت ہے، وہ سرکاری دفاتروں میں نہیں مل سکتے، اس لئے وہ اپنی نگاہ کو دور دور تک ڈالتے

لے، اندر جاں کہیں کوئی سرخ بلند آشییاں نظر آتا تھا، اس کو اس جہاں میں پہنچاتا
 جاتے تھے، جس میں خود گرفتار ہو چکے تھے، ہلکتے صاف نہیں یہ سے ایک بڑا رنگ
 قائم یہی عزت گزریں تھے، حضرت عمر بن عبد العزیز و ملا کہ معلوم ہوا تو ان کو لکھا کہ
 سچے مددگار کہیں نہیں ملتے، آپ میری عزت فرمائیے، انھوں نے جواب دیا کہ
 میں گنہگاروں کی عزت نہیں کر سکتا، تاہم مثال مسطنت کا نظریہ مزیدی تھا، اس
 لیے حضرت عمر بن عبد العزیز نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی مختلف اشخاص
 کو ذمہ داری کے مختلف عہدے دیئے، جن کے نام کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

آبوبکر بن محمد بن حزم

سیدان بن عبد الملک نے ان کو تہمت کا
 گورہ مقرر کیا، ثناء اور حضرت عمر بن
 عبد العزیز رضی اللہ عنہما نے بھی ان کو اس عہدے
 پر قائم رکھا۔

ان کو کد کا گورہ مقرر کیا۔

ان کو تھرا کا گورہ مقرر کیا۔

ان کا یمن کا گورہ مقرر کیا۔

ان کو تہمت کا گورہ مقرر کیا۔

ان کو قرطبہ کا گورہ مقرر کیا۔

ان کو دمشق کا گورہ مقرر کیا۔

ان کو حجاز کا گورہ مقرر کیا۔

عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن خطاب

عبدی بن اریق

عزیز بن محمد بن عطیہ اصمدی

عبدی بن عدی، لکندی

عبدی بن عبد العزیز بن عبد الوہاب

محمد بن سعید الطبری

جراح بن عبد اللہ، لکندی

سیرت عمر بن عبد العزیز، ص ۱۳۰ کے مکتوبات ابن سعد، ذکر حضرت عمر بن عبد العزیز، ص ۱۹

لیکن ان کے لئے بہت سے حصے بہت سے حصے بہت سے حصے تھے جو حضرت
 عمر بن عبد العزیزؓ کے تعلیم و تربیت کے لئے ضروری نہ تھے، شفا میں بہت سے
 مرد و عورت پرورد تھے جو کہ اور دکانیں کی شان و شوکت اور اہل مصارع
 کے لحاظ سے ضروری خیال کیا جاتا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے نام سے
 ان کی تعداد چھ سو تھی، ان میں تین سو پچیس کے حقوق دیکھتے تھے، عذین کو پچھتر
 تھے، بیسویں حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کو دہرہ و تقشف نے اس قسم کی شان و شوکت
 کے اظہار سے بے نیاز و در توکل بنا دیا، اللہ نے ہر قسم کے فخر و شرف سے نڈر کر دیا تھا
 اس لئے انہوں نے ان لوگوں سے صاف صاف کہہ دیا کہ تم سب بے نیاز رہو
 تقدیر میری محافظ اور صحت میری نگہبان ہے، وہ تمام ان کو اہل موقوفین
 بھی مناسب طریق سے دیا، اس پر حکم دیا کہ ہر شخص رہنا چاہے اس کو دوسری
 تنخواہ ملے گی، اور ہر شخص قطع تصدق کرنا چاہے وہ قطع تصدق کر سکتا ہے۔

فصلیہ مشیت سے انہوں نے صرف نام نہاد بیان کو موقوف کیا، جو عادات
 اور طلاق کے سامنے پیشہ طور سے لئے جوئے کھرا دیتا تھا، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ
 کو اس کی تباہی و بربادی کا پچھلے سے دل آفرین ہو چکا تھا، اس لئے عین مقرر
 ہونے کے بعد خالد حسب معمول تمنا لے کر سامنے کھڑا ہوا تو حضرت عمر بن عبد العزیزؓ
 نے کہا کہ خالد یہ تمنا لے کر دے، خود وہ ایک عیسوی لئے خالد کو پست کرتا ہوں، اس
 کو تو کبھی بلند نہ کرنا، خالد کی موت لڑنے کے بعد اس کی جگہ عمر بن عبد العزیزؓ کا
 معزز کیا، ہر ساری مذہبی شخص تھا، تہمتوں کے عزوں و نصیب کا دلور و دلور انہوں

پر تھان کی تفصیل مسہطیل ہے۔

۱۱۔ کوئی شخص جو حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کا قراہت میں رہا اس کو بھی عامل مقرر نہیں کرتے تھے، بیٹھے سے زیادہ کون عزیمت ہو سکتا ہے، ایسی حضرت عمرؓ کی عہد میں نے اللہ سے کسی کو کوئی عہدہ نہیں دیا، ایک بار تمام پیشوں کو بیچ کر کے پوچھا کیا تمہیں پسند ہے کہ میں تم میں ہر ایک کو ایک ایک صوبہ کا گورنر کر دوں، اور تم چلو قرقہ سے ساتھ ڈاک کا گھنٹہ دو بھتا ہو چلے، ایک لڑکے نے کہا تمام آپ کو کرنا نہیں ہے اس کا سوال کیوں کرتے ہو؟ میں نے تو دیکھتے ہو کہ میرا لڑکھ پڑانا ہو چلا ہے، ایسی میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ تم اس کو اپنے عزیزوں سے میل کر دو، پھر تم کو پناہ دین کیونکر ہو کر دوں کہ ہر صوبہ میں اس کو گرد آلود کر دوں

ایک بار حجاج بن عبداللہ، عسکری نے عبد اللہ بن ابیہم کو عامل مقرر کیا حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کو خبر ہوئی تو لکھا کہ اس کو سرفقت کر دو، کیونکہ اللہ ہاتھوں کے علاوہ وہ خود امیر المؤمنین کا رشتہ دار ہے

۱۲۔ جو لوگ کسی عہدہ کے خرم و شگوارم تھے تھے ان کو وہ عہدہ نہیں دیتے تھے، اور جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلسلہ بھی یہی تھی۔

ایک بار دو بھائی یعنی بلاں بن ابی بردہ اور عبد اللہ بن ابی بردہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے اپنی مسجد میں اذان دینے کے متعلق مقدمہ دائر

۱۳۔ سیوطی عمر بن عبدالعزیزؓ کے بارے میں ۲۰۰ تاریخ الخلفاء میں ہے کہ یہ سوال انہوں نے نہ کیا بلکہ ان کے چہرہ اڑا کر لیا تھا، لیکن یہ کہہ کر ان کے بھی اس میں شال ہوا کہ یہ سیرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی ہے

وصف کو پیش نظر رکھ کر انھوں نے تمام محال کے نام ایک نام لڑان بھیجا کہ اہل قرآن کے
 سوا اور کوئی شخص کسی حد سے پرہیزگار نہ کیا جائے۔ بس ایک نام تمام محال کی طرف سے
 جہاد آیا کہ جہاد ہے۔ اہل قرآن سے کام لیا۔ مگر وہ طائفہ نکلے لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ
 کو اب بھی اس پر اصرار رہا، اور لکھا کہ طائفہ اور کچھ پر نہ معلوم جو نے پائے کہ تم لے لو
 قرآن کے سوا اور کسی کو حال نہ دیا، مگر اہل قرآن میں بھلائی نہیں ہے تو وہ سروں میں
 تو اور نہ ہم کی ہے۔

(۵) ایکس ان کے منہ وہ جس شخص میں مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے کوئی طویل
 پائے تھے، اس کو حکومت کی کل میں لگانا چاہتے تھے۔

ان کے زماہ مخالفت سے پہلے سکیمان بن عبد الملک کے پاس، بلو تھرا کا ایک
 وفد آیا تھا جس میں ایک شخص ابن قدامر نامی بھی شریک تھا۔ سکیمان نے ان لوگوں سے
 بلو مغرب کے بعض حالات سنا لیے، اور ابن قدامر کے سوا سب نے اس کے حال سے
 بیان کیے۔ ولید رخصت ہوا تو حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے قدامر سے خاموشی کی وجہ
 پوچھی، اس نے کہا کہ بھوت پر لیتے ہوئے مجھے خدا کا خوف معلوم ہوتا ہے، حضرت
 عمر بن عبد العزیزؓ نے اس واقعہ کو یاد رکھا، یہاں تک کہ جب علیحدہ ہوئے تو اس کو
 تھرا کا قاضی مقرر کیا۔

وہ تمام اخلاقی اوصاف میں سب سے زیادہ دیانت کا عالم رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک
 بار قادی بن ارعاف کو لکھا کہ لوگوں کے حرفوں کی بھاپیں پڑتا ہے کہ جو شخص ایسا ہو اس کو
 رکھو، اور جس کی بات پر تم کو اعتماد ہو اس کی جگہ دوسرے شخص کو مقرر کر دو لیکن

سات اور پڑھائی پر سب سے زیادہ مکر رہے۔ قلعہ کے لئے اور شہر کے لئے
 تھے۔ لڑنے کے لئے قلعہ میں پانچ گویاں پہاڑ چاہئیں، سنت مجاہد کا نام ہو، عظیم
 عہد ازاد ہو، پاک دامن ہو اور مشہور ہو۔ ۱۹۰۰ء

۱۹۱۰ء حضرت عمر بن عبد العزیز اگرچہ خود اس قلعہ مستشف تھے کہ روزانہ ہم
 ان کے لئے کاف ہوئے تھے، لیکن تمہیں کی نظر ایسی نہ پڑی تھی جس کے ساتھ مقرر
 کی تھیں، چنانچہ ایک بار کسی نے حضرت زبیرؓ میں ان سے کہا کہ آپ خاں کو سوا
 اٹھ گنا، اور سوا اٹھ گناں کمرے میں لے آئے اور خزانہ کس بنا کر دیتے ہیں؟
 کہ اگر وہ کتاب و سنت پر عمل کریں تو یہ بہت کم ہے، یہی چاہتا ہوں کہ ان کا سر
 اور اہل و عیال کے جگرہوں سے خارج کر دوں۔

۱۹۱۰ء اگرچہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی شخصیت صاف کرنے میں کوششیں
 لے کر تھیں، تاہم قلعہ ان کے تحت حکومت کے گرد بہت سی شخصیات جمع کر
 دی گئی تھیں، لیکن یہ تمام شخصیتیں حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی کامیابی تھیں،
 اور اہل کے اشاروں سے یہ تمام پڑنے کے تحت کرتے تھے۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کا قلعہ تھا کہ باہر سے بہت سے فوجیں کھینچ کر
 رہتے تھے، احکام بھیجتے رہتے تھے، ان کو کام کرنے کی ترغیب دے کر سب دیتے

۱۹۱۰ء جبکہ اس سلسلہ کے اثرات ۱۹۱۰ء میں بہت دور ہو چکے تھے۔
 ۱۹۱۰ء میں حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کو کابل، اندام و عہدہ کے تجربہ
 کر کے لے کر آئے کہ ان کو کابل کی حکومت دینی، یہ ایک ایسا عہدہ ہے جس پر
 اس عہدہ کے سوا کسی اور کو کابل چناؤ نہ ہو سکا تھا۔ کابل کے
 (۱۹۱۰ء میں ۱۹۱۰ء)

رہتے تھے، اس لئے طے ہو گیا کہ ان کا خالق اسی ہے۔ اور اگر یہ غلط ہو تو
 یہ عرصہ دن کی طویل رات کو بھی کام کرتے تھے، مادہ یا صرف حضرت غوثیؒ کے بعد ہو گیا
 کی ترغیب و تقریب کا اثر تھا۔

ایک بار ایک عامل نے ان کی خدمت میں کوئی تسکایت کی باتوں کے اس کو
 ایک ایسا موثر خط لکھا کہ وہ اپنے حمد سے کہہ کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور
 لکھا کہ آپ کا خط پڑھ کر میں کا اپنے نگاہ اب اپنی خدمت پر کسی نہ جانوں گا بلکہ
 مختلف بھی جوڑی لے ان تمام احکام و فرامین کو ایک مستقل باب میں جمع کر
 دیا ہے، جن میں اگرچہ نہایت چوٹی بڑی چیزیں شامل ہیں، لیکن باہم اسد حسب
 ذیل ہیں۔

(۱) میرا خدمت سنا جائے وہ خدمت انہی تقسیم و توائف کی طرف ان کو اس قدر توجہ
 تھی کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ نے سوچا کہ جو خط اس میں
 اتنی تینوں میں سے کسی کیسے چیر کی بابت ضرور ہونی چاہی تھی۔

(۲) میں کو خط تاکہ تھی کہ تھج کی مدد اختیار نہ کریں، ایک بار تھی یہ
 رطوبت کو لکھا کہ میں نہیں تھج کی مدد سے مدد نہ ہوں کہ تھج کی مصیبت
 تھا، ایک قوم نے اپنے میں سے اس کی لفظ کا ریس کی موافقت کی، اس لئے اپنے
 میں اس نے جہاں آگیا، لیکن اب وہاں نہ لکھ گیا، اور خدا کی سلامتی پر وہاں
 آگئی، اگر صرف ایک ہی دن رہے تب بھی یہ خدا کا عطیہ ہو گا، میں نے غار کے متعلق

۱۰۰۰ لے تھا کہ یہ سب تذکرہ حضرت عمرؓ نے سوچا کہ اس میں

تہ بھرہ تھج کے بعد میں سوچا کہ اس میں ۱۰۰۰ لے رہتا ہے

کی تقلید سے روکا ہے، کیونکہ وہ بے عمل لیستہ تھا، اور بے عمل سرت کرتا تھا۔
اس کی تقلید سے روکا ہے، کیونکہ وہ بے عمل لیستہ تھا، اور بے عمل سرت کرتا تھا۔
ایک اور عامل تھے قیور کے کھیل لوں کی حد بندی کی تو اس کو لکھا کہ ایسا
نہ کرو، یہ تھا کجا کا طریقہ تھا، اور میں اس کو پسند نہیں کرتا۔

۳۔ تمام عمال کو حسب و نقصان کا سلیقہ تا کیدی حکم تھا۔ ایک عامل نے کہا
کہ ہمارا ظہر و یران ہو گیا ہے۔ کچھ ماں مرمت ڈرائیوے کہ اس کی مرمت کریں اس
کے حوالہ میں لکھا کہ اس کو عدل سے لکھ بد کرو، ظلم سے اس کے راستوں کو مٹا
کر دے، یہی اس کی مرمت ہے۔

ایک عامل کو لکھا کہ مسلمانوں کے خون سے اپنا ہاتھ خشک، ان کے ماں سے
اپنا پیٹ نہا، ان کی عزت سے ہٹی، ان کو غلام رکھ، اگر تیرے ایسا کریا
تو تیرے کوئی اعتراض نہیں، اعتراض ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں؟
ایک عامل کو لکھا کہ تیرے سپنے لوگوں نے جس قدر ظلم کیا ہے اگر تیرا انھیں
اصلاح اور اصلاح کر سکو تو کر دے۔

۴۔ یہ سن کر ان کو صرت اس بات پر متوجہ نہ تھی، بلکہ مناسب طریقہ
سے وہ عمل کے طریقہ عمل کی تحقیق تک بھی کرتے رہتے تھے، کبھی وہ اس سے
پشتہ نہ پائیں۔

تو جہاں عبیدہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار ان سے کہا کہ عرق میں میری
جاند و درمیرے اہل و عیال ہیں، اگر اجازت ہو تو میں ان کو دیکھ آؤں، انھوں

ذمیوں کے حقوق

ذمیوں کے حقوق کی نگہداشت حسب ذیل طریقوں سے ہو سکتی ہے۔

۱۔ ان کی جان و مال کی حفاظت کی جائے، اور اس طریق کی جائے طریقہ
مسلمانوں کی جائے ہو۔

۲۔ ان کی مذہبی حاکمیت محفوظ رکھی جائے، اور ان کے مذہب میں کسی قسم کی
پرستش اندازی نہ کی جائے۔

۳۔ جو یہودی و صومالیہ کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے بلکہ ہر قسم کی رعایتیں کی جائیں۔

۴۔ ان کے حقوق میں ان پر مسلمانوں کو کسی قسم کا تعلق و تفریق نہ حاصل ہو۔

جبکہ مسلمانوں کے مساوی قرار دیئے جائیں۔

۵۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے جو فیہ میں طریقہ تمام چیزوں کی نگہداشت کی

اس کی نظیر خلافت راشدہ کے سوا اور خلفاء کے دور میں یہ مشکل مل سکتی ہے، انھوں

نے ذمیوں کی جائداد کی حفاظت میں خاندانی تعلقات کی بھی پروا نہیں کی،

چنانچہ حبیب اللہوں نے امویہ منصفیہ کو واپس کرنا شروع کیا تو حسنی کے ایک

بورج سے دفعتاً لے کر دھوکہ کر کے اسے امیر بصرہ منین، عباسیوں نے وید پوری عید اللہ کے میری

زمین پر غاصبات قبضہ کر لیا ہے، علمائے بھی وہیں موجود تھے، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے کہا کہ "تم کہا جواب دیتے ہو؟ اس نے کہا کہ اس کو دیکھنے کے لیے جاؤ، میں دیکھ رہا ہوں، اس کی سند بھی ہے، اب تو تم اس کی طرف مخاطب ہوئے، اس نے کہا "میں آپ سے کتاب اللہ کے موافق لیٹھ چاہتا ہوں، میرے خدا کی کتاب و کلمہ کی مشہد پر قائم ہے، عباس تم اس کی زمین چھوڑ دو"۔

ان کے بعد میں زمینوں کی تمام چیزیں اس قدر محفوظ رہیں کہ ان سے دور براہ راست نہیں کیا جاسکتا تھا، چنانچہ ایک مرتبہ شہزادہ نے ایک تیل کی گھوڑے سے گھاریں پکڑ لیں اور باہر سواری کی، تو حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے اس کو ہم گھر سے لگوئے۔

ایک بار ان کے عامل کو لکھواری کی ضرورت پڑی، جو کسی ذاتی کے یہاں تھی۔ اس نے حضرت عمر بن عبد العزیزؓ سے استعصاف کیا، تو انہوں نے لکھ کو پرانا قیمت سے لے لیا۔

جہاں جاندو سے بھی زیادہ عزیز ہے، وہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے دنیا کی جہاں کو مسلمانوں کی جہاں کے برابر سمجھا، ایک یا کسی مسلمان نے خیرہ کے کسی ذاتی کو تسلسل کر ڈالا، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے ان کے گمراہ کو مٹا کر قتل کر دیا، مقتول کے درخت کے حوالے کر دیا، چاہے وہ قتل کرے یا بے رحمت کرے، چنانچہ اس قاتل کو اس کے حوالے کر دیا، اللہ انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔

سیرت عمر بن عبد العزیزؓ ج ۴، صفحہ ۱۶۵، ابن سعد بن عبد العزیزؓ ج ۲، صفحہ ۲۰۰

۱۔ مکتبہ عربیہ اسلامیہ، ۱۹۵۰ء سے نصب لکھنؤ، ۱۹۵۰ء، صفحہ ۲۰۰

حضرت قمر بنی ہاشم رضی اللہ عنہ سے پہلے آنسو کے بعض نے ہی حقوق پامال کر دیئے
گئے تھے، اس بنا پر انہوں نے صرف ان حقوق کی حفاظت ہی نہیں کی بکرا ان کو
نئے سو سے قائم کئے و ملحق میں عیسائیوں کا ایک گرجا تھا، جو علماء و فخر کلمہ
کی ہا گیر میں آگیا تھا، عیسائیوں نے حضرت قمر بنی ہاشم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس
کا دعویٰ کیا، اور انہوں نے اس کو واپس دلا دیا۔

ایک اور مسلمان نے ایک ٹکڑے کی نسبت دعویٰ کیا کہ وہ اس کی ہا گیر میں ہے
مسیحی حضرت قمر بنی ہاشم رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ گرجے عیسائیوں کے مساجد میں داخل
ہے تو تم اس کو نہیں پا سکتے۔

و ملحق میں عیسائیوں کا سب سے بڑا کنیسہ رہتا تھا، حضرت امیر قادیان عبداللہ
بن مروان نے اس کو بیل استدار قیمت پہلے کر مسجد میں لٹا کر تاجا، مسیحی عیسائی
رہنشینیں مہلتے۔ قادیان نے بھی کر سٹش کی ایک بنا کام لے، قادیان نے
جزا اگے کر منہم کر کے مسجد میں لٹا کر یا حضرت قمر بنی ہاشم رضی اللہ عنہ کا نہ
علاقت آیا، عیسائیوں نے اس کی رہی کی و در خدمت کی، اور انہوں نے
اس کو واپس کر دیا، مسیحی تمام مسلمانوں کی اس کا سٹش ملے جو اور انہوں نے
اس کے محل میں طے کے تمام گرجے ان کے حوالے کئے، وہ ان کو اس مقام
سے ہانکا۔

یہ ایک حقیقت اور اصول ہے حضرت قمر بنی ہاشم رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ زمینوں
کے ساتھ شایع لڑی کا بت دیا، عراق میں جب ابن ابی اسف نے قادیان سے

ہلاکت کی، تو اس نے وہاں کے زیند ادوں پر اس کی امانت کا اہتمام قائم کیا بعد
 ان کے غصہ و خراج و جبر کے کہتے رہا وہ سخت کر دیا، وہ اپنے اپنے ہونے میں خاصا
 سادہ پکڑے دیا کہ تھے، اس کے بعد وہ ان کی تہہ و میں کی واقعہ میں شروع
 ہوئی تو حضرت عثمانؓ اور حضرت امیر معاویہؓ نے ان کے ہاتھوں کی تہہ و میں کی کر دیا
 میسک تھا نے اس میں ہیں اس میں طبر معلیٰ، خدا کر دیا، اصل سادہ و
 سوز گئی پکڑے ان پر لازم کر دیتے حضرت عثمانؓ میں سوز و غم کے وہ حالت
 میں ان لوگوں نے اپنے صاحب کا اظہار کیا تو انہوں نے گھٹا کر دوسرے
 کر دیتے، جن کی قیمت آٹھ ہزار درہم تھی۔

برابرہ کے ملک میں ایک گاؤں میں کا نام گزرتا تھا، وہاں کے باشندوں
 سے حضرت عمرؓ نے معاملت میں یہ شرط کر لی کہ عورتوں اور
 بچوں کو فروخت کر کے انھیں جھڑیہ اور کرپڑے گا، لیکن حضرت عمرؓ نے
 نے عام حکم دے دیا کہ اس کے پاس وہاں کی عورتیں ہیں دے ان کے اپوں
 سے نکاح کی درخواست کرے یا ان کو واپس کر دے۔

ذہنوں کے ساتھ جبر و دھوکہ و دھوکہ میں وہ جس قدر بڑی سے کا دیتے تھے
 اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان سے ایک شخص نے پچھا کہ آیا میرا نہیں
 کیا بات ہے کہ آپ کے زمانے میں ہاں رکاز غناہت میں ہے اور دوسرے
 فقار کے رہنے میں اور رکاز غناہت میں اس تھا میرے کہ وہ لوگ انہوں کو قابل

۱۔ فتوح البلدان ص ۴۳

۲۔ فتوح البلدان ص ۴۴

برداشت نکلیں دیتے تھے، اس لئے میں لڑخ پر ہوسکتا تھا وہ اپنے غلہ کو درست
 کو ڈالتے تھے، وہ میں ہر شخص کو اسی قدر تکلیف دیتا ہوں جس کا وہ تحمل برد
 سکے، اس لئے ہر شخص جس طرح چاہتا ہے فروخت کرتا ہے۔“

عقب را کو حکم بھیجتے رہتے تھے کہ زمینوں کے ساتھ برسرِ کار، اخلاقِ ربانیتیں
 کی باتیں چلائے، ایک دار لہدیٰ بن اور طاؤ کو لکھا کہ زمینوں کے ساتھ سرکاری کرد
 اور اگر ان میں کوئی شخص ہڑعاً ہو جائے۔ نیچے اور وہ دار ہڈو اس کے مصارف
 کے متعلق خبردار اس کا کوئی دستخط نہ ہو تو اس کو حاکم و دکر وہ اس کے
 مصارف برداشت کرے جس طرح تھا را کوئی قلام پڑھا ہو جائے تو اس کو آزاد
 کرنا پڑے گا ورنہ مرگ اس کو کھانا پائے گا۔

حکام حقوق میں، انھوں نے زمینوں اور مسلمانوں کو ہمیشہ ایک صف میں
 رکھ دیا۔

ایک دار مسعود بن عبد الملک، وہ دیر اسحق کے چند ذاتی اُن کے دربار میں لڑخ
 مقدمہ کی حیثیت سے آئے، کہ مسعود اگر نشر مل پر بیٹھ گئے اور ذاتی بیجا دے
 کھڑے رہے، حضرت عمر بن عبد العزیز دہلے دیکھا تو کہہ دے کہ ایسا نہیں
 ہو سکتا، اگر تمہیں اپنے لڑخ کے برابر کھڑا ہونا گوارا نہیں ہے تو کسی کو دیکھ
 کہ وہ مسعود نے ایک شخص کو دیکھ کر دیا، وہ حضرت عمر بن عبد المسد پڑنے

مقدمہ کو ان کے غلات میں لپیٹ کر دیا

اسی طرح جب ہشام بن عبد بنک پر ایک عیسائی نے مقدمہ دائر کیا
تو حضرت مسٹر بن عبد العزیز نے اس کو اپنے فریق کے برابر کھڑا کیا، ہشام نے
عیسائی کے ساتھ محنت کلاسی سٹوڈنٹ کی تو حضرت مسٹر بن عبد العزیز نے
اسے ۱۲ ماہ سزا دینے کی دھمکی دی تھی

۱۔ میرٹ میں عبد العزیز بن عبد العزیز نے ایک کتاب میں یہ تصریح نہیں کی کہ یہ جگہ دومی تھی
لیکن ہم نے دیر اسحق کی مشابہت سے ان لوگوں کو دومی سمجھ دیا ہے۔
۲۔ رسائل مشعل عوینہ العیون والحدیث ص ۶

اقامت عدل

کسی نہ قدم کی شرح کا سب سے بڑا معیار یہ ہے کہ اس کے متعلق مہالو امیر و امیرزادے
 پیسداہم جو جائیں، اور حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے عدل و انصاف کے واقعات
 اس میں سب سے بڑے ٹھیکے اترتے ہیں، شعراء حسب مہالو امیر خود پر کسی بادشاہ
 کے عدل و انصاف کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس زمانے میں بھیریا اور
 بکری یکساں پالی پیتے ہیں، اس سے بڑھ کر یہ کہ "بھیریا بکری کا چھوٹا بھائی کرتا
 ہے" مسکن حضرت عثمانؓ بن عبد العزیزؓ کے زمانے میں اس مہالو امیر نے
 کی صورت اختیار کر لی، اور اس کے متعلق بہت سی موقوفات و زمینیں پیدا ہو
 گئیں، چنانچہ موسیٰ بن عیینہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت عمرؓ بن عبد العزیزؓ
 کی خلافت کے زمانہ میں بکریاں چراتے تھے، تو بھیریا بھی ان کے ساتھ
 ساتھ چراتے تھے، مسکن ایک رات ایک بھیریا نے ایک بکری پر حملہ کیا
 تو میں نے کہا کہ دو تیک مرد منہ و دہر گیا، چنانچہ وہ قتل ہو گیا، انھوں نے
 اسی شب کو استغاثاں کیا۔

ابہم کراہی واقعات کی زبان سے یہ بتانا چاہئے کہ اس بے لوث سپردگی
سردِ شمال ہے !

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے عہدِ خلافت سے پہلے ۔

(۱) رعایا کے دس دھماکے اور قاسمہ ز قہنہ کر دیا گیا تھا ۔

(۲) شہد گاو عالم میں تبراٹم کے تمام حقوق پامال کر دیئے گئے تھے ۔

(۳) نہایت سفاک درخوں پر دھماکے مقرر کئے گئے تھے ۔

(۴) محض غلن و شیشیہ کی بنا پر رعایا کو سرسائیں دی جاتی تھیں ، اور ہر دوں

کو غروں کے بدلے میں گریستار کیا جاتا تھا ۔

(۵) رعایا سے بغیر مزد و اجرت بیگار کی خدمت لی جاتی تھی ۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے جو تھے تختِ سلطنت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی ان تمام
مظالم کی طرف توجہ کی ، در بدل واقعات کا منارہ بند کیا ، مؤرخ یقینی لکھتا
ہے !

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے اپنے عہدِ ان کا

نظام عمل الشہد اور اس کا نام نظام رکھا ،

اور اسے نامِ قبل کر لیا کہ لوگ انکام النہی

ان و عمر بن عبد العزیزؓ کے عہد میں

بہت کم تھا ، نرمی اور احسان کا بر لوہ کیا ،

محبت جتنی اور ظلم میں مبتلا نہ گئے اور اہل

نہ بڑے دستور قائم کئے ۔

نکست عمر اعمال اہل بیتہ و

سبھا مظالم و کتب الی ما لہ جمیعاً

اقامہ داری ، اس قدر اہیا ہوا

بلکہ وہ وہ و وجہ فی احکام ، اللہ

سنن سیرۃ سہا عیہم علی المسو

لہ قصہ و قصہ الحق والحق

والاحسن

مجلس میں تمام ہندوؤں کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔

اگرچہ یہ محض ایک مشورہ ہے مگر اس کے بغیر اس کے لئے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔

یہاں سے کام شروع ہوا۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔

اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔

اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اس نے اپنے تمام حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلائی۔

اجتدار ہو چکی تھی، اور سیکڑوں آدمی، چنے و سبھی جہنم کی پاداش میں تہہ تیغ ہو چکے تھے، لیکن حضرت عسکریؑ عہدِ عز و بزرگوار نے اس طریقہ کو بالکل ناجائز اور خلافِ سنت قرار دیا، چنانچہ اس کی تعمیل اور پرکڑ چکی ہے۔

بیگماری کا السدا | بیگماری کا جو طریقہ جاری تھا نہایت ظنی کے ساتھ اس کا السدا کیا، ایک السراں کی مدد سے یہ بے گماری کی سودا میں آیا تو بے گمیری حکمران میں تم لوگ بے گماری پکڑتے ہو، اس کے بعد اس کو چست میں کر لے لگواتے ہیں۔

۱۔ طہقات، ج ۱، صفحہ ۲۷۲



رعایا کی خوشحالی

بذہب، حکومت و اطلاق، قانون، طرز تمام اجتماعی چیزوں کا، غرضیہ
صرف یہ ہے کہ دنیا فسادِ الٰہی کے ساتھ زندگی بسر کرے، اور اس نتیجہ کے
لحاظ سے مملکتِ عسکریہ محمد عزیزؐ کا وزیرِ حکومت کو نیا کے کل بادشاہوں
سے زیادہ کامیاب رہے۔

جناب رسالتِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں حالت سے ایک پیشین گوئی
کی تھی جس کے الفاظ یہ ہیں:

یا بعدی ہوں و ایت العیۃ قلت	کیا بعدی تم نے یہ کہو دیکھ ہے جس نے کہ
لہذا ہا و قد نبشت عنہا قال	دیکھا نہیں اُسٹ ہے، غریب یا ترا کہ وہاں اور
فی ان طالت بک حیاۃ ستیوت	زخمی ہے تو دیکھو گے کہ ایک ہمدرد مشین
الظہیرۃ ترخص من لعیۃ حتی	خیر و سے سفر کے لئے گی، اور ہمدرد کا
تطوۃ بانکعبۃ لا تحفۃ احدا	طواف کرے گی، اور خدا کے سوا اسی کو کسی
لا اللہ۔	کا ڈر نہ ہوگا۔

ولئن طالت بک حیاۃ لست من	اگر تم کو دل نہ ہو دوسرے تو دیکھو گے کہ
ھذا حسی	کس کی کے غمناک مفتوح ہو گئے

حاصل اس کی علف و دوزی کرتا تھا وہ خوب ہوتا تھا ایک بار دھشت کے میت اس سے ایک اپاہج کا وظیفہ مقرر کیا گیا، تو ایک عامل نے کہا کہ اس قسم کے لوگوں کے ساتھ سلوک تو کیا جاسکتا ہے، یہ کہیں مسیح آدمی کے بربر و ظیفہ ہیں مقرر کیا جاسکتا لوگوں نے حضرت عمرؓ کی عہد معزز رٹ کی خدمت میں اس کی شکایت کی تو انھوں نے اس پر پناہ قباب ظاہر فرمادیا۔

حک میں جتنے مسائل تھے ان میں جتنے بچے کا وظیفہ مقرر کیا تھا وہی ٹکڑا بیان ہے کہ میں سندھ میں پیدا ہوا تو میری دیکھ کو ابو بکرؓ کی حرم کی خدمت میں گئی اور انھوں نے مجھ کو ایک دینار دیا۔

تیسرے ہی واقعہ کہتے ہیں کہ میں سندھ میں پیدا ہوا اس کے بعد حضرت عمارؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد مجھے ان کی خلافت میں تین دینار بطور وظیفہ سالانہ کے ملے۔ یہ دلائل تمام لوگوں کو مساوی طور پر ملنے لگے۔ یہاں تک کہ جو لوگ ہمیشہ سے تعویذ و استیذان کے فرار تھے، وہ اس مساوات کو دیکھ کر ان کے بالکل الگ ہو گئے۔ عرب و روموں میں ہر قسم کے علیحدگی مساوات قطعی طور پر ازاد شدہ غلاموں کے دلائل میں کچھ منسحق تھا، لیکن وہ انھیں پاتے جھے۔

دلائل میں مستند ہر اصناف میں کرتے رہتے تھے چنانچہ ایک بار اس میں دس دس دینار یا دس دس دھنم کا اضافہ کیا، اور اس سے عرب اور عوامی و دوزیوں کی

لے طہقات، ابی سعد، ۱۷۱ لے، یف، ۲۰۰ لے، یف، ۲۰۳ لے

لے میرت، ابن جبر، ۱۷۱ لے، یف، ۲۰۰ لے

طوبہ پر متوجع ہوئے :-

اس نیا ضارہ طرز عمل سے بیت المال کو سخت نقصان پہونچا، چنانچہ بعض
علمان نے اُن کو اس طرف توجہ بھی دلائی، لیکن انھوں نے اس کی کچھ پروا نہیں کی
اور اُن کو لکھا کہ جب تک خزانے میں روپیہ ہے دیشے چنے جو، جب کچھ رہے
تو اس میں کدڑا کر کٹ بھر دو۔

عشر پاد کی ادا و ضمانت وظائف و عیال کے علاوہ غلام کی ادا و ضمانت
کے مختلف طریقے قائم کئے :-

۱) ایک عام سنگتھ ذات قائم کیا جس سے فقراء و مساکین کو ہر رکھنا ملتا تھا۔
۲) تمام لوگوں کے لئے مسادہ پایہ بہرہ ملے مقرر کیا، جو فی کس ساڑھے چار
انوشہ ملتا تھا۔

۳) غلام کے پاس جو کھوٹے سکتے ہوئے تھے اُن کی نسبت بیت المال کے
افسردوں کو لکھا کہ اگر یہ لوگ ادا سکتے ہیں تو کفر سے سبکدوش رہیں
ویشے جائیں گے۔

۴) بیت مال میں ایک خاص مدت قائم کی جس سے قرض و روئے کا قرض
ادا کیا جاتا تھا۔

۵) قیدیوں کا وظیفہ مقرر فرمایا۔

سید میر تقی میر نے عہدِ امیرِ مرہٹوں میں ۱۰۷۰ھ میں تاریخِ سیف کی لکھی ہے کہ اس اضافہ سے اہلِ اراکِ مردم
مہاراشٹر نے سیرتِ محمدی علیہ السلام میں ۱۰۷۵ھ میں طبعات میں ۲۰۹ھ میں ایضاً میں ۲۰۵
۱۰۷۵ھ میں سیرتِ محمدی علیہ السلام میں ۱۰۷۵ھ میں طبعات میں ۲۰۵ھ میں ایضاً میں ۲۰۵

۶۔ جن لوگوں کے وظائف کسی جرم یا کسی سبب سے روک دیے گئے ان کو تمام بقایا و غنیہ دے دیا جائے۔

۲۔ دوسرے خلافِ رکنے والے میں ملک کی طرہت و اصلاحی کا بڑا اسباب بر تھا کہ غلط و نفاق و سرور کے مال و جائیداد پر غائب رہ لہجہ کر لیتے تھے۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے ان کی ملک چھوڑ آتے تھے۔ مسیحی حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے جیسا کہ اوپر گذرا ہے تمام لوگوں کی جائیدادیں واپس کر دیں۔ بلکہ اس کے بعد انہوں نے خود بیت المال سے بہت سی رنگیں واپس ورتیں۔ خود ان کے مرد و ختمایاں اگر کسی نے اس قسم کی فساد دہانی کی اور ان کی اس کا علم ہوا تو لوگ انہیں مقصورہ کو واپس دلا۔

ایک بار ایک شخص نے ان کی خدمت میں شکایت کی کہ آذر ایچا کے محل نے ظلم میرے بارہ ہزار درہم لئے، اور اس کو بیت المال میں داخل کر دیا تو حضرت عسکریؒ نے جواب دیا کہ اس کو فوراً یہ رقم واپس لادی جائے۔

ایک بار ایک شخص نے شکایت کی کہ ابی لورج کے گزرنے سے اسس کی خدمت کا نکل چاں ہو گئی جو حضرت عسکریؒ نے اس کو دی ہو۔ وہ ہم تا دین درو یا کہے۔

۳۔ رعایا کو جو کچھ بیت المال سے ملتا تھا اس کے دینے میں تریہ لیا جیسی مسیحی رعایا سے جو رقم وصول ہو کر بیت المال میں داخل ہو جاتی تھی اس میں بہت سی رقموں کو ملے۔ حکامات میں ۲۵۶ تھیں جو عبد العزیزؒ نے دے دی تھیں۔ ان کے بعد اس میں سے بہت کم حاکمات دیکھا جاتا ہے۔

ہاگل نا جائز شمار دیا پڑنا پھر اس کی نفیس اور ندرت پر کل ہے۔

صدقات میں پہلے بڑا اہل قسب دھول کی بجائی تھیں بضرورت تو ان پر اصرار دیا
لے ان تمام رکنوں کو دلہن کر دیا۔

ایک بار ان کا ایک سال صدقہ وصول کر کے آیا تو حضرت نورا علیہ السلام نے
نے اس کی مقدار پر بھی اس نے ملکہ اپنا تری پر چھا کر تم سے پہلے کس مقدار میں
صدقہ وصول ہوتا تھا اس لیے اس سے زیادہ مقدار بتائی جسٹہ پایا کہ
سے وصول ہوئی تھی اس نے کہا یا امیر المؤمنین! پہلے گھوڑے سے ایک دینار
خادم سے ایک دینار اور قدان سے پانچ درہم وصول کئے جاتے تھے، یہ سب
آپ نے ان دھولوں کو ہاگل معاف کر دیا جسٹہ پایا میں نے معاف نہیں کیا جانے
معاف کیا ہے

خراج کی دھول کے متعلق سنت حکم تھا کہ اس میں کسی قسم کا نابائزہ وصول نہ
ہو سنا دیکھا ہے، چہ پھر تیوی بن مہران کر لگا کر میں نے مقدار و تحصیل خراج
و جہلہ میں تم کو لکھ کے لئے تکلیف نہیں دی جو کچھ وصول کرو ملاں اس سے وصول
کر دو اور مسلمانوں کے لئے صرف ملاں و طیب مال جمع کر دینا

اگر کسی معلوم مہر تھا کہ خراج کی وصول میں اس قسم کا نابائزہ طریقہ اختیار
کیا گیا ہے تو سنت وارد گیر کرتے تھے، اس میں آل تحقیق کے لئے انکسار ملا
کرتے تھے۔ یکم معلوم ہوا کہ ایران میں بہت سے قباں چیلوں کا قلعینہ کر کے اس
کو خرچ بازار سے مختلف خرچ پر ارد و ملت کرتے ہیں اور اس کے بدلے میں روپیہ

لیتے ہیں اور بہت سے کدواستریں لوگوں سے عذر و صل کرتے ہیں تو اس کی تحقیقات
کے لئے بشر بن سلطان، عبدالعزیز بھٹان اور علامہ مدنی سالم کو مقتدر فرمایا۔ اور انکی
بھی ارطاک کر رکھا کہ "اگر یہ دقت صحیح ہو گا تو یہ لوگ ان چیلوں کو حرام اہل مسلمہ سے
سے وصل کئے گئے ہیں واپس کر دیں گے محمودی نسخہ کی پابندی کریں گے، اور
جو خبریں کچھ تک جلی میں ان سب کی تحقیقات کریں گے تم ان سے چیرا چیرا
کر کرنا۔"

ان سے پہلے جو مختلف تھے وہ ذہنیوں سے طبعی محمودی سنی کے ساتھ ہندو و مل
کرتے تھے، اس لئے وہ پیدا، رکھنا ہیئت اور ان ہیئت پر اور ملت کے اس
مختلفہ مذہب سے آدا و مہ جاتے تھے، اسکی حضرت عسریں عبد، صوبہ
لے اس معاہدہ میں شایہ اسلیں کہیں، اس لئے ان کے لئے میں پیدا، رکھنا
در کسی تہہ، رگس برییاں جس سے ناگزیر طور پر نامیوں کو ملنا فائدہ پہنچا
بہ حکم کی شادابی، سرسبز اور غول حال کے اعصاب پر محو، حیثیت
سے طور کر دکر میت اعمال کی کل رقم صرف رعایا پر صرف ہوئی ہے، سب کے وظائف
مقرر ہوتے ہیں، ٹکس، سنگریس، برٹس، بیچے، حواں و عرب سب اس سے
کیاں طور پر لانا اٹھاتے ہیں وظائف میں شائے ہوتے رہتے ہیں، لگنا و
عظم ہوتا ہے، تمام رقم کرنلہ قتا ہے، طرز جوں کے کھوٹے سکے ریٹ اعمال سے بس
دیئے جاتے ہیں، مفسر بہ ہندوئی رعایا کو واپس ملتی ہیں، رعایا کے نقصان و
کاموائیوں یا بھاد ہے مختلف قسم کے گراں بار ٹیکس سب کر دیئے جاتے ہیں۔

جس پر یہ خراج میں تخفیف ہوئی ہے اور ان کی وصولی کا طرہ فقہ بالکل جائز و درست
 انسان اختیار کیا جاتا ہے، ملک کی پیداوار کا نرخ گراں ہو جاتا ہے، تو اس کے
 صاف معلوم ہو جائے گا کہ میں ملک جس قوم اور جس سلطنت میں یہ سب جمع ہو
 جائیں گی۔ تو اس میں رہا ہیبت، خوش حالی، تندرستی اور سرسبزی و شادابی کے سوا
 اور کس چیز کا اور دودھ ہو گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طرہ سلطنت ان تمام
 اسباب کا جامع تھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کا جیسا کہ
 بیہقی کا خیال ہے مصدق تھا نہ



کی بجائے بلکہ ان سے جو یہ میں آٹھ سو منقش پڑے دستاویز، ایک ہی حضرت عمر
 بن عبد العزیز نے ان کے ساتھ تخفیف و رعایت کی اور دس سو کپڑے کر دیے
 لیکن یہ سب بن عمر و کید بن یحییٰ کے نکلنے میں جب عراق کا دل ہو تو اس لئے
 محتاج کا وہی قدیم طریقہ قائم کر دیا۔ لڑکھکے پاس کو مسطور کی جو زمینیں
 تھیں یا غیر قوموں کی جن زمینوں پر مسطوروں کا قبضہ ہو گیا تھا، بغداد نے ان کو
 خسر و محسوس کر دیا تھا۔ لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز نے وہ بارہ اس کو خطری
 کر دیا۔ لیکن عمر بن عبد العزیز نے اس طریقہ کو بدل دیا اور پھر اس سے غنائم وصول کیا
 حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس نے لوگوں کو تعدیہ کے مذہب کے متنبہ کر لئے
 سلفی کے ساتھ روکا تھا لیکن جب یہ یہ دیکھ لیا کہ یہ مذہب کی قائم
 وہی مذہب خلیفہ کے رفقہ کو مقرب ہاں لگا دیا گیا

طرح حضرت عمر بن عبد العزیز نے جو نظام سلطنت قائم کیا، تنہا وہ چند
 ہی مدد میں درہم درہم ہو گیا، اور دنیا نے صرف گدھائی پر اس حضرت عمر بن
 الکلابی کے طرز حکومت سے متاثرہ اٹھا۔

یہ فتوح اہل مدینہ میں... ان کے پاس سے کہ ان کے پاس وہاں کے سمیٹا اٹھا۔ ص ۱۵۵

کاشانی اُمید

غیب کے مجدد بگفتن ہر شے نیز ہر گز

حضرت مسیح موعودؑ کے والد ماجد زندگی کے مسئلہ میں تھک جواتے
کے بڑے سبب شعلہ ہو رہے آگتے ہیں ان کی ہمارے ان کے ہی کہ نظر انداز نہیں کیا
جاسکتا۔

قومی عصییت کا تحفظ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے عرب
کی عصییت، عرب کی سادگی اور عرب کے شعائر کو قائم رکھا اس بنا پر ان کا نظام
حکومت و پڑوسی یعنی خلافت سیاسی سے بالکل نا آشنا رہا، اور اس کی
تمام بنیاد قوتِ باطن اور شجاعت پر قائم رہی، اس کے خلاف دولتِ عیسائی
بالکل غلطی زد گئی ہے، وہ اپنی جہتی تھی، تھل و تلبے، سفید عربی انہیں تھے، عیسائی
خلافت کے چیلنے والے تمام تر عجمی تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس خلافت نے قوت
کے سر راہ کو بالکل کھو دیا، اور اس کی بنیاد تمام حیل و سیاست پر قائم ہو گئی و
پناہ آداب السلطانی میں اس کی جگہ بڑی خصوصیت یہ رکھی ہے،

حضرت الاستاذ علامہ شبلی نعمانیؒ نے اپنے رسالہ الاستعداد میں جو کچھ ماقدم فرماتے پر لکھا
ہے وہ اس مضمون میں سے لیا گیا ہے

واعلم ان الاموال العباسية كانت
 دولت ذات خدع ودهاء وقدروا كان
 لديهم نفوس والمهاذلة وادب اولو
 من قسم القوت والنفقة خصوصاً
 في اواخرها فلان المتأخرين منهم
 ابدوا القوت والشفقة والنجدة
 او كانوا انبياء الخدع

دوست جاسوس ایک پڑ قریب اور زیر باز
 مسکت قس۔ میں نے نسبت قوت کے
 کرد و شریب کا عنصر زارہ لالہ ہا لیس
 اس کے آخری زمانہ میں پہچنے علاوہ نے
 تو قوت و شجاعت کیا نکل کھڑا۔ وہ
 کرد و شریب کی مسرت مال ہو
 گئے

کثرت فتوحات | اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ موسیٰ دور میں مستوحات کر میں قدر
 جوں تاریخ اسلام میں اس کی بغیر کسی مل سکتی، خلافت راشدہ میں اگرچہ
 اسلام کی مستوحات کا دائرہ بہت کچھ وسعت پذیر ہو چکا تھا، تاہم جو ابدین
 کا قدم حدود و قریب، دیار شام اور مصر و ایران سے آگے نہ بڑھ سکا تھا لیکن
 جو آیت کے دور حکومت میں قرطب، طبرجہ، اندلس، چین، ہند، روم، بلسطانیہ، عراق
 تونس، مراکش، عراق، فارس، توران، بلخ، تبت، اجمہ، تبت،
 افغانستان، سبھی اسلام کے لہر ہو گئیں ہوئے، اور مغرب و مشرق
 طرہ دنیا کے ہر پھتے میں سلام کا پرچم لہرایا۔

حلف ہے براہین میں اس حیثیت سے ولید کا روادہ عصر صیغہ کے ساتھ ایک
 یا و کا روادہ غیاں کیا جاتا ہے چنانچہ علامہ سیوطی، تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں:-

و لکنہ ، قاتل الجہاد فی یتامہ
 وقتوت فی خلافتہ فتوحات
 عظیمہ بنے
 لیکھ اس نیا پتے زمانے میں جہاد کوئی تم کیا اور
 اس کی خطا استغریٰ پر غی بڑی فتوحات حاصل
 ہوئیں۔

یہ جنگ طاقت اسی سال و سال کے ساتھ ہیکم کے زمانہ تک قائم رہی چنانچہ
 مستردی نے اس کے حال اور میں لکھا ہے،

و مستجد انکس و المستد علی و
 عہد و لہد و لا متبہا و اصطفی
 لوہن و قوی المثل و رتہ
 اس نے عہد ہاس عہد فسرل اور عہد انا
 حسب تیار کرانے، فرج کام کے لئے سپاہی تیار
 کئے اور سرحد کو مضبوط کیا

باق عہد طور پر بھری جنگ کا آملی بھی بڑا آفتیہ ہی کے زمانہ میں ہوا۔ اسی کے
 زمانے میں اس نے وصعت حاصل کی، اسی کے زمانہ میں سواہل کی قلعہ بندی چھٹی
 اور ضعی کے زمانے میں جہاد سازی کے کارخانے قائم ہوئے۔

استخلاص ملک سیکس لکھ بجائے خود کوئی ایسا قابل فخر کارنامہ نہیں تھا
 بلکہ فتوحات کے ساتھ یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ مفتوحہ ممالک میں

کیا کیا استخلاص کئے گئے؟ رہنما کی سپردی، ضرورت کی شاہی اور رفاہ عام
 کے متعلق کیا کیا خدمات انجام دی گئیں؟ ملک کی آدنی و رنگ کی ترقی پر تاج
 کا کیا اثر پڑا؟ سیکس ہزار مربع حکومہ اس حیثیت سے بھی ایک مہذب
 و در حکومت کہا جاسکتا ہے

۱۶ تاریخ فنکار ص ۲۴

۱۷ مدح التذیب سوری پرما شید علی العیوب جلد ۲ ص ۲۱

زمین کی سپید نش | زمین کی سپید نش سب سے پہلے حضرت عمر بن الخطابؓ نے مقرر کی تھی، ان کے بعد کسی حدیث نے اس کی طرف توجہ نہیں کی، یہ سید کا بعد ملک پیدا شخص ہے جس نے اس طرف توجہ کی اور عمر بن ابیہ کو عراق کے بندوبست کے لئے لکھا: اگرچہ علامہ بیہودی کی تصریح کے منقہ، اس کے خراج میں کوئی تکلیف اور آسائشیں پیدا ہوتی، تاہم اس سے ملے انتظامات کی باقاعدگی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

زرعی سرسریں | حضرت امیر معاویہؓ نے ذرائع آبپاشی کو نہایت ترقی دی، اور ان کو اس کا خاص اہتمام تھا، چنانچہ خلافتِ اولیاء میں ہے۔

کام: بہت پختہ مشیقت و تدبیر شریف، اور اس کے طرافت
 صاحبِ لیا بیوت حشیرہ و کان میں بہت سی سرسریں جاری تھیں، اور
 معاویہ اہتمام بہت ا میر معاویہؓ کو اس کا خاص اہتمام
 بہت بلہ تھا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے زرعی سرسریں جاری کر لیں، ان میں سرسقاہ، سرادوق اور سرشہاد وغیرہ کا نام تھا اور ان کا انتظام اولیاء میں ملکہ رہا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے پہاڑوں کی بعض گھاٹیوں کے گرد بند بھاگے ان کو بھی تالاب کی صورت میں بدل دیا تھا جس میں پانی جمع ہوتا تھا، اور ان کے ذراعت کی پیداوار کو جو زرعی ہوتی، اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان شروں کے ذریعہ سے فی روزہ لاکھ و ستر خرما، در ایک لاکھ و ستر گیلوں کی پیداوار ہوتی تھی۔

پانی پینے کے پٹھے، علقانے، خواتین نے رومی نوروں کے علاوہ بہت سے پٹھے جاری کرائے، جس سے دنیا کو شور پانی کے بجائے آب شیر میں میسر ہو، میان میں جہد لٹک نے کہ میں آپ شیریا کا ایک پٹھر جاری کرایا، جس کا پانی سید کی نال کے ذریعہ سے مسجد مسجد تک پہنچتا تھا، ایک لڑکے کے ذریعہ سے ایک سنگی خوش میں گرتا تھا جو رکن سود اور مذموم کے درمیان تیار کرایا گیا تھا

یہ خوش خواتین کے شیروں نے تک مارا، ایک سبب بہت خرم کار و شکر آیا کہ ذہن مل لے اس کو منہ کرادیا، بھلاہ لے ہی کہ کے استوں میں شہد خوش و آلاہ تیار کرانے تھے، سبب یہ بھی دوست جاسید کے آغاز میں وہ بول کے انصاف پر دو ہوئے تھے جس سے شایہ ہوتا ہے کہ علقانے جاسید نے کس سید روی کے ساتھ خواتین کی یادگاروں کو منایا کہ کے بعد پانی کی ضرورت سب سے زیادہ بقرہ داوس کو تھی، وہ علقانے خواتین نے شایہ انتہام کے ساتھ کی ضرورت کو پورا کیا، چنانچہ ایک بار انصاف کے لوگوں نے پانی کے حامل کے پاس آپ شیریا کی ضرورت ظاہر کی تو انکی اطلاع دینے پر یہ پٹھے اس کو ایک شکر دالے لاکر دیا، اور کھانے کے فرق کا کل غلات، کچھ سوٹ ہو جانے تب بھی غنہ کہنے سے دریغ نہ کیا کہنے، چنانچہ اس نے ایک شکر دالی اس کا نام شکر ہے۔

نہ میسر بہرہ ص ۲۵۱

نہ مردی کو سبب سودی برعائید فی طیب ص ۲۰

ہزاریت کے خیال نے بصرہ میں اور بھی بہ کثرت خبریں کھدوائیں جن کے نام قسطنطین
سہولت میں جا بجا پڑتے ہیں۔

راستوں کی ہمواری عرب ایک سنگستانی مقام جہاں کے راستے
نہایت دشوار گذر ہیں، وہاں نے رٹا و عام کے جن سہولت سے کام کئے، اسی
سلسلہ میں اس نے عرب کے تمام راستے ہموار کئے اور ان میں کنوئیں نکھڑوائے۔

لڑائی کے وقت مقصد کے درمیان جو راستہ تھا، وہ موڑ کی جانوروں کی وجہ سے
بالکل غیر رسوا تھا، وہاں نے اس خطرہ کے افساد کے لئے چار ہزار اونٹنیوں سے بھیجے
جن سے دندوں کا خطرہ بہت کم ہو گیا، اسی طرح اس نے اور بھی بعض جنگلی
کٹھنائے جن سے لوگوں کو دندوں کے حملے سے بھارت ملی

شفہا خانہ رٹا و عام کے کاموں میں ولید پہلا فسرہاں روا سے جس نے شفہا خانہ
کی بنیاد ڈالی، چنانچہ مؤرخ یعقوبی لکھتا ہے۔

دکان اوق من حسن بھارتین ولید پہلا فسرہاں ہے جس نے زمینوں کے
دھروائی تھے لئے شفہا خانہ بنایا

مہان خانہ مسالوں کے لئے سب سے حضرت عمرؓ نے مہان خانہ تعمیر
کر دیا، اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے ان کی تعلیم کی، اور ولید نے بھی اس سلسلہ
کو قائم رکھا، اور ایک مہان خانہ دیکھا، رگزیانہ

فخر اس کے کس امداد پہنچا، اس کے مؤرخین ولید کے بعد شفہا کے جہاں شکی ہیں
لوگوں کے ذخا لفت اس کے ساتھ وہ اس کے اس ملک و کرم کا بھی اہل ان کے

ہیں، مگر اس نے بڑا میسر کیا، انہوں نے فقیروں کے وظائف جادوی کئے اور قیدیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے معنیوں کا فقر کیا، ہر اندھے کے لئے ایک آدمی متعین کیا جس کو راستہ دکھاتا تھا، ہر پانچ کو ایک خادم دیا جو اس کی ضرورت یا کچھ کر پوچھا کرتا تھا، دلیہ کے پھر خلفائے نبویؐ میں دکید بن یزید بن عبد الملک نے بھی اس کی تقلید کی، چنانچہ حالہ اور فقر کا لے اس کے حال میں لکھا ہے۔

قلب دلی الولید ابوی علی زہلی یمن جب قیصر حلیف ہوا تو اس نے شام کے پانچوں اور
الشمس دھبیہ بعد وکب حم تہ انہوں کے وظائف مقرر کئے اور ان کو کچھ دے دیئے
عمار بن اسلام میں فوج تعمیر کی زرقی بلو امیہ کے عہد میں ہوئی، اور انیس سواریہ پہلے
شخص میں جنہوں نے شاندار عمارتیں بنوائیں، چنانچہ تاریخ بیهقہ میں لکھا ہے۔
بلی و ضیاء الہند تہ انہوں نے عمارتیں بنوائیں اور شاندار عمارتیں

امیر معاویہؓ کے بعد ولید بن عبد الملک نے صیفہ تعمیر کروائی اس قدر ترقی دی کہ
تاریخ اسلام میں اس دور حکومت کو اس حیثیت سے متاثر نہیں کیا جاتا، اور اسے سلطان بنی
دکان شدہ بد ملکوت بادشاہت الایضیۃ
والنظام والصلوٰۃ والصلیام وکمال الناس بنائے کا شایع ذوق تھا، یہاں تک کہ اس کے
یلتقوا فی زمانہ غیش یحفظہم بعضا دونوں میں حب و محبت باہم تھی تھے تو صرف عمارت
عن الایضیۃ والصلوٰۃ والصلیام کا تذکرہ کرتے تھے

ولید نے جو عمارتیں تعمیر کروائیں ان میں جامع مسجد دمشق مسجد دمشق مسجد حمیری،

۱۰ تاریخ خلافت میں ۱۲۴ ص ۲۴۸ و یقیناً ۲ ص ۲۴۸ لے مختصر الدول میں ۲۰۳

۱۰ یقیناً جلد ۲ ص ۲۴۶ لے آداب السلطانی میں ۱۰۴

اور مسجد الحسنیٰ حرمین اسلام کے چہرے کا آب و رنگ میں ہمارے ملک کے علاوہ مغلانے
 پورا تیر لے ملک کے اطراف میں نہایت کثرت سے شہر آباد کر کے چھائیے کو قیود و قیود
 کے دریاں ایک شہر بنایا جس کا نام واسطہ رکھا سیٹان بن محمد ملک نے رمل کو باہر
 میں اور اسی میں محل مسجد کتبہ بنی اور تالا پتیا رکھ کر اسے حکم دیا کہ اسے نہایت
 تیر وانی کرادو کیا اس کے علاوہ غلوں کے اور بھی بہ کثرت شہر آباد کرانے جس کی
 کیفیتیں اس موقع پر نہیں کی جاسکتی۔

اولیات جو ان کے ترقی پذیر و بد حکومت کی سبب ہر دی علامت ہے کہ ترقی
 کے مختلف قسم کے جدید انتظامات کئے جانے کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ اک کا انتظام عصر سے امیر محادیہ کے زمانے سے پہلے ایک کارکنی انتظام تھا۔
 جس کی وجہ سے غریب اور ملکی تیریں شہر محض کے ماسطہ میں پہنچ سکتی تھیں حضرت
 امیر محادیہ نے اس غرض سے مختلف مقامات پر تیریں بنوائیں کہ ان کے ذریعہ
 سے تیریں سال میں نہایت سائیاں پیدا ہو گئیں اور ان میں اس صیف کا نام ہرید ہے
 اور غرض میں ہرید کا علاقہ و مینا کی مسافت پر ہوتا ہے ظاہر ہو کر لے گیا ہے کہ وہاں
 ہرید ہا میل پر چار دن سے قیام رکھنے گئے ہوں گے اس نے اس صیف کا نام ہرید رکھا

۲۔ یوان الخاقم حضرت امیر محادیہ کے زمانے سے پہلے ملک و جہاں کے ممالک
 کرتے تھے وہ ایک پختہ ہد مورتے تھے جس کی بناء پر لوگوں کو بدواشی کا موقع
 ملتا تھا حضرت امیر محادیہ کے زمانے میں بھی کچھ دھندلیاں طریقہ جاری
 رہا مگر ان کے بارخص کے ایک شخص کو ایک لاکھ درہم دیئے گئے اور اس
 کے لئے لڑائی کے نام حکم کیا۔ وہ لاکھ سے کہ چار لاکھ لاکھ کے بجائے

فولاکہ بنا دیئے، بعد کو جب زیادہ حصہ پیش کیا تو امیر معاویہؓ نے اس پر حرکت کی اور ایک لاکھ کی مزید رقم اس شخص سے واپس لی، اس واقعہ کے بعد ان کو سرزمین شہی کی باضابطگی کی طرف توجہ ہوئی، اہل انہوں نے ایک خاص محکمہ قائم کیا جس کا نام دیوانہ قائم رکھا اس محکمہ کے قائم ہونے کے بعد چوہدریانہ صادر ہوتا تھا، اس کی باضابطہ نقل کی جاتی تھی اس کی نقی کی جاتی تھی، اور اس پر سرنگالی جاتی تھی جس سے کسی کو اس قسم کی ہدایتی کاموقع نہیں مل سکتا تھا، یہ صیغہ خلافت عباسیہ کے وسط زمانہ تک قائم رہا، یہی کہیں اس کے بعد کو ترک کیا گیا۔

باضابطہ محکمے اسلام میں باضابطہ محکمے بھی حضرت امیر معاویہؓ ہی کے زمانہ میں قائم ہوئے، چنانچہ مؤرخ یعقوبی نے زیادہ کے سامنے لکھا ہے۔

وكان اول معاوية السواد و اوله
ورفعه السواد المكتوب و السواد
كان بالسواد من العرب و السواد
المتعصبين و كان زياد يقول بلقي
ان يعقوب و كتابه المتعصبين
رؤساء الاعاجم العالمين بامور الخوارج
و كان زياد اول من بسط الاندلس
على عماله العرب و السواد

زیاد پہلے شخص ہے جس نے محکمے قائم کئے اور ان کے
کی نقی میں اور سرنگالی کا لٹاؤ کے کھینے
کے لئے شخصوں اور برائے مخصوص کے زیادہ
کہا کرتا تھا کہ فرسج کے مؤرخ عجم کے رؤساء میں
سے متحرک رہنے چاہئیں جو خوارج کے سامنے
واقع ہوئے ہیں اور تم پر پہلا شخص جس نے
اچھے عمدہ فارسی کی تفسیر میں برصائیں
اور ان کے لئے بڑا ہر اردو ہم مقرر کئے۔

حضرت [مردودیت کی تدوین و تصانیف کا شرف میں تو یہ کو حاصل ہے نہ اپنی
کی تصنیف حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے کارنامے رنگ میں گہرے
اصول لغت و صرفہ کی تدوین میں جو تیس کے درمیان میں پہلی بار
ایسا سہولت نے زیادہ ہوئے اس کے اصول علم کے مرتبہ کے لیے کی جازہ ہوئی
اس نے پہلے ہی مقرر کیا۔ یہی ہے کہ چار دہائی

تاریخ [نہ ہر ایک کی تدوین و ترتیب میں جو امت کے درمیان میں ہوئی اور
سب کے لیے اس کے ماننے میں تاریخی کتابیں تصنیف میں ایک طرف تو
غیر دوسری کے ہر ایک سے لے کر مثلاً و تہب، تہ مجہد، تہ بن سلم، الزہری
موسیٰ بن عقبہ، ابو حوادہ، اس لن کے مشفق کتابوں کی تدوین و تالیف میں اس وقت
تھے ماضی کے ماننے تھے۔ دوسری طرف خطائے جو امت کو فتنہ تاریخی کے
ساتھ خود ناسایت شرف تھا، علامہ نسائی نے مزاج الزہبی کی کتاب کے تحت
ہر مضافی کتبہ عثمان کے بعد پہلے ذرا سے مشورہ کرتے ہیں، تاریخی و ان
مکتبہ ابیہ و حاکم و ابن ابی شیبہ، جاتا تو سچے ہر ماہر اچھے اور بد راہی ملے
ظہر صاف ہوتا، مشورہ کے تاریخی کتابیں لے کر آتے اور ان کو ہر ہر کتبہ
جہاں بھی ان میں نہ ہوئی تو منجانب سے ایک عام کوئی کا ہر قیہ بنی ضرورت
ہوئی، اور اس سے سب کے تاریخی و کتبہ ملے، مدائن و احوال کو یہ کتاب
کی موزوں میں گئے کا مگر دیا جو تصنیف طریق کی طرف موزوں ہائی ہے

یہ علامہ عبد بن عبد اللہ کے مردودیت و تصانیف میں ہے

جنت کے شوقہ یار سے عربی لڑ پھر میں اور بھی متعدد تاریخی تصنیفات کا
 اہواز ہوا چ پلا جزلے اس کے لئے ایران کی بعض تاریخی کتابوں کا ترجمہ فارسی سے
 عربی میں کیا۔ تھام لیا ایک اور کتاب تھویرا ملک اطلس کا ترجمہ کر لیا جس میں ایرانی
 سلطنت کے قوانین، اور شاہان ایران کے حالات تھے۔

یونانی علوم و فنون کے تراجم ایرانی اور ہندوستان کے ترجمہ کی بدولت یونانی
 حکماء کے دور حکومت میں ہونے لگا۔ چنانچہ ابن سینا نے حضرت ابی نصر صدیق کے
 یونانی زبان سے طب کی متعدد کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں کیا اور یہ سہا ترجمہ
 جو اسلام کے دور حکومت میں کیا گیا

ترقیات بن حکم کے زمانے میں ماسروریہ نے عربی زبان میں ایک طب کتاب کا ترجمہ
 کیا تھا۔ یہی کتاب تھی جس کو حضرت مسرت مسر بن جہاں سوریہ نے عربی زبان سے فارسی
 اور ملک محمود میں اس کے مختلف نسخے تفسیر کئے تھے۔

خانہ خیمایہ میں خاتم بن یحییٰ بن سینا، ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے حکم
 آل سواد کا طب لیا گیا، وہ اپنے طبقات کے دریا بدل دی تھا، جس کی وجہ
 اس کو ناکامی ہوئی۔ ترجمہ علم گنییاں طرف ترجمہ کردہ نرویس نامی ایک رومی رسالہ
 سے اس کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے ساتھ یہاں کے جو فلسفی حکمران رہتے تھے اور
 عربی زبان کے اہل علم، ان کی ایک جماعت کو بنایا، انہوں نے عربی سے عربی زبان
 میں لے لیا ایک متعدد زبانوں کی تعلیم دینے کے لئے لکھا کہ طب اور گنییاں جیسے
 جو سلطان نے لکھا ہے خود بھی متعدد رسالے لکھے۔

۱۔ تہذیب و تمدن میں سائنس و فنون کا دور ۲۰۰۰ء تا ۱۰۰۰ء ق م

ہشام کے زمانے میں ایرانی تاریخ کے علما بعض پرانی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا
چنانچہ نام لے ارسطو کے ان رسالوں کا ترجمہ کیا جو اس نے سکندر کے لئے
لکھے تھے ۶

علائے مجددیت کے آئندہ میں بھی اپنے اذہانت کے سحر کو قائم رکھا
چنانچہ اسی کے زمانے سے اب آئندہ میں کو پرانی علوم و فنون کی طرف توجہ ہوئی ۷
اور اسی کے زمانے میں یہاں قلیاچہ کے اکابر ملکہ پیدا ہوئے۔

آئندہ میں کے اس جدید علمی دور کا آغاز تیسری صدی کے وسط سے ہو رہا ہے
صدی کے وسط تک اس لئے آہستہ آہستہ ترقی کی ۸ یکنی اس کے بعد ہر علم
استقلال پر مشتمل ہوا اور علمائے ائمہ نے عقلی علوم و فنون کی طرف غیر
معمولی توجہ کی، اور مشرق و مغرب سے نئے علوم کی کتابیں شکر اگر اس کثرت سے جمع
کیں کہ عظمائے جمہور کا درجہ حکومت اپنے علمی راز و سلاطین کے ساتھ لوگوں کی
نگاہ کے سامنے آگیا، چنانچہ تمام ان صاحبانہ علمی تہمتے میں ۹۔

و استجواب من بغداد و مصر و فیوہا	اس نے تہذیب و تمدن اور ان کے علوم و فنون
من دیار الشرق و جنوب الممالک	سے علوم قدیمہ و جدیدہ کی حمایت و حمایت
الہدیۃ و المصنفات الغریبۃ لعلوم	مشترکین و ممالک کو اپنے واپس کی توجہ
لقدیمۃ و الحدیثۃ و جمیع	کندہ لے میں چہ اس کے ہر ہند و ہند
منہائی بقیۃ ایام و بیہ شرق و	میں اس علمائے جمہور کے ہر علمائے جمہور
ملکہ مصر و بغداد و ممالک و ممالک	کے سحر و سلاطین کی تہمتے کرنے لگا

۶۔ بعض ممالک و ممالک میں ۷۔ بعض ممالک و ممالک میں ۸۔ بعض ممالک و ممالک میں ۹۔ بعض ممالک و ممالک میں

دفعہ دہری کے مصلحت کی سہولت فرماتے تھے ضعیف ہندو
 بچے، عورت اور بے کس لوگ ان کے سامنے جاتے تھے اور کہتے کہ
 مجھ پر ظلم کیا گیا ہے وہ فرماتے کہ ان کی مدد کرو وہ لوگ کہتے کہ ہم
 لوگ مست لے گئے، اور کہتے کہ اس کے ساتھ تحقیق مل کے لئے آدمی
 بھیجو، وہ لوگ کہتے کہ ہمارے ساتھ بدسلوکی کی کمی ہے، وہ کہتے کہ
 اس کے معاملہ کی تصدیق کرو، یہاں تک کہ جب کوئی آدمی نہ
 رہ جاتا تو تحفہ پر بیٹھتے، اور دہری لوگ حسب مرتبہ حاضر
 ہوتے جب وہ لوگ اطمینان سے بیٹھ جاتے، تو وہ کہتے کہ ہر لوگ ایک
 نہیں سمجھتا چاہئے، ان کی ضروریات بہت سے سامنے پیش کر دے، اب
 ایک شخص کھڑا ہو کر کہتا کہ فلاں آدمی تمہارے ہو گیا، وہ کہتے ہیں کہ
 اس کے بچوں کا ذمیہ مقرر کرو، دوسرا کہتا کہ فلاں شخص اپنی بچوں کے
 پھوڑ کر کہیں بھی گیا، وہ کہتے کہ ان کی نگرانی کرو، اس کے بعد
 کی ضروریات کو پوچھ کر وہ دارمان کی خدمت کر دے، پھر کبھی ان کی
 حالت میں ان کا پیسہ کاروبار ہو جاتا اور کاندھ پر دھتا، اور وہ اکھا
 صادر کرتے چلتے یہاں تک کہ تنہا رہا جا بہت کی ضرورت
 پڑنا کر دیتے تھے

اس کے بعد مسعودی نے امیر قسار و راج کی تدبیر و سیاست کے متعلق مشہور

واقعات نقل کئے ہیں، امدان کے اخیر میں لکھا ہے کہ :

”ان کے حلاق، ان کے احسانات و امان کی میاں بیوں نے دنگ
کو اپنا اس قدر گرویدہ بنایا کہ دنگ نے ان کو اپنے ستر اہلاروں
پر مکی کریمج دی“

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد عبدالملک وغیرہ نے بھی انہی کے اخلاق و عادات اہل
اہل کے طرز و حکومت کی تقلید کرتے چلائی، مسعودی کے بیان کے موافق
اگرچہ یہ لوگ ان کے درجہ کو نہ پہنچ سکے، مگر انہی کے بعد اس قدر مسلم ہے کہ :

كان عهد الملک حنا مودا شیدا عبد الملک مروان صحت و بدار ملزقا
اليعقود کثیر التصايف لولا تدبیر اود نے قرآن کی سمیت نکل کر تاقا۔

چنانچہ ایک بار اس کو معلوم ہوا کہ اس کے کسی حال نے کسی کا جزیہ قبول
کیا ہے تو اس کو طلب کر کے باز پرس کی گئی

ولید عبد الملک کا پڑا تھا، اود عبد الملک اپنی اولاد کو ہمیشہ فضل و احسان
در حکام و خلاق کے اختیار کرنے کی ترغیب دیا کرتا تھا، ایک بار اس نے
اپنے بیٹوں کو مخاطب کر کے کہا کہ لوگو! تمہارا خاندان ایک معزز خاندان
ہے، اس کے شرف کو مال و دولت سے صرف کر کے غلو نظر رکھو، اسی تربیت کا
نتیجہ تھا جس نے ولید کو آج شام کی ٹکا جوں میں تمام اموی خلفاء سے زیادہ

۱۔ مروج الذهب مسعودی برما شید نفع الطیب جلد دوم ص ۳۳۲

۲۔ ایضاً ص ۳۲۵ ۳۔ کتاب البیان والتبیین جلد ۲ ص ۱۸۰

۴۔ مروج الذهب مسعودی برما شید نفع الطیب جلد دوم ص ۳۳۲ ۵۔ ایضاً ص ۳۰۰

محبوب بنو دیا تھا، چنانچہ آداب السلطانیہ میں لکھا ہے کہ

كان الوليد من افضل ملوكهم اذيد خلائی میثیت سے، بل شام کے نزدیک
سيرة عند اهل الشام تمام ملوک نے جو آئیت سے اچھا تھا۔

ابو اس محبوبیت کی وجہ بیان کی ہے کہ اس نے ہر شے و ملوک، ہر شے دینے
ابو اس شہد افسی کو تعمیر کروا دیا، چنانچہ اس کو دیکھ کر ہیک ناگینے سے محظوظ
رکھا، ہر ہاٹک کے لئے ایک ایک خادم ابو اس ہر انداز سے کئے ایک ایک راستہ
رکھائے و لا مقرر کیا ہے

سلیمان بن عبدالملک کے فخر و عزت کے لئے صرف اس قدر کہنا کافی ہے
کہ حضرت حسن بن عبدالعزیز وہ کے ملوک حکومت کی فیا و اسی کے زمانہ میں
پڑی، لوگوں کے اموال جو غصب کر لئے گئے تھے اس نے واپس کر دیئے تھے
لوگ تلک کرتی رک کے قید کر دیئے گئے تھے اس نے ان کو رہا کر دیا تھے نازک
وقت پہ قائم کیا، باگ ہاٹک کی ممانعت کر دی، ابو اس ہر شے کے مال کو یکے
موروث کر دیا، ابو اس سب سے بڑا حکریہ کہ اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز وہ
کو اپنا وزیر مقرر کیا، ابو اس کے تمام نیک مشورے قبول کئے تھے

ذبح مطاعین | خلائے نبوتیہ کے طریق حکومت ابو اس میں جہاں نبالی پر جو
اعتراضات ہیں ان کے اجمالی جواب کے لئے ہم عبدالملک بن مروان

لے آداب السلطانیہ ص ۱۱۳

لے مختصر بدوں ص ۱۱۶

لے تاریخ الخلفاء ص ۶۶

کی یہ سعادت ملاؤ جیتے ہیں۔

”کہاں وہ لوگ جن پر حضرت عمرؓ بن الخطابؓ حکومت کرتے تھے اور کہاں سن نہاتے کے لوگ؟ میرا خیال ہے کہ بادشاہ کی روش رعایا کے ساتھ سبقت بدستی رستی ہے، اگر کوئی شخص اس زمانے میں حضرت علیؓ عسکریؑ کی روش اختیار کرے، تو لوگوں کے گھروں میں ٹٹ ڈال دی جائے، بڑا کسے پٹنے لگیں، اور باجم جنگ و جدال جہنم لگے، اس لئے دن کا شرم ہے کہ وہ روش اختیار کرے جو اس کے لئے کئے گئے ہو توڑوں جہنم۔“

اس لئے خرواں کا کمال تفصیلی جواب دینا نہیں چاہتے۔

۱۔ اہل قادیان ابن سعد ص ۵۵۵، ذکر عبدالملک بن مروان ص ۱۶۳



کے سپاہ پر اٹھے، اور عرق و آسائش میں جو بھی طاقت کے مرکز تھے اپنے نقباء پھیلا دیئے،
 اور سلسلہ سلسلہ مشاعرہ و شاعری میں اپنی نگہ شدہ طاقت کی واپسی کے لئے عام طور پر کوششیں
 کیں، جو لوگ اس سازش میں مشغول تھے انھوں نے محمد بن علی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی سلسلہ میں
 ان کا انتقال ہوا تو وہ ابراہیم نام کو اپنا جانشین مقرر کیا، ابراہیم نام کو ابو مسلم
 خراسانی ایک عجیب غریب شخص ہاتھ آگیا، جس کو اس مقصد کی محکم کے لئے قدمی طور پر وہی
 فریاد مل گیا جس سے حمزہ کا آغاز ہوا تھا، اجماعی طاقت کا تصور جیسا کہ اوپر لکھا ہے عرب
 کی خاندانوں سے ہوا تھا، اور ابو مسلم کے زمانہ میں اس آگ کے شعلے اور بھی بلند ہو گئے اور عرب
 کے مصری اور لوطانی قبائل میں باہم سخت دشمنی قائم ہو گئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نصر
 بن یسار نے جو لوطانیوں کی حمایت تھا ان کے لئے سکاری ملازمت کا وعدہ دیا، بالکل نہ کہ یہ قرآن
 میں لوطانیوں کا سردار جدیع بن علی کو اپنی تھا، اس نے نصر کو بھلا کر اس طرف عمل سے سخت شرم
 ہو گئی، اور ان سیاہو پوشوں کو احبابانِ قرآن نے سیاہ لباس اختیار کیا تھا اس لئے ان کو سودہ
 کہتے تھے، اصل کا مرتع بنے گا، اس پر نصر نے کرمائی کو قید کر دیا، لیکن کرمائی اپنے ایک اجماعی غلام
 کے ساتھ تدبیر سے قید خانہ سے نکل بھاگا، اور سریر اور قبائل یمن کی باہمی حلف و عاقبت سے نصر کا
 عقائد پر کیا، اور نصر بن ابیہ نے بعد برس تک باہم جنگ قائم رہی، اس مدت میں قرعین کی قوت میں
 جس قدر ضعف آگیا اس قدر ابو مسلم کی طاقت میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ خراسان کے
 اطراف میں باج و رگول نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی، ان کی تعداد کم از کم دو لاکھ تک پہنچ گئی، یہ
 ابو مسلم نے نصر کی طاقت توڑنے کے لئے کرمائی کو بھلا دیا، لیکن جب نصر کو اس کی خبر
 پہنچی، تو اس نے کرمائی کو لکھا کہ ہم دونوں ایک ہر جہاں اور جمیلہ ربیعہ کے کسی شخص کو نہ دے
 بنالیں، چونکہ کرمائی نے پہلے ہی مسالحت کے لئے یہ تحریر پیش کی تھی اس لئے وہ اس پر

داخلی ہو گیا، اور اس کو قحطی طویر پر ابوسلم کی قہقہے سے ہنسا کر نصر کی طرف روانہ ہوا، لیکن
 نصر نے اس کو دھوکے سے قتل کرا دیا، ابہر کمانی کے ارد کے گلے ابوسلم کے سامنے میں پناہ
 لی، اور اس کی اعانت سے ہاپکے خون کا انتقام لینا پایا، ابوسلم نے عقبہ کو نصر کے مقابلہ کے
 لئے روانہ کیا، اور نصر نے مجبوراً اعلان قبول کر لیا اور عقبہ نے اس کو امان دے دی، لیکن
 وہ ایک رات کو قحطی طویر پر اس کی نوحے سے نکل بھاگا، اور سادہ میں پہنچ کر چند دن کے
 بعد مر گیا، اب نصر اور کمانی دونوں کی فوجیں ابوسلم کے ساتھ اعلان میں داخل ہوئیں
 اور ابوسلم نے تمام غرامان پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد جو ممالک نہ گئے نہ نہایت آسانی
 کے ساتھ مفتوح ہو گئے، عوان بن محمد نے جو خاندان بنو آرمیہ کا آخری تاج دار تھا بھاگا
 کر نصر میں پناہ لینا چاہی، لیکن بالآخر مقتول ہوا، اور اس کے ساتھ اس شاندار
 سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

اس تمام تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت حسنین عبدالعزیزؑ کے قدر
 خلافت سے پہلے ہی بنو آرمیہ کے سلطنت کے زوال کے اسباب پیدا ہو گئے تھے اور ان
 آہستہ آہستہ ترقی کرتے گئے، یہاں تک کہ عرب کی خانہ جنگی نے اس کو بال
 طور پر نشر و فاش کر دیا، حضرت قمر بنی عبدالعزیزؑ کے قدر خلافت کو ان کے
 کوئی تعلق نہ تھا۔



چند مستند اسلامی کتابیں

تفہیم القرآن	مولانا حفیظ الرحمن سیوہ آبادی سم جلد کامل
تفسیر معارف القرآن	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ مدظلہ
الادب المفرد مترجم عربی اردو	محدث اعظم امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ
موسن کے ماہ و سال	شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدظلہ
علم و افقہ کامل ۲ حصے	مولانا عبد الشکور کھنوی مدظلہ
سائبرج فقہ اردو	شیخ محمد غفری مصری ترجمہ مولانا محمد تقی عثمانی
اسلام کا نظام انسانی	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ
رسول اکرم کی سیاسی زندگی	ڈاکٹر محمد حمید اللہ
علیؑ کے اصول	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ
فیہ حق یو دانی اردو	غریب الاعظم
فہم الصدوقی شریعت الفقہ اردو	امام جلال الدین سیوطی
عید سائیت کیا ہے	مولانا محمد تقی عثمانی
تاریخ دارالعلوم دیوبند	مولانا قاری محمد طیب صاحب
سیرت خاتم الانبیاء	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
خلفائے راشدین	مولانا عبد الشکور کھنوی مدظلہ
شہید کربلا	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ
سیرت محمدیؐ حیدر علی	مولانا عبد المستام ندوی
کتابت ادویہ (یعنی ادراج شکر)	مولانا اشرف علی تھانوی رح

یا شہد دار الاشاعت - مقابل مولوی مسافر خانہ گجراتی

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلفاء اسلام میں سے ایک عظیم خلیفہ ہیں۔ محدثین نے آپ کو مجدد بن اسلام میں سے شمار کیا ہے آپ نے زمانہ کی باگ پھیر کر عہد صحابہ سے ملا دی۔ سلیمان بن عبدالملک کے زمانہ خلافت تک جبکہ تاریخ اسلام پر پوری ایک صدی گزر چکی تھی اور اس طویل عرصہ میں اسلام کا نظام مذہب، سیاست، اخلاق، تمدن، غرض نظام عالم کے کل اجزاء رنگ آلود ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی صورت میں ایک رفاد مر اور مجدد پیدا فرمایا جنہوں نے تمام چیزوں کو جلا دے کر نئے آپ ورنگ کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔

ذیل نظر کتاب میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اخلاق، عادات، فضائل و مناقب، مجددانہ کارنامے ان کے دور حکومت کی خصوصیات اور ان کی تصور کے اصلی خط و خال نمایاں کیے گئے ہیں نیز محدث ابن الحکم اور عبدالملک کی کتابوں سے بہت سی مفید معلومات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جس کی بناء پر سابقہ ایڈیشنوں کی نسبت یہ ایڈیشن زیادہ جامع و مکمل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان حضرات کی زندگیوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(Email: ahmed@cyber.net.pk, ishtiaque.net@com)

سیرت عمر بن عبدالعزیز



DU-02415